بعض اعتقادی اور عملی کمزوریوں کی اصلاح کی مخلصانہ کوشش

اصلاحِ عقائد واعمال

مفتی اعظم پاکستان

مفتی منیب الرحمٰن

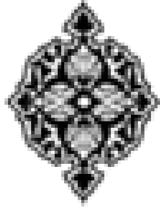
تائیدات وتصدیقات

علماء ومشائخ اہلسنّت وجماعت

ناشر

دارالعلوم نعیمیہ

بلاک 15 فیڈرل بی ایریا کراچی



نام کتاب	:	اصلاحِ عقائد واعمال
مؤلّف	:	مفتی منیب الرحمن
تائیدات وتصدیقات	:	علماء ومشائخ اہلسنت وجماعت
کمپوزنگ	:	حافظ محمد جمشید ہاشمی
اشاعت	:	اوّل
تعداد	:	پانچ ہزار پانچ سو
ناشر	:	دارالعلوم نعیمیہ کراچی
رابطہ	:	+92 21 36314508 +92 345 8083522

ملنے کے پتے:

دارالعلوم نعیمیہ، بلاک 15، فیڈرل 'بی' ایریا، کراچی

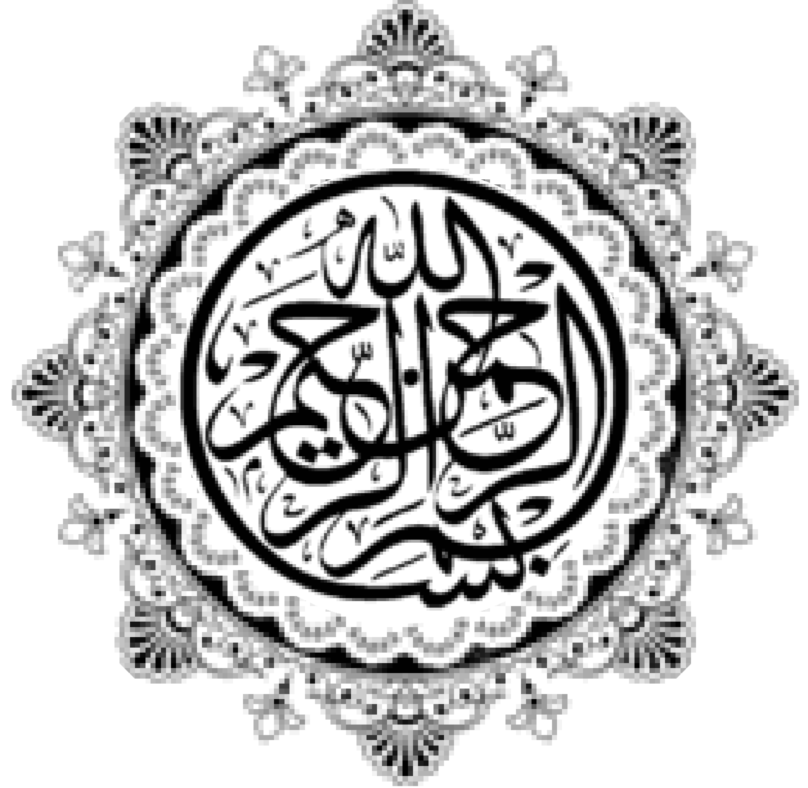
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور/کراچی

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی

مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

مکتبہ نعیمیہ، گوہرآباد، نزد دارالعلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، کراچی

علامہ فضلِ حق پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ، لاہور



شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ

ترجمہ:''اللہ نے گواہی دی کہ فقط وہی معبودِ برحق ہے اور فرشتوں نے (بھی) اور اہلِ علم نے (بھی) عدل پر قائم رہتے ہوئے (گواہی دی)، (آل عمران:١٨)''۔

انتساب

اہلسنّت وجماعت کے اُن تمام علمائے کرام اور مشائخ عظام کے نام جو، مفاد پرست ملامت کرنے والوں کی ملامت سے بے نیاز ہوکر محض اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم ﷺ کی رضا کے لیے اور اپنے عہد کے لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لیے، میرے ہم سفر بنے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب کو ہمیشہ صحت وسلامتی کے ساتھ اپنے حفظ وامان میں رکھے اور راہِ حق میں استقامت نصیب فرمائے، اپنے عہد اور آنے والے زمانے کے لیے مشعلِ حق فروزاں رکھنے کی سعادت نصیب فرمائے، آمین۔

خُوَيْدِمُ الْعُلَمَاءِ وَالْمَشَايِخ

مفتی منیب الرحمٰن

تشکر خاص

میں حضرت علامہ مفتی محمد الیاس اشرفی رضوی زیدمجدُہم اور علامہ مفتی محمد وسیم اختر المدنی کا بطورِ خاص شکر گزار ہوں کہ ان دونوں حضرات نے اس کے مسوّدے کو متعدد بار پڑھا ،مفید اصلاحات کیں ، جہاں مناسب سمجھا اضافات کیے تا کہ کسی بدنیت کے لیے بلیک میلنگ کا کوئی روزن کھلا نہ رہے۔اسی سبب اس کتاب کی آخری تسوید وتبییض تک مختلف مراحل سے گزرنا پڑا۔اس دوران مخلص علمائے کرام کے مشوروں کو بھی ہم نے پیشِ نظر رکھا اور حتی الامکان مدلّل بنانے کی کوشش کی۔بہت سے دیگر مسائل کے بارے میں فرمائشیں آئیں ،ان شاء اللہ العزیز!یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ہمیں کسی صلہ وستائش کی تمنا نہیں ہے، ہماری یہ عاجزانہ کاوش اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرّم ﷺ کی رِضا کا سبب بن جائے اور شرفِ قبول نصیب ہوجائے،امید ہے کہ ہمارے لیے یہ وسیلۂ نجات وشفاعت بن جائے گی۔

مُجسّم تشکّر وامتنان

مفتی منیب الرحمٰن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ حِکَایَةً عَنْ شُعَیْبٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ○

ترجمہ:”میں تو جہاں تک ہو سکے،صرف اصلاح چاہتا ہوں اور میری توفیق صرف اللہ کی عطا سے ہے، میں نے اُسی پر بھروسا کیا اور میں اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں، (ہود:۸۸)“۔

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَلدِّیْنُ النَّصِیحَةُ ،قُلْنَا: لِمَنْ ؟،

قَالَ: لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِهِمْ

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:”دین خیرخواہی کا نام ہے،صحابہ نے عرض کی:(یارسول اللہ!) کس کی خیر خواہی؟،آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ، اُس کی کتاب ،اُس کے رسول ، مسلمانوں کے حکمرانوں اورعام مسلمانوں کی خیرخواہی (دین ہے)،(صحیح مسلم:۵۵)“۔

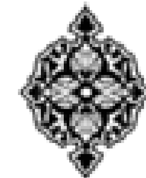
قَالَ مُحَمَّدُبْنُ سِیْرِیْنَ:

اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ، فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِیْنَکُم

ترجمہ:محمد بن سیرین رَحِمَهُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے کہا: بے شک یہ علم دین ہے،سوخوب سوچ لو کہ تم اپنا دین کس سے حاصل کررہے ہو(صحیح مسلم)

فہرست

اصلاحِ عقائدواعمال



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

تقدیم

اہلسنّت وجماعت کی طرف اپنی نسبت کرنے والے بعض افراد میں کچھ عرصے سے چند خرابیاں دَر آئی ہیں۔ دین ومسلک کا درد رکھنے والے علمائے کرام، مشائخِ عظام اور اہلِ فکر ونظر اس پر متفکر تھے اور سوچ بچار میں رہتے کہ اِن امور کی اصلاح کے لیے کیا حکمتِ عملی اختیار کی جائے اور اس کی تدبیر کیا ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ بعض امور ایک طبقے کا ذریعۂ معاش بن چکے ہیں، پس مفاد پرست طبقے کے مفاد پر جب زد پڑتی ہے، تو وہ چِلّا اٹھتا ہے اور مذہب ومسلک کے نام پر بلیک میلنگ پر اتر آتا ہے۔ ایسے ماحول میں بہت سے حضرات رخصت پر عمل کرتے ہوئے اپنی عزت بچانے کے لیے خلوت گزینی اور اِن امور سے لاتعلق رہنے ہی میں عافیت سمجھتے رہے۔ مگر ہماری پہچان دین ہے اور ہمیں جو عزت ملی وہ دین ومسلک کی نسبت سے ملی ہے، لہٰذا دین کی عزت وناموس کو سربلند رکھنے کے لیے ہمیں عزیمت پر عمل کرتے ہوئے ہر قربانی کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے۔

چنانچہ میں نے اہلِ درد علماء ومشائخِ اہلسنّت کی مشاورت سے اہلسنّت وجماعت سے منسوب بعض افراد میں نفوذ کرنے والی چند اعتقادی وعملی کمزوریوں کا ادراک کیا اور اپنی دینی وشرعی ذمے داری پوری کرنے اور اپنے معاصرین پر حُجّت قائم کرنے کے لیے "اصلاحِ عقائد واعمال" کے عنوان سے یہ تحریر مرتب کی ہے۔ اس کا مقصد محض اصلاح ہے، کسی کی تنقیص ہرگز مقصود نہیں ہے۔

اس مضمون میں کسی علمی شخصیت، تنظیم یا گروہ کو تعیین کے ساتھ ہدف نہیں بنایا گیا، کیونکہ اہلسنّت وجماعت ایک مِلّت ہیں، جَسدِ واحد ہیں اور یہ اصلاحِ ذات کی ایک تعمیری اور مثبت کوشش ہے۔ ہمارا یہ ادّعاء ہرگز نہیں ہے کہ یہ حتمی نسخۂ اصلاح ہے، بلکہ اخلاصِ نیت کے ساتھ اصلاح کی ایک ادنیٰ کاوش ہے۔ دوسرے صاحبانِ علم اس میں مثبت اضافات اور بِہ سے بہتر اور بہتر سے بہترین کی سعی کرسکتے ہیں۔ اصلاحِ احوال کے لیے اس تحریر کو خشتِ اول اور قرطاسِ عمل کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔

میں نے کراچی کے جیّد، مُعتَمَد اور ثقہ مفتیانِ کرام کو اس کارِ خیر میں شرکت کی دعوت دی اور الحمدللہ! سب نے بہ طیبِ خاطر لبیک کہا اور غالب کے الفاظ میں سب کا جواب یہی تھا:

دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

ابتدائی تحریر میں نے اور مفتی محمد وسیم اختر المدنی نے مشترکہ طور پر مرتّب کی، پھر اِسے نظرِ ثانی اور مناسب حذف واضافے کے لیے علامہ مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی، علامہ مفتی محمد اکمل مدنی اور علامہ مفتی محمد اسماعیل نورانی کو بھیجی اور اُن کے مشوروں کی روشنی میں حتمی مسوّدہ تیار کیا۔ یہ سارے اہلِ علم اہلسنّت وجماعت کا قیمتی اثاثہ ہیں، ہم ان کی علمی اعانت اور مخلصانہ تعاون پر تہِ دل سے شکرگزار ہیں اور اِن سب کے لیے تادیر صحت وسلامتی، خیر وبرکت اور دنیاوی واُخروی فلاح ونجات کے لیے دعاگو ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اہلسنّت وجماعت کو ان علمائے کرام ومفتیانِ عظام سے ہمیشہ فیض یاب ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ یہ اخلاص اور "اَلدِّیۡنُ النَّصِیۡحَۃُ" کے جذبے پر مبنی ایک عاجزانہ کوشش ہے۔

علمائے کرام سے گزارش ہے کہ وہ اِسے اصلاح کی نظر سے دیکھیں اور اس

حوالے سے مفید مشوروں سے نوازیں۔ ہماری خواہش ہے کہ وہ بھی اس اصلاحی مشن میں ہمارے رفیقِ سفر بنیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ اہلِ خیر سے گزارش ہے کہ وہ **خَالِصاً لِوَجْهِ الله** اس کتاب کی اشاعت اور تقسیم کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں تاکہ بڑی تعداد میں عوام اس سے مستفید ہوسکیں۔اسی طرح دینی تنظیموں اور انجمنوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ اپنے کارکنان کواس کے مطالعے کی تلقین کریں، **وَمَا تَوْفِيْقُنَا اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم**۔ہم نے اس بحث کو گیارہ عنوانات پر تقسیم کیا ہے۔

دین ومسلک کا یہ جذبہ اور درد ہمیں امام اہلسنّت، مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے ملا ہے، ہم اُن کی بلندیِ درجات اور روحِ پُرفتوح کے عالَمِ بالا میں سکون کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بہ دعا ہیں۔اہلسنّت کے بعض افراد نے بے عملی اور بے حسی کا شِعار اپنا رکھا ہے، دینی ترجیحات کو نظر انداز کر کے عشق ومحبتِ رسول کے من پسند معیارات بنا رکھے ہیں، اس کے نتیجے میں ہم زوال آشنا ہو چکے ہیں، امام اہلسنّت نے اس پر اپنے سوزِ دروں اور دردِدل کو اس فارسی شعر میں بیان کیا:

مرا سوزیست اندر دل، اگر گویم زباں سوزد
اگر دم درکشم، ترسم کہ مغزِ استخواں سوزد

ترجمہ: میرے دل میں اہلسنّت کی زبوں حالی اور پستی پر جذبات کا ایسا شعلۂ جوّالہ موجزن ہے کہ اگر انہیں زبان پر لاؤں تو زبان جل جائے اور اگر اپنے جذبات کو سینے میں دبائے رکھتا ہوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ شدتِ احساس کی حرارت سے میری ہڈیاں تو کیا ہڈیوں کا گودا تک جل جائے گا، اسی مفہوم کو اردو شاعر نے منظوم کیا ہے:

اگر سچ کہتا ہوں، مزا اُلفت کا جاتا ہے
جو چپ رہتا ہوں، کلیجہ منہ کو آتا ہے

پس وقت آگیا ہے کہ ہم مصلحت سے بالاتر ہوکر اپنے عہد کے لوگوں پر اللہ

کی حجت قائم کریں اور اپنے دینی فریضے سے عہدہ برآ ہوں، کیونکہ ہم میں سے ہر ایک اپنی جگہ مسئول ہے، قارئین سے گزارش ہے کہ ہماری اس دعا پر آمین کہیں:

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَلَا تُوَفِّقْنَا لِمَا لَا تُحِبُّ وَلَا تَرْضٰى،
اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا سَبِيْلَ الرَّشَادِ وَقَوْلَ الْحَقِّ وَفَصْلَ الْخِطَابِ،
اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنَا الصَّوَابَ وَجَنِّبْنَا الْخَيْبَةَ وَالْخُسْرَانَ وَالْخَطَأَ فِي الْفِكْرِ وَالْعَمَلِ
وَالْمَيْلَ عَنِ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ،
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ،
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا جُهُوْدَنَا وَمَسَاعِيَنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْهَا وَاجْعَلْهَا نَافِعَةً
لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ،
آمِيْنَ بِجَاهِ سَيِّدِنَا وَسَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ
عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيْمَاتِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

(۱)

اصلاحِ عقائدواعمال اور علماء کی ذمہ داریاں

(۱) جو عقائد واحکام قرآن وسنت سے نصاً اور ظاہراً ثابت ہوں، ان کے مقابل مرجوح اور رکیک احتمالات کا سہارا لے کر تشکیک پیدا کرنا یا اجماع اور جمہور کے مقابل شاذ اقوال کا سہارا لینا اہلِ بدعت کا وتیرہ رہا ہے، جس کے ذریعے وہ لوگوں کو بہکاتے اور اِن میں فتنہ برپا کرتے چلے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی گمراہ لوگوں کے بارے میں فرمایا:

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ۔

ترجمہ: "پس جن کے دلوں میں کجی ہے، وہ فتنہ جوئی اور معنی متعیّن کرنے کے لیے آیاتِ متشابہات کے درپے رہتے ہیں، حالانکہ ان کے اصل مرادی (حقیقی) معنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، (آل عمران: ۷)"۔

اس آیت کی تفسیر میں ائمۂ تفسیر ابنِ جریر، بغوی اور ابنِ کثیر ایسے جلیل القدر مفسرین اور بیضاوی، مدارک اور جلالین ایسی درسی تفاسیر میں ائمۂ تفسیر نے ایک ہی بات لکھی ہے، مثلاً قاضی بیضاوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں:

قَالَ اللهُ تَعَالٰى فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ، فَيَتَعَلَّقُونَ بِظَاهِرِهٖ أَوْ بِتَأْوِيلٍ بَاطِلٍ اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ ،طَلَبَ أَنْ يُفْتِنُوا النَّاسَ عَنْ دِيْنِهِمْ

بِالتَّشْكِيْكِ وَالتَّلْبِيْسِ وَمُنَاقَضَةِ الْمُحْكَمِ بِالْمُتَشَابِهِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ، وَطَلَبَ أَنْ يُؤَوِّلُوْهُ عَلٰى مَا يَشْتَهُوْنَهٗ۔

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ لوگ متشابہات کے درپے رہتے ہیں، پس ان آیاتِ متشابہات کو اُن کے ظاہر پر محمول کرتے ہیں یا فتنہ جوئی کے لیے باطل تاویل کرتے ہیں۔ یہ کاوش اس مقصد کے لیے ہوتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں شک پیدا کرکے اور مفہوم کو خلط ملط کرکے دین کے بارے میں انہیں آزمائش میں ڈالیں اور آیاتِ محکمات (یعنی جن کے معنی قطعی اور واضح ہیں) کو متشابہات کی نقیض ثابت کرنا چاہتے ہیں اور تاویل کے درپے ہونے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آیاتِ متشابہات کی من پسند تاویل کریں۔"

(تفسیر بیضاوی، زیرآیت: 7، آل عمران)

علامہ ابنِ کثیر دِمشقی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں:

اِنَّمَا يَأْخُذُوْنَ مِنْهُ بِالْمُتَشَابِهِ الَّذِيْ يُمْكِنُهُمْ اَنْ يُّحَرِّفُوْهُ اِلٰى مَقَاصِدِهِمُ الْفَاسِدَةِ وَيُنْزِلُوْهُ عَلَيْهَا لِاحْتِمَالِ لَفْظِهٖ لِمَا يُصَرِّفُوْنَهٗ ۔

ترجمہ: "یہ لوگ قرآن سے اُن متشابہات کا سہارا لیتے ہیں جن کے ذریعے ان کو موقع ملتا ہے کہ قرآنی آیات کے معنی میں تحریف کرکے انہیں اپنے فاسد مقاصد پر دلیل بنا کر پیش کریں اور اِن آیات کو فاسد معانی پر محمول کریں، کیونکہ (متشابہات کے) الفاظ میں ان کے باطل معنی کا (کوئی مرجوح یا مردود) احتمال بھی بظاہر موجود ہوتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۴۷۸)

اور فرماتے ہیں: "وَهٰذَا الْمَوْضِعُ مِمَّا زَلَّ فِيهِ أَقْدَامُ كَثِيْرٍ مِنْ أَهْلِ الضَّلَالَاتِ یہی وہ مقام ہے کہ جہاں بہت سے گمراہوں نے لغزش کھائی، (البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۴۸)"۔

محکم معنی اور تاویلِ باطل کا فرق:

محکم سے مراد وہ آیات جن کے معنی واضح، قطعی اور متعیّن ہیں اور اُن میں کسی

تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور شریعت کے احکام اوامر ونواہی اور عقائدِ قطعیہ آیاتِ محکمات ہی سے ثابت ہیں۔قرآن،سنت، اجماع اور جمہور کے فیصلے ہی محکمات ہیں اور ان کے مقابلے میں شاذ، متروک اور مردود اقوال کو پروان چڑھانا دین میں فتنہ انگیزی ہے اور حق کے بارے میں لوگوں کو شک میں مبتلا کرنا ہے،امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ لکھتے ہیں:

”وہ مسائل بالکل قلیل ہیں،جن میں (مسلّمات کے) خلاف کوئی قولِ شاذ نہ مل سکے۔بہت سے مسائل مسلّمہ مقبولہ،جنہیں ہم اہلِ حق اپنا دین وایمان سمجھتے ہیں، ان کے خلاف بھی مرجوح، مجروح، متروک اور مردود اقوال تلاش کرنے سے مل سکتے ہیں۔کتابوں میں غثّ وسمین (ردّی وپُرموقع کلام) ورطب ویابس (صائب اور خطا پر مبنی کلام) کیا کچھ نہیں ہوتا۔مگر جنہیں اللہ تعالیٰ نے سلیم الفطرت بنایا ہے،وہ صحیح و سقیم میں امتیاز کرلیتے ہیں،ورنہ انسان بدعت کی گمراہیوں میں حیران وسرگرداں رہ جاتا ہے۔اگر شریر طبیعتوں، فاسد طینتوں کا خوف نہ ہوتا تو فقیر اپنی تصدیقِ دعویٰ کے لیے چند اس قسم کے مسائل معرضِ تحریر میں لاتا۔مگر کیا کیجیے! کہ بعض طبائع اصلِ جبلّت میں حسّاسہ جسّاسہ (غیر ضروری امور کی ٹوہ میں لگے رہنے والی) بنائی گئی ہیں کہ شب وروز تَتَبُّعِ اَباطیل و تَفَحُّصِ قال وقیل میں رہتے ہیں، کَمَا قَالَ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ:”فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِیْلِهٖ“،ان طبیعتوں کو جہاں بھی دین میں رخنہ اندازی کا ادنیٰ موقع ملتا ہے،اسلام کی بنیادوں کو ڈھانے کے لیے کمربستہ ہوجاتی ہیں، اَعَاذَنَا اللہُ مِنْ شَرِّهِنَّ، آمِیْن“۔

(مطلع القمرین،بتصرف،صفحہ ۱۷)

عزیزانِ گرامی! جب آپ اس اصول کو اچھی طرح سمجھ جائیں گے تو آپ پر واضح ہوجائے گا کہ آج کل الیکٹرانک،سوشل اور پرنٹ میڈیا میں مختلف سیکولر اور لبرل تحریکوں کی شکل میں سامنے آنے والے متعدّد فتنے ایک ہی مرض کی مختلف علامتیں ہیں،حدیثِ پاک میں ہے:

”عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ تَلَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الآيَةَ هُوَ الَّذِی أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِی قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ وَالرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ،قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَأَيْتِ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولٰئِكَ الَّذِينَ سَمَّى اللهُ فَاحْذَرُوهُمْ“۔

ترجمہ:”اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے آلِ عمران آیت:7 تلاوت کی:(ترجمہ:”اللہ وہ ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی،اُس میں سے کچھ آیات محکم (قطعی) ہیں،یہ اصلِ کتاب ہیں اور دوسری آیات متشابہات ہیں،پس جن کے دلوں میں کجی ہے،وہ فتنہ جوئی اور معنی متعیّن کرنے کے لیے آیاتِ متشابہات کے درپے رہتے ہیں، حالانکہ ان کے اصل مرادی (حقیقی) معنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو علم میں رسوخ رکھتے ہیں،وہ کہتے ہیں: ہم ان پر ایمان لائے،یہ سب ہمارے رب کی جانب سے (حق) ہیں اور صرف عقلمند لوگ ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں)“۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے عائشہ!) جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو آیاتِ متشابہات کے درپے رہتے ہیں تو (جان لو!) یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ مبارکہ میں فرمایا ہے، سو اِن سے بچ کر رہو، (صحیح بخاری: 4547)"۔

(۲) "تصوف" کی آڑ میں کچھ بے دین، بے عمل بلکہ بدعمل، غیر متشرع جاہل پیر حضرات اپنے نام نہاد مریدوں کو ہی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی علمِ دین حاصل کرنے سے روکتے ہیں اور علمِ شریعت کی مخالفت میں طرح طرح کے اقوال سناتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگ اپنے گمراہ کن عقائد اور جاہلانہ تعلیمات کے مقابلے میں جب قرآن وسنت اور اجماعِ امت کے قوی دلائل کا سمندر دیکھتے ہیں، تو حق کو قبول کرنے کی بجائے عام مسلمانوں کو علم سے روکنا انہیں آسان نظر آتا ہے تا کہ اُن کے اَللّے تَللّے جاری رہیں۔

یہ ایک مخصوص مکتبِ فکر ہے جو "دامِ ہمرنگِ زمیں" کے مصداق اہل سنت کو اندر سے نقصان پہنچاتا چلا آرہا ہے، یہ عَدُوِّ مستور رہے۔ ماضی میں اسے "فرقۂ ہامیہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اسی فرقۂ ہامیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: "ہامیہ فرقہ کے لوگ علمِ شریعت کے مخالف ہیں اور علومِ دینیہ کی تدریس سے منع کرتے ہیں، فلسفیوں کے تابع ہیں اور کہتے ہیں: قرآن حجاب ہے، شاعری طریقت کا قرآن ہے، اپنے پیروکاروں کو شعر سکھاتے ہیں اور اوراد کو ترک کرتے ہیں۔ یہ لوگ اس اعتقاد کی وجہ سے ہلاک ہو گئے، یہ اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں مگر یہ اہل سنت نہیں ہیں۔۔ یہ خود کو قلندری اور حیدری کہتے ہیں، (سرالاسرار: ۵۸)"۔

حالانکہ حضرتِ علی حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ تو علم کا سمندر تھے، مدینۃُ العلم کا ایک باب تھے، کمالاتِ فیضِ رسالت مآب ﷺ کا مظہرِ اتم تھے۔

یہ اپنے جاہل مریدوں کو علماء سے دور رکھنے کے لیے طرح طرح کے حیلے تراشتے ہیں، ان کا دامِ تزویر کچھ اس طرح ہوتا ہے کہ شریعت الگ ہے اور طریقت الگ، ہم طریقت والے ہیں اور علماء شریعت والے ہیں، علماء اور صوفیہ کی آپس میں کبھی نہیں بنتی، شریعت اس کے لیے ہے جس نے حقیقت کو نہ پایا ہو۔ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا قادری رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے رد میں "مَقَالُ العُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وعُلَمَاء" کے نام سے ایک مستقل رسالہ لکھا، اُس سے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں:

(۱) "عمرو کا قول کہ شریعت چند احکام یعنی فرض وواجب اور حلال وحرام کا نام ہے، محض اندھا پن ہے۔ شریعت تمام احکامِ جسم وجان و روح وقلب و جملہ علومِ الٰہیہ ومعارفِ لامتناہیہ کو جامع ہے، جن میں سے ایک ٹکڑے کا نام طریقت ومعرفت ہے۔ ولہٰذا تمام اولیائے کرام کا قطعی اجماع ہے کہ تمام حقائق کو شریعتِ مُطَہَّرہ پر پیش کرنا فرض ہے۔ اگر شریعت کے مطابق ہوں، تو حق ہیں اور مقبول ہیں، ورنہ مردود ومخذول (یعنی باعثِ رسوائی) ہیں۔ تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصلِ کار ہے، شریعت ہی مَناط و مَدار ہے، شریعت ہی مِحَکّ (کسوٹی) ومعیار ہے۔ شریعت "راہ" کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ (عَلٰی صَاحِبِهَا اَفضل الصلوات والتحیات) کا ترجمہ "محمد رسول اللہ ﷺ کی راہ" ہے، یہ قطعاً عام ومطلق ہے، نہ کہ صرف چند احکامِ جسمانی سے خاص، یہی وہ راہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچوں وقت ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر ثبات واستقامت کی دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم، اے اللہ!، ہم کو محمد ﷺ

کی راہ چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ"۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:21،ص:523، بتصرف، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۲) "عمرو کا یہ قول: ''طریقت ''وصول اِلیٰ اللہ'' کا نام ہے'' محض جنون وجہالت ہے۔ معمولی پڑھا لکھا شخص بھی جانتا ہے کہ طریق، طریقہ اور طریقت راہ کو کہتے ہیں، نہ کہ پہنچ جانے کو، تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے۔ سوا گروہ شریعت سے جدا ہو، تو قرآنِ مجید کی شہادت کی رُو سے ایسی طریقت خدا تک نہ پہنچائے گی، بلکہ شیطان تک پہنچائے گی، جنت تک نہ لے جائے گی بلکہ جہنم رسیّد کرے گی۔ کیونکہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن مجید باطل ومردود فرما چکا ہے۔ پس لازم وضروری ہے کہ طریقت شریعت ہی ہے، یعنی اسی راہِ روشن کا ایک ٹکڑا ہے، طریقت کا شریعت سے جدا ہونا محال وناممکن ہے، جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے وہ اِسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس مانتا ہے، مگر حاشا! طریقتِ حقہ راہِ ابلیس نہیں، قطعاً راہ خدا ہے، تو یقیناً وہ شریعتِ مُطہَّرہ ہی کا ٹکڑا ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:21،ص:524، بتصرف، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۳) "مندرجہ بالا تفصیلات سے واضح ہے کہ شریعت کے حامل علماء ہرگز طریقت کے لیے سدِّ راہ نہیں ہیں، بلکہ وہی اس کا دروازہ کھولنے والے اور اس کے نگہبان ہیں۔ ہاں! ایسی طریقت کہ بندگانِ شیطان جس کا نام طریقت رکھیں اور اسے شریعتِ محمد رسول اللہ ﷺ سے جدا مانیں، علمائے حق ضرور اُن کے آگے سدِّ راہ ہیں۔ صرف علماء ہی کیا، خود اللہ عزوجل نے اس راہ کو مسدود، مردود، ملعون اور مطرود (دھتکارا ہوا) فرمایا۔ سطورِ بالا سے واضح ہوا کہ علمائے شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو

ہر وقت ہے اور خاص طور پر طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ، ورنہ حدیث میں شریعت سے محروم یا شریعت سے متصادم طریقت والوں کو چکی کھینچنے والا گدھا فرمایا ہے، تو اگر علماء تمہیں گدھا بننے سے روکتے ہیں، تو کس گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں؟"۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:21،ص:535، بتصرف، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اہلسنّت کے دس عقائد کا مفصل بیان کرتے ہوئے دسویں عقیدے کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

عقیدہ عاشرہ......شریعت وطریقت:

شریعت وطریقت، دو راہیں متبائن نہیں (کہ ایک دوسرے سے جدا یا ایک دوسرے کے خلاف ہوں) بلکہ بے اتباعِ شریعت، خدا تک وصول محال، شریعت تمام احکامِ جسم و جان و روح وقلب و جملہ علومِ الٰہیہ و معارفِ نامتناہیہ کو جامع ہے، جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت ومعرفت ہے۔ ولہٰذا باجماعِ قطعی جملہ اولیائے کرام کے تمام حقائق کو شریعتِ مُطہَّرہ پر عرض کرنا فرض ہے۔ اگر شریعت کے مطابق ہوں، تو حق وقبول ہیں ورنہ مردود ومخذول، مطرود ونامقبول، تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مَناط ومدار ہے، شریعت ہی مِحَکّ (کسوٹی) ومعیار ہے اور حق وباطل کے پرکھنے کی کسوٹی۔

شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلَوَاتُ وَالتَّحِيَّاتُ کا ترجمہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی راہ۔ اور یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف چند احکامِ جسمانی سے خاص۔ یہی وہ راہ ہے کہ

پانچوں وقت، ہرنماز کی ہر رکعت میں اس کا مانگنا اوراس پر صبر واستقامت
کی دُعا کرنا ہرمسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ
(ہم کوسیدھا راستہ چلا) ، ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر
ثابت قدم رکھ۔

یونہی طریق، طریقہ اور طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو، تو یقیناً
طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے، اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادتِ
قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی، بلکہ شیطان تک پہنچائے گی، جنت
تک نہ لے جائے گی، بلکہ جہنم میں لے جائے گی کہ شریعت کے سواسب
راہوں کو قرآن عظیم باطل ومردود فرما چکا۔

لازم وضروری ہوا کہ طریقت ہی شریعت ہے کہ اسی راہ روشن کا ٹکڑا
ہے۔ اِس کا اُس سے جدا ہونا محال وناممکن ہے، جو اسے شریعت سے جدا
مانتا ہے، گویا وہ اسے راہِ خدا سے توڑ کر راہِ ابلیس مانتا ہے، مگر حاشا!
طریقتِ حقّہ راہِ ابلیس نہیں قطعاً راہِ خدا ہے، خواہ بندہ کیسی ہی
ریاضتوں، مجاہدوں اور چلّہ کشیوں میں وقت گزارے، ہرگز اس رُتبہ تک
نہیں پہنچے گا کہ تکالیفِ شرع (یعنی اوامر ونواہی سے متعلق شریعتِ
مُطھَّرہ کے فرامین) اُس سے ساقط ہوجائیں اور اسے اسپ بے لگام و
شُترِ بے زمام کرکے چھوڑ دیا جائے۔

قرآن عظیم میں فرمایا: ''اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ'' ، ترجمہ: ''بے شک
اسی سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے'' اور فرمایا: ''وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا
فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ
بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ''، اس رکوع کے آغاز سے احکامِ شریعت بیان کرکے

اصلاحِ عقائدواعمال

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور اے محبوب! تم فرمادو کہ یہ شریعت میری سیدھی
راہ ہے، تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ لگ
جاؤ کہ وہ تمھیں خدا کی راہ سے جدا کردیں گے''۔ دیکھو! قرآن عظیم نے
صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے، جس کا مُنْتَھٰی (یعنی مقصود)
اللہ ہے اور جس سے وصول الی اللہ ہے، اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا، اللہ
کی راہ سے دُور پڑے گا۔ طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے، شریعت ہی
کے اتباع کا صدقہ ہے، ورنہ بے اتباعِ شرع بڑے بڑے کشف راہبوں،
جوگیوں، سنیاسیوں کو دیے جاتے ہیں، پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں،
اُسی نارِ جحیم وعذاب الیم تک پہنچاتے ہیں''۔
(مَقَالُ الْعُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاء، بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج:21، ص:24-523)

''صوفی'' وہ ہے کہ اپنی خواہشات کو تابعِ شرع کرے، بے اتباعِ شرع کسی
خواہش پر نہ لگے۔ اسی طرح وہ شخص بھی صوفی نہیں ہوسکتا جو ہوا وہوس اور نفسانی
خواہشات کی خاطر شریعت کو ترک کردے اور اتباعِ شریعت سے آزاد ہو، شریعت غذا
ہے اور طریقت قوت، جب غذا ترک کی جائے گی تو قوت خود کمزور ہوگی، شریعت آنکھ
ہے اور طریقت نظر (اور) آنکھ پھوٹنے کے بعد نظر کا باقی رہنا محال ہے، کیونکہ عقل سلیم
اِسے قبول نہیں کرتی تو شریعتِ مُطھَّرہ میں کب مقبول ومعتبر ہوگی۔ قربِ الٰہی کی منزل
پانے کے بعد اگر اتباعِ شریعت کے ترک کی گنجائش ہوتی اور احکامِ شریعت پر عمل لازم
نہ رہتا یا بندہ اس میں مختار ہوتا، تو سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور امام الواصلین علی کرّم اللہ
تعالیٰ وجھہ اس کے سب سے زیادہ حق دار ہوتے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں، بلکہ جو جس
قدر حق تبارک وتعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے، اُس کے لیے شریعت کی پابندیاں اور
زیادہ سخت ہوجاتی ہیں، اسی لیے کہا گیا ہے: ''حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ

"الْمُقَرَّبِیْنَ"، یعنی بعض صورتوں میں عام نکوکار لوگوں کے لیے جو امور نیکی کا درجہ رکھتے ہیں، وہی اعلیٰ مرتبے کے حامل صالحین کے لیے عیب قرار پاتے ہیں، کسی نے کہا ہے: ''نزدیکاں رابیش بود حیرانی'' (قریب والوں کو حیرت زیادہ ہوتی ہے) اور: ''جن کے رُتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے''۔

سب کو معلوم ہے کہ سیّد المعصومین ﷺ رات، رات بھر عبادات ونوافل میں مشغول رہتے اور امت کی فکر میں سرگرداں رہتے۔ نماز پنجگانہ تو تمام اہلِ ایمان کے ساتھ آپ پر بھی فرض تھی، لیکن آپ کے بلند ترین مقام کے سبب آپ پر نمازِ تہجد بھی فرض قرار دی گئی، حالانکہ اُمّت کے لیے وہ صرف سنت ہے۔

حضرت سیّد الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا: کچھ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ احکامِ شریعت تو وصول الی اللہ کا ذریعہ تھے اور ہم تو واصل ہو گئے ہیں، یعنی اب ہمیں اتباعِ شریعت کی کیا حاجت؟ فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں، واصل ضرور ہوئے مگر کہاں تک؟ جہنم تک۔۔۔۔مزید فرمایا: چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں۔ اگر میری زندگی ہزار برس بھی ہو جائے، تو فرائض وواجبات کا ترک تو بڑی بات ہے، میں عذرِ شرعی کے بغیر نوافل ومستحبات میں بھی کوئی کمی نہ کروں۔ تو خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ ﷺ کی نشانِ قدم کی پیروی کرے۔

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

ترجمہ: جس کسی نے پیغمبر ﷺ کے خلاف راستہ اختیار کیا ہرگز منزل مقصود پر نہ پہنچے گا۔

توہینِ شریعت کفر ہے اور علمائے دین کو برا کہنا آخرت میں فضیحت ورسوائی کا سبب ہے۔ شریعت کے دائرے سے باہر نکلنا فسق اور نافرمانی ہے۔

صوفی باصفا، سنی صحیح العقیدہ عالم کے بارے میں خدا اور رسول کے فرمان کے مطابق ہمیشہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ علمائے دین وارثانِ خاتم النبیین ہیں اور علوم شریعت کے نگہبان وعلمبردار ہیں۔ پس ان کی تعظیم وتکریم درحقیقت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتکریم ہے اور اس پر دین کا مدار ہے اور مُتدَیِّن خدا ترس عالم دین ہمیشہ صوفی باصفا سے تواضع و انکسار سے پیش آئے گا، کیونکہ وہ حق سے آگاہ ہے اور حق کی پناہ میں ہے اور وہ اسے اپنے سے افضل واکمل جانے گا کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے پاک ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:29، ص:386۔390، بتصرف)

عزیزانِ گرامی! آپ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ان جاہل، بے عمل بلکہ بدعمل پیروں کی طرف سے آج قرآن وسنت اور اجماعِ امت کے مقابلے پر شاعری کو حجت کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ ان لوگوں نے بزرگوں کے وہ قصے یاد کر لیے ہیں جن کی اولاً تو صحت ہی مشکوک ہے اور اگر بالفرض اُن میں سے کوئی روایت درست بھی ہو تو اسی طرح اُس کی تاویل کرنا ضروری ہے، جس طرح قرآنی آیاتِ متشابہات کی تاویلات ائمۂ تفسیر نے بیان کی ہیں۔ نیز ان بزرگوں کے وہ واقعات جو مستند ہیں، علم دوستی اور علم کی اشاعت پر مبنی ہیں، یہ لوگ ان کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرِ امت نے گزشتہ صُحفِ سماویہ کے بارے میں یہ اصول بتایا:

(الف) اُن میں جو بات قرآن وسنت کے مطابق ہے، ہم اُس کی تصدیق وتصویب کرتے ہیں۔

(ب) اُن میں جو بات قرآن وسنت کے خلاف ہے، ہم اُس کو رَدّ کرتے ہیں۔

(ج) اُن میں جو بات، نہ قرآن وسنت کے مخالف ہے اور نہ ہی موافق، ہم اُس کے بارے میں سکوت اختیار کرتے ہیں۔

(۳) نبی کریم ﷺ نے ایک جانب کئی ممالک کے حکمرانوں کو خطوط لکھے، اقوامِ عالم

کے ساتھ معاہدے فرمائے اور اتمامِ حجت کے بعد جہاد فرما کر اِحقاقِ حق اور اِبطالِ باطل کا فریضہ ادا فرمایا۔ دوسری جانب آپ ﷺ نے خوارج، روافض اور قدریہ جیسے وجود میں آنے والے اندرونی فتنوں کے نام اور اوصاف بیان کر کے مسلمانوں کو خبردار کیا اور ان کا رَدّ بلیغ فرمایا۔ لہٰذا ہر عالمِ دین کو چاہیے کہ کسی ایک موضوع پر کام کرتے وقت دوسرے فتنوں اور گمراہ فرقوں کے رد کرنے میں تساہل کا شکار نہ ہوں، علمی و باوقار انداز میں حکمت عملی کے ساتھ ان کی گمراہیوں کو مسلمانوں پر آشکار کریں تاکہ وہ ان فتنوں سے خبردار ہوں اور ان سے بچے رہیں۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں:

"ضرورت کے وقت اہلِ بدعت کا رد اہم فرائض میں سے ہے، چنانچہ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رَدّ جہمیہ میں کتاب تصنیف فرمائی۔ وَفِیْ حَدِیْثٍ عِنْدَ الْخَطِیْبِ وَغَیْرِہٖ: اَنَّہٗ ﷺ قَالَ: اِذَا ظَھَرَتِ الْفِتَنُ اَوْ قَالَ: اَلْبِدَعُ وَسُبَّ اَصْحَابِیْ فَلْیُظْھِرِ الْعَالِمُ عِلْمَہٗ، فَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ، لَا یَقْبَلُ اللہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا، ترجمہ: خطیب بغدادی ودیگر محدثین کرام نے روایت کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب فتنے یا بدعتیں ظاہر ہونے لگیں اور میرے اصحاب کو گالی دی جانے لگے، تو اِن مواقع پر عالم پر لازم ہے کو وہ اپنا علم ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے (یعنی مداہنت سے کام لے) تو اُس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے، اللہ نہ اُس کی کوئی فرض عبادت قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفل، (فتاویٰ رضویہ، ج:27، ص:131، بتصرف)"۔

نبی کریم ﷺ نے علمائے حق اور مجدّدِ عصر کی ذمہ داریاں اس طرح بیان فرمائی ہیں:

"یَحْمِلُ ھٰذَا الْعِلْمَ مِنْ کُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُہٗ، یَنْفُوْنَ عَنْہُ تَحْرِیْفَ

الغَالِیْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِیْنَ وَتَأْوِیْلَ الجَاھِلِیْنَ"۔ ترجمہ: اس علم کی ذمے داری بعد میں آنے والے ہر زمانے کے بہترین لوگ اٹھائیں گے، جو دینِ حق سے انتہا پسندوں کی تحریف، باطل پرستوں کی کذب بیانی اور جاہلوں کی ہیرا پھیری کی نفی کریں گے"۔

(مشکوٰۃ: ۲۴۸، شرح مشکل الآثار: ۳۸۸۴، مسند البزار: ۹۴۲۳)

اس حدیثِ مبارک کے کلمات "یَحْمِلُ ھٰذَا الْعِلْمَ مِنْ کُلِّ خَلَفٍ" اور ایک روایت میں "یَرِثُ ھٰذَا الْعِلْمَ" سے معلوم ہوا کہ مجددِ عصر اور علمائے حق کا سابق مجدّد دین کے تابع، ہم خیال اور اجماع کا پابند ہونا ضروری ہے۔ "یَنْفُوْنَ عَنْہُ تَحْرِیْفَ الغَالِیْنَ، "اِنْتِحَالَ الْمُبْطِلِیْن" اور "تَأْوِیْلَ الجَاھِلِیْنَ" کے کلمات سے معلوم ہوا کہ دین اور خصوصاً دینی شخصیات کے بارے میں غلو کی نفی کرنا، اہلِ بدعت کو بے نقاب کرنا اور گمراہ فرقوں کی باطل تاویلوں کا رد کرنا ہر دور کے مجدد اور علمائے حق کی ذمہ داری ہے۔



(۲)

"تکفیر" اور "فتویٰ کفر" جاری کرنے کی بابت شرعی اصلاح

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں:

فائدہ جلیلہ: چار قسم کی باتیں مُسلّمات میں سے ہیں:

(۱) ضروریاتِ دین: جن کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قَطْعِیَاتُ الدَّلَالَات وَاضِحَۃُ الْاِفَادَات سے ہوتا ہے، جن میں کسی شبہے اور تاویل کی کوئی گنجائش نہیں اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے۔

(۲) ضروریاتِ مذہبِ اہلسنّت وجماعت: ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے، مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں معمولی سے شبہے اور تاویل کا احتمال رہتا ہے، اسی لیے ان کا منکر کافر نہیں، بلکہ گمراہ، بدمذہب اور بے دین کہلاتا ہے۔

(۳) ثابتاتِ محکمات: ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی ہے، جب کہ اس سے اس درجے کا ظنِ غالب حاصل ہو کہ اس کی جانبِ مخالف مطروح، مضمحل (کمزور) قرار پائے اور خاص توجہ کے قابل نہ رہے۔ ان کے ثبوت کے لیے احادیثِ آحاد، صحیح یا حسن کافی ہے، اسی طرح سوادِ اعظم کے

قول اور جمہور علماء کی سند ثَابِتَاتِ مُحْکَمَات کے لیے کافی ہے، فَاِنَّ یَدَ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ (جماعت کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہے)۔ مندرجہ بالا معیار کے مطابق مسائل کی وضاحت کے بعد ان کا منکر خطاکار وگناہگار قرار پاتا ہے، لیکن اسے بے دین یا بددین یا گمراہ یا کافر یا خارج از اسلام قرار نہیں دیا جائے گا۔

(۴) ظَنِّیَاتِ مُحْتَمَلَہ: ان کے ثبوت کے لیے ایسی دلیل ظنّی بھی کافی ہے، جس کے بعد جانبِ مخالف کی بھی گنجائش ہو، ان کے منکر کو صرف خطاکار اور قصوروار کہا جائے گا، گنہگار، گمراہ اور کافر نہیں کہا جائے گا۔

ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے، جو فرقِ مراتب نہ کرے اور ہر مسئلے کے لیے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے، وہ جاہل، بے وقوف یا مکّار فلسفی ہے:

ہر سخن وقتے، ہر نکتہ مقامے دارد

ترجمہ: ''ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے''۔۔۔اور:

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

ترجمہ: ''جو دعوے اور دلیل کے درمیان مناسبت کو ملحوظ نہ رکھے، وہ زندیق ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:29، ص:385، بتصرف)

امام اہلسنّت کے فرمان کا منشا یہ ہے کہ کسی بات کے لیے جس درجے کے عقیدے یا فقہی حیثیت کا دعویٰ ہو، اُسی درجے کی دلیل مانگنی چاہیے۔

کفرِ لزومی والتزامی میں فرق:

(۱) کفر کی دو اقسام ہیں:

اولاً: یہود و ہنود و نصاریٰ، مجوس، صابئین اور بت پرستوں کا کفر قرآن میں صراحۃً

مذکور ہے۔ مادہ پرست، بدھ مت اور جین مت وغیرہ کے پیروکار اور دہریہ کا کفر دلالت النص سے ثابت ہے۔

ثانیاً: کوئی اپنے ظاہر یا دعوے کے مطابق مسلمان ہے، لیکن وہ قرآن یا سنتِ متواترہ یا اجماعِ قطعی سے جو عقیدہ یا عمل اس طرح ثابت ہو کہ قطعی الدلالۃ اور قطعی الثبوت ہو اور ضروریاتِ دین میں سے ہو اور اُس کا براہِ راست انکار یا توہین واستہزاء کرے، تو کافر ہو جائے گا، اِسی کو"کُفرِ التزامی" کہا جاتا ہے۔

مثلاً: ختمِ نبوت کا انکار، خاتم النبیین کے اجماعی معنی کا انکار، آخرت، اُخروی جزا وسزا، حشر ونشر اور جنت وجہنم کا انکار، اللہ تعالیٰ یا کسی بھی نبی مکرّم کی شان میں اہانت، اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان طرازی، قرآن کو تحریف شدہ یا بیاضِ عثمانی ماننا، غیرِ نبی کو نبی سے افضل ماننا اور مسلمانوں کے خون کو بلا تاویل حلال قرار دینا، شعائرِ اسلام جیسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ کا مذاق اڑانا اور اس کے علاوہ وہ تمام کفریات، جو عقائد اور فقہ کی معتبر کتابوں میں صراحت کے ساتھ مذکور ہیں، کا قائل ہونا۔

(۲) بعض فقہائے کرام"لُزُومِ کفر" کی صورت میں بھی کفر کا اطلاق کردیتے ہیں۔"لُزُومِ کُفر" سے مراد یہ ہے کہ براہِ راست ضروریاتِ دینیہ میں سے کسی بات کا انکار تو نہیں ہوتا، لیکن مقدمات ترتیب دیے جائیں تو یہ بات آخر کار ضروریاتِ دینی میں سے کسی ایک کے انکار پر مُنتَج ہوتی ہے۔ اس صورت میں احتیاطاً توبہ اور تجدیدِ ایمان کا حکم دیا جاتا ہے، لیکن اس کی بنیاد پر کسی شخص کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ الغرض جب تک کسی کے قول میں تاویل کے ساتھ صحت کا ادنیٰ پہلو بھی موجود ہے، اسکی تکفیر سے گریز کرنا واجب ہے۔ اسی طرح بدگمانی سے کام لینا اور صحت کا پہلو تلاش کرنے کی بجائے منفی پہلو تلاش کرنا، محض عوام کے دلی جذبات سے ناجائز فائدہ

اٹھاتے ہوئے انہیں کسی کے خلاف بھڑکا دینا، علمائے حق کا طریقہ نہیں بلکہ بدمذہبوں کا شعار ہے۔

اہلسنّت وجماعت کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ وہ کسی کی تکفیر کرنے میں حد درجہ محتاط رہتے ہیں اور جب تک کفر واضح وروشن نہ ہو، تکفیر سے گریز کرتے ہیں۔ یہ ہمارے مخالفین کا طریقۂ واردات رہا ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر کفر وشرک کے فتوے لگا کر مسلمانوں کو کافر قرار دیتے رہے ہوتے ہیں، حالانکہ اُس بات میں کفر کا دور دور تک کوئی احتمال نہیں ہوتا۔ پس ہمیں بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کسی کی تکفیر میں حد درجہ احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اسماعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان" کے رد میں ''اَلْکَوْکَبَۃُ الشِّھَابِیَّۃُ فِی کُفْرِیَاتِ اَبِی الْوَھَّابِیَّۃِ" کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا، اس میں آپ نے اسماعیل دہلوی کے ستّر کفریات شمار فرمائے، لیکن اُس کی توبہ کی افواہ کی بنیاد پر آپ نے اس کی تکفیر سے گریز فرمایا۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ''**اہم تنبیہ**" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"یہ فقہی حکم سفیہانہ کلمات سے متعلق تھا، مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور بے حد برکتیں ہمارے علماءِ کرام، عُظَماءِ اسلام، مُعَظِّمین کلمۂ خیرالانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر کہ وہ یہ سب کچھ دیکھتے، ان لوگوں کے ہاتھوں شدید اذیت پاتے، اس گمراہ فرقے کے امام وپیروکاروں سے بلاوجہ شرعی بات بات پر صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کی نسبت حکم کفر وشرک

سنتے ہیں، ایسی ناپاک وغلیظ گالیاں کھاتے ہیں،لیکن اس کے باوجود شدتِ غضب سے مغلوب ہوکر احتیاط کا دامن نہیں چھوڑتے۔ اِن نالائق ولایعنی خباثتوں پر انتقام پر نہیں اترتے۔علمائے حق اس سب کچھ کے باوجود ابھی تک یہی تحقیق فرمارہے ہیں کہ لزوم والتزام میں فرق ہے،اقوال کوکلمۂ کفر کہنے اور قائل کو کافر قرار دینے میں فرق ہے۔ہم اُس وقت تک احتیاط برتیں گے،سکوت اختیار کریں گے، جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے گا،کفر کا حکم جاری کرنے سے اجتناب کریں گے۔فقیر غَفَرَلَہٗ تَعَالیٰ نے اپنے رسالے"سُبْحٰنُ السُّبُّوْح عَنْ عَیْبِ کَذِبٍ مَقْبُوْح" کے آخر میں اس موضوع کا قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے اور وہاں بھی اس کے باوجود کہ اُس امام اور اس کے پیروکاروں پر صرف ایک مسئلہ اُمکان کذب میں اٹھتّر (۷۸) وجوہ سے لزوم کفر کا ثبوت دیا،مگر اُس کی تکفیر سے زبان کوروکے رکھا،(فتاویٰ رضویہ، ج:15،ص:236،بتصرف)''۔

(۳) کسی پر کفر یا گمراہی کا حکم دینے سے یہ مطلب لینا کہ مسلمان کو کافر یا گمراہ بنادیا جو آج کل کے آزاد خیال بیان کرتے ہیں،غلط ہے۔کوئی کسی کے فتوے کی بنیاد پر کافر یا گمراہ نہیں ہوتا، بلکہ اس نے ایسا عقیدہ یا عمل اختیار کیا ہوتا ہے جو اُس کے اسلام سے خروج کا سبب ہوتا ہے۔ اگر علماء اس کے بارے میں فتویٰ جاری نہ بھی کریں، پھر بھی اپنے اس کفریہ عقیدے کی بنیاد پر وہ خود بخود اسلام سے خارج ہو جائے گا، یعنی فتویٰ اس میں موجود خرابی کو ظاہر کرتا ہے، نا کہ اس میں اس خرابی کو پیدا کرتا ہے۔اس لیے اگر کوئی شخص کفرِ التزامی کا ارتکاب کرے تو اس ظالم کو کچھ نہ کہنا اور اُس کی بجائے شرعی حکم بتانے والے عالمِ دین کو دھر لینا بلکہ انہیں دہشت گرد کہہ کر ان کے خلاف مقدمہ بازی کرنا بہت بڑا ظلم ہے اور اسکے خلاف آواز بلند کرنا نہایت ضروری

ہے۔

(۴) اہل سنت کا طریقہ ہے کہ بامحل تکفیر اور بے محل تکفیر میں فرق کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور اس کے برعکس ہمارے مخالفین کے شِعار پر سب کافر یا سب مسلم کی اندھا دھند پالیسی نہیں اپناتے۔بعض لوگ قطعی اور ظنّی کفر (یعنی لزُوم والتزامِ کفر) کا فرق تک نہیں سمجھتے ،مگر وہ دوسروں کو کافر کہتے پھرتے ہیں، جب کہ کسی کو کافر قرار دینے کا فیصلہ صرف اور صرف فقہاء کر سکتے ہیں ورنہ اس کے مفاسد بالکل واضح ہیں، وَلَا عِبْرَۃَ بِغَیْرِ الْفُقَھَآءِ، (فتح القدیر جلد ۶ صفحہ ۹۳،فتاویٰ شامی جلد ۳ صفحہ ۳۲۱)''۔

یعنی یہ تلوار غیرِ فقہاء کے ہاتھ میں نہیں دی جاسکتی ، ورنہ اندھا دھند بے قصور لوگوں کی گردنیں کٹیں گی۔غزالئِ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''مسئلۂ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمۂ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزامِ کفر کرلے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامُّل نہیں کریں گے، دیوبندی ، بریلوی ، کانگریسی ، نیچری ،ندوی ،خواہ کوئی بھی ہو۔اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہلِ حق کا شیوہ نہیں ۔اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ایک لیگی نے کلمۂ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہوگئی یا ایک ندوی نے التزامِ کفر کیا،تو معاذ اللہ! سارے ندوی مُرتَد ہو گئے ۔ہم تو بعض دیوبندیوں کی عباراتِ کفریہ کی بنا پر ہر ساکنِ دیوبند کو بھی کافر نہیں کہتے ، چہ جائیکہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں۔

ہم اور ہمارے اکابر نے اعلان کیا ہے کہ ہم کسی دیوبند یا لکھنو والے کو کافر نہیں کہتے ۔ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں،جنہوں نے معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور محبوبانِ ایزدی (ملائکہ وانبیائے کرام علیہم السلام) کی شان میں صریح گستاخیاں کیں اور باوجود شدید تنبیہ کے انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی ، نیز وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں (یعنی گستاخانہ معنی پر آگاہ ہونے یا مطلع کیے جانے

کے باوجود اس) کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن ، اہلِ حق ، اپنا مقتدیٰ اور پیشوا مانتے ہیں اور بس ان کے علاوہ ہم نے کسی مدّعیِ اسلام کی تکفیر نہیں کی۔ ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے، اگر ان کو ٹٹولا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں، ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے، نہ بریلی کا، نہ لیگی، نہ ندوی، ہم سب کو مسلمان سمجھتے ہیں، (الحق المبین، ص:25-23)''۔

کسی مسلمان کو ناحق کافر قرار دینا حدیث کی رُو سے بہت سخت گناہ ہے اور ایسی صورت میں یہ وبال اُسی کافر کہنے والے پر لوٹے گا۔ مفتیانِ کرام جب کسی قول کو کفریہ قرار دیتے ہیں، تو عموماً یہ لُزُومِ کفر ہوتا ہے، جب تک قائل پر اِتمامِ حجّت نہ کرلی جائے، التزامِ کفر سے گریز لازم ہے۔ ہمارا یہ بھی مشورہ ہے کہ موجودہ دور کے مفتیانِ کرام تکفیری فتویٰ جاری کرنے سے پہلے اپنے عہد کے دیگر ثقہ مفتیانِ کرام سے مشاورت ضرور کرلیا کریں۔

وہ واعظین ومقررین جنہوں نے افتاء کی باقاعدہ تربیت حاصل نہیں کی، انہیں کسی بھی قسم کے فتوے خاص طور پر کفر کے فتوے جاری کرنے کی اجازت نہیں ہے، خواہ قولاً ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ وہ اس کے اہل نہیں ہیں۔ اگر وہ اپنی روِش تبدیل نہیں کرتے تو وہ حدیث پاک کی اس وعید میں شامل ہیں: ''مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ'' ترجمہ: ''جس کو بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا، (غلط فتوے پر عمل کرنے کی صورت میں) اُس کا وبال اُسی فتویٰ دینے والے پر ہوگا، (سنن ابوداؤد: ۳۶۵۷)''۔

بعض لوگ گزشتہ مسلّم بزرگ شخصیات کی عبارات پر گرفت کرنے کے شوق میں مبتلا ہیں۔ اول تو انہیں ان عبارات کے صحیح محمل کی خبر نہیں ہوتی۔ اگر ان عبارات کی کوئی صحیح تاویل ممکن ہو تو ایک عام مسلمان سے حسن ظن رکھتے ہوئے اس کی محتمل عبارت کو صحیح معنی پر محمول کرنا واجب ہے۔ پس مسلّم بزرگ شخصیت کی ذات پر بلاسبب طعن

شروع کردینا کتنا برا ہوگا اور اگر بالفرض ان عبارات کی کوئی صحیح تاویل ممکن نہ ہو تو انہیں بعد والوں کا الحاق قرار دیا جائے گا۔

(۵) اہلِ مغرب نے ماضی قریب میں اِحقاقِ حق اور اِبطالِ باطل کے فریضے سے علمائے حق کو دستبردار کرنے اور ''سب کچھ جائز ہے'' کی روش کو قبولیت دینے کے لیے تصوف کی آڑ میں ایک شعوری تحریک برپا کی، اسی کو ''صُلحِ کُلّی'' سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور گزشتہ تین عشروں کی دہشت گردی کی آڑ لے کر مسلمانوں کو جہاد کے اصول سے دستبردار کرنا بھی مقصود تھا، ہم ایسی تحریکوں کے ہمنوا نہیں بن سکتے، کیونکہ شرعی جہاد ہمارے عقیدے اور دین کا حصہ ہے، جس کی تفصیلی شرائط فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہ اصول بھی ناقابلِ تسلیم ہے کہ صرف وہ یہودی اور عیسائی کافر تھے، جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں آپ کی دعوت پر لبیک نہیں کہا، بعد والے یہود و نصاریٰ کافر نہیں، یہ بھی ''تلبیسِ ابلیس'' ہے۔ اسی طرح عالمی سطح پر یہ تقسیم کہ مطلق کفار ومشرکین ایک زُمرے میں ہیں اور یہود ونصاریٰ مسلمانوں کے ساتھ دوسرے زُمرے میں ہیں، جنہیں مومنین (Believers) سے تعبیر کیا گیا ہے، یہ تعبیر وتشریح قرآنِ مجید کی صریح اور قطعی آیات کے خلاف ہے، اس لیے قابلِ قبول نہیں ہے۔ قرآنِ مجید نے ''سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃِ'' میں اہلِ کتاب کو کفار ومشرکین کے زُمرے میں شامل فرمایا ہے اور یہی امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

علامہ ابن حجر مکی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں:

''وَأَنَّ مَنْ لَّمْ یُکَفِّرْ مَنْ دَانَ بِغَیْرِ الْإِسْلَامِ کَالنَّصَارٰی أَوْ شَكَّ فِيْ تَکْفِیْرِهِمْ أَوْ صَحَّحَ مَذْهَبَهُمْ فَهُوَ کَافِرٌ''۔

ترجمہ: ''اور یہ کہ اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرنے والوں کی جو

تکفیر نہ کرے، جیسے نصاریٰ یا اُن کے کفر میں شک کرے یا اُن کے مذہب کو صحیح مانے، تو وہ کافر ہے، (اَلْاِعْلَامُ بِقَوَاطِعِ الْاِسْلَامِ، ص:164)"۔

کسی کو اہل سنت سے خارج کہنے کا اصول:

(۱) اس امت کا اجماع "حجت" ہے، لہٰذا اجماعی اور جمہوری عقیدے کا منکر بھی "مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار، (المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ۳۹۰)"، کا مصداق ہے۔
آزاد خیالی کا پہلا زینہ اجماع اور جمہور کی مخالفت ہے، اجماعی مسئلہ وہی ہے جس کی تصریح معتبر علمائے امت نے کی ہے۔ جو کوئی ان تصریحات کا اعتبار نہ کرے اور بزعمِ خویش پوری امت کا مقتدا بن بیٹھے، وہ دراصل اجماع کی حجیت کا منکر ہے اور امت میں فساد کا سبب ہے۔ مُتَنَبِّی قادیان (قادیانیوں کے جھوٹے نبی) کا طریقۂ واردات بھی یہی تھا۔
قرآن کی آیات، صحیح احادیث اور اجماعِ امت کے مقابل ابن ہشام اور ابن عساکر کی موضوع روایات اور مرجوح اقوال کو پیش کرنا اور اپنے تصورِ عشق کو دینی مُسلّمات پر ترجیح دینا اور عقلی چٹکلے بیان کرنا حرام وناجائز اور دین کو منہدم کرنے کے مترادف ہے، جس کے نتیجے میں قرآن وسنت اور شرعی محکمات ومُسلّمات سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔

(۲) اہلسنّت وجماعت نے روافض سے اپنا امتیاز یہ بتایا ہے: اَنْ تُفَضِّلَ الشَّیْخَیْنِ وَ تُحِبَّ الْخَتَنَیْنِ وَ تَمْسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ یعنی حضرات ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو تمام صحابہ اور اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین میں افضل مانو اور حضرات عثمان وعلی رضی اللہ عنہما سے محبت کرو اور موزوں پر مسح جائز مانو۔
(شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰، التمہید لابی الشکور السالمی صفحہ ۱۶۵، تکمیل الایمان صفحہ ۷۸، فتاویٰ رضویہ ۹/۶۱)

اس کے مقابل فضیلت کا کوئی اور معیار اور اصول قرار دینا اہلسنّت وجماعت

کے طریقے کے خلاف ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی نے لکھا: "وَاَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، (شرح مُلّا علی القاری علی الفقہِ الاکبر، ص:61)"۔

"تفضیلی" اہلسنّت سے خارج ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس امت میں انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ماننا اہلسنّت وجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اس کے برخلاف کسی اور صحابی خواہ حضرت عمر یا حضرت عثمان یا حضرت علی رضی اللہ عنہم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ماننا اہلسنّت سے باہر نکلنا اور روافض کی وادی میں قدم رکھنا ہے۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی سے سوال ہوا: "زید کی والدہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی شیرِ خدا كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهٗ کے برابر کسی صحابی کا رتبہ نہیں"، تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: "زید کی والدہ عقیدۂ مذکورہ کے سبب اہلسنّت سے خارج اور ایک گمراہ فرقے تفضیلیہ میں داخل ہے، جن کو ائمہ دین نے رافضیوں کا چھوٹا بھائی کہا ہے"۔
(فتاویٰ رضویہ، ج:21، ص:152، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اسی طرح یہ قول کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سیاسی خلیفہ بلافصل ہیں اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم روحانی خلیفہ بلافصل ہیں، اہلسنّت وجماعت کے جمہور کے خلاف ہے، اسی لیے اس طرح کے قول سے بچنا بھی لازم ہے کہ اس طرح کے اقوال ہی تفضیلیت کی بنیاد بنتے ہیں۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی نے

''مَطْلَعُ الْقَمَرَیْن فِیْ اِبَانَةِ سَبَقَةِ الْعُمَرَیْن'' کے نام سے افضلیتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پرایک وقیع کتاب تصنیف کی ہے، اس میں آپ لکھتے ہیں:

''سنیت اس صراطِ مستقیم کا نام ہے جس میں (سورۃ الکہف :ا کے مطابق) طرفین کا افراط وتفریط کی طرف میلان بحمد اللہ حرام ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا، ترجمہ: اوراس میں اصلاً کوئی کجی نہیں رکھی''۔ لہٰذا ہم جس طرح ان تبصرات میں اپنے مخالفِ اوّل یعنی فرقۂ تفضیلیہ کے خیالاتِ باطلہ واوہامِ عاطلہ کی بیخ کنی کرتے آئے ہیں، واجب کہ کچھ دیر اوپر سے باگ پھیر کر چار باتیں اُن حضرات سے بھی کرلی جائیں، جنہوں نے بعض متاخرینِ ہند کے بعض کلماتِ زورآزمائی دیکھ کر بداہتِ عقل وشہادتِ نقل کو بالائے طاق رکھا اور حضراتِ شیخین یا جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل مِنْ جَمِیْعِ الْوُجُوْہ کا دعویٰ دائر کردیا کہ جس طرح وہ فرقۂ متفرقہ ہمارے طریقِ مراد میں سنگِ راہ ہے، اِن لوگوں کی خلش بھی چشمِ انصاف میں خاردامانِ نگاہ ہے۔ جب طرفین کے شبہات کا علاج ہوجائے گا تو ہمارے نزدیک جو تفضیل کے معنی ہیں، ان شاء اللہ اُن کے چہرے سے نقاب اٹھائیں گے کہ مقصودِ اعظم ان مباحث سے وہی ہے، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق''۔

اب ذرا تبصرۂ اُولیٰ کی تقریر پر دوبارہ نظر ڈالئے کہ جس طرح اس سے یہ امر منصّہ وضوح پر جلوہ گر ہوچکا کہ مجرّد کسی فضیلت سے اختصاص مناطِ افضلیت واکرمیت نہیں، ورنہ تناقُضِ بیّن لازم آئے کہ صحابہ میں اکثر حضرات فضائلِ خاصہ سے ممتاز تھے جواُن کے غیر میں نہ پائے جاتے اور بہ ہمیں وجہ بعض آحادِ صحابہ خلفائے اربعہ سے افضل قرار پائیں اور وہ خلافِ اجماع ہے۔ اسی طرح یہ مقدمہ بھی انجلائے تام (وضاحتِ کاملہ) پاچکا کہ ان حضرات میں ایک دوسرے سے بہ جمیع وجوہ افضل اور تمام

افرادِ محامد میں اعلیٰ واکمل نہیں کہہ سکتے، ورنہ خصائص، خصائص نہ رہیں کَمَا لَا یَخْفٰی۔

فقیر حیران ہے، یہ حضرات مفضولیتِ مطلَقہ کا اختصاص بہ خصائص میں منافات نہ مانیں گے یا مولیٰ علی کے مَناقبِ خاصّہ سے انکار کرجائیں گے، خدارا! ذرا آنکھیں کھول کر کتبِ حدیث دیکھیں۔ جس قدر خصائص وافرہ حضرت مولیٰ کے مالک ومولیٰ نے انہیں عطافرمائے، دوسرے کو تو ملے بھی نہیں، پھر صریح آفتاب کا انکار کیونکر بن پڑے گا؟۔ بِحَمْدِ اللہ! ہمارے آقائے نامدار پر ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ'' کا ایسا پرتوِ جَلِیَّہ ہے کہ ان کے فضائل ہماری نشروتذکیر کے محتاج نہیں، نہ ہماری قدرت اس کی وسعت رکھے، مگر حبیب کا ذکر حبیب اور رحمتِ الٰہی کا نزول قریب، لہٰذا شوقِ دلی جوش زن ہے کہ شیخین کی تفضیل من جمیع الوجوہ ماننے والے ذرا سنبھل کر ہمیں بتائیں کہ وہ کون تھا، جسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(ا) ''عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: النَّاسُ مِنْ شَجَرٍ شَتَّى، وَأَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ''۔

ترجمہ: ''جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کوارشاد فرماتے ہوئے سنا: لوگ (اپنی اصل کے اعتبار سے) اشجارِ نسب کے مختلف سلسلوں کی شاخیں ہیں اور میں اور علی ایک ہی شاخ سے ہیں''۔

(المعجم الاوسط للطبرانی:4150)

(۲) ''عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ بَنِي أُنْثَى فَإِنَّ عَصَبَتَهُمْ لِأَبِيهِمْ، مَا خَلَا وُلْدِ فَاطِمَةَ فَإِنِّي أَنَا عَصَبَتُهُمْ وَأَنَا أَبُوهُمْ''۔

ترجمہ: ''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ہر خاتون کی اولاد کا صُلبی رشتہ ان کے

باپ سے چلتا ہے، سوائے اولادِ فاطمہ کے، کیونکہ میں ان کی صُلب ہوں اور میں ان کا باپ ہوں، (المعجم الکبیر للطبرانی: 2631)''۔ اسی طرح امام اہلسنّت نے فضائلِ امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور فضائل وخصائص کا بھی ذکر کیا ہے۔

(مَطْلَعُ الْقَمَرَیْن فِی اِبَانَۃِ سَبْقَۃِ الْعُمَرَیْن، ص:68، کتب خانہ امام احمد رضا، لاہور)

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کی اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام میں ''افضلیتِ مطلقہ'' بالترتیب حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو حاصل ہے، البتہ مختلف شعبوں اور زاویوں سے اللہ تعالیٰ نے مختلف صحابۂ کرام کو اختصاص وفضیلت سے نوازا ہے اور ان خصائص وامتیازات میں امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وکرّم اللہ تعالیٰ وجہہُ الکریم کی شان سب سے ممتاز ہے اور اس کا کسی منصف مزاج صاحبِ علم اور صاحبِ نظر کو انکار نہیں ہونا چاہیے۔ ''افضلیتِ مطلقہ'' سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی صاحبِ ایمان سے سوال کیا جائے: تمام صحابۂ کرام میں افضل کون ہے؟، تو اس کا جواب ہوگا: حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، لیکن اس کو مثبت معنیٰ میں لیا جائے، منفی معنیٰ میں نہ لیا جائے۔ پس افضلیتِ مُطلَقہ اور افضلیت مِن کُلِّ الْوُجُوْہ ہم معنیٰ نہیں ہیں۔

اسی طرح آگے چل کر امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اسی کتاب کے ص: 78-77 پر جو لکھا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے:

سیّد المرسلین ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے جڑے ہوئے تصوف کے زیادہ تر سلاسل کا مرکز یہ اور نقطۂ اتصال امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی ذاتِ گرامی ہے اور اس سے بھی کسی کو اختلاف نہیں ہے، تاہم امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اس سے اتفاق نہیں فرماتے

کہ خلافتِ بلافصل کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے، یعنی ایک خلافتِ امارت اور دوسری خلافت روحانی، اس نظریہ کو بھی آپ نے اہلسنّت کے طریقے کے خلاف قرار دیا ہے اور کثیر دلائل کے ساتھ اس نظریہ کی تردید فرمائی ہے، اس نظریے کے حاملین کو آپ نے ''سَنْفَضِیَّہ'' سے تعبیر کیا ہے، یعنی وہ لوگ جنہوں نے اہلسنّت وجماعت کے روشن مسلک کو بکمالِ عیاری سنّیت اور تفضیلیت کا ملغوبہ بنا دیا ہے۔

اسی طرح مفضول کا اَحَبّ (محبوب ترین) ہونا افضلیت مطلقہ کے منافی نہیں ہے، حدیث مبارک میں ہے:

حضرت علی نے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بابت پوچھا: ''اَھِیَ اَحَبُّ اِلَیْکَ اَمْ اَنَا؟، قَالَ: ھِیَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْکَ وَاَنْتَ اَعَزُّ عَلَیَّ مِنْھَا''۔

ترجمہ: ''(یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ!) آپ کو فاطمہ زیادہ محبوب ہیں یا میں؟، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہیں اور تم مجھے ان سے زیادہ عزیز ہو، (مسند حمیدی: 38)''۔

جیسے ہمارے نزدیک اجر کی مقدار کے اعتبار سے ازروئے حدیث مکۃ المکرمہ افضل ہے، لیکن محبوب ترین مدینہ منورہ ہے اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے خود اس کے محبوب ترین ہونے کی دعا فرمائی، جس کے مستجاب ہونے میں کوئی مومن شک نہیں کرسکتا''۔

منافقت کی علامات:

اہلسنت کا تحقیقی شعار یہ ہے کہ تمام دلائل پر نظر رکھنے کے بعد فیصلہ کرتے ہیں تاکہ انتشار اور افراط وتفریط کا دروازہ بند ہوجائے۔ مثلاً تمام دلائل دیکھنے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ منافقت کی مندرجہ ذیل چار علامات ہیں:

سب سے پہلا اور بنیادی منافق وہ ہے جس کے دل میں نبی کریم ﷺ کا بغض ہو، سورۃ المنافقون انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ یہ لوگ کافر سے بھی بدتر ہیں اور دائمی عذاب میں رہیں گے۔

منافقت کی دوسری نشانی:

خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا بغض ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر اور عمر کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان کا بغض کفر کی نشانی ہے (فضائلِ صحابہ از امام احمد بن حنبل: ۴۸۷)۔ نبی کریم ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے کا جنازہ نہیں پڑھا، (سنن ترمذی: ۳۷۰۹)۔ انصار صحابۂ کرام کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور انکا بغض منافقت کی نشانی ہے، (صحیح بخاری: ۱۷، صحیح مسلم: ۲۳۵)۔

”قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ، وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ“۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، میرے بعد انہیں ہدفِ تنقید نہ بناؤ، پس جس نے اُن سے محبت کی، اس کا محرّک میری محبت ہے اور جس نے اُن سے بغض رکھا، اُس کا محرّک مجھ سے بغض ہوگا اور جس نے اُن کو ایذا پہنچائی، اُس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی تو اُس نے اللہ کو ناراض کیا اور جس نے اللہ کو ناراض کیا تو عنقریب اللہ اُسے اپنی گرفت میں لے لے گا، (سنن ترمذی: ۳۸۶۲)، ایسا شخص گمراہ، بے دین ہے اور جہنم کا حقدار ہے۔

اصلاحِ عقائدواعمال

منافقت کی تیسری نشانی:

سیدنا علی اور اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا بغض ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علی سے صرف مؤمن ہی محبت کرے گا اور صرف منافق ہی اُن سے بغض رکھے گا، (مسلم: ۲۴۰)، میری محبت کا تقاضا ہے کہ میرے اہلِ بیت سے محبت کرو، (ترمذی: ۳۷۸۹)۔ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت اللہ نے تم پر لازم کردی ہے، (طبقاتِ حنابلہ ۱/۸۲)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہلبیت سے بغض رکھنے والا شخص بھی گمراہ، بے دین اور جہنم کا حقدار ہے۔

منافقت کی چوتھی نشانی:

امانت دی جائے تو خیانت کرے، بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جھگڑا کرے تو گالیاں دے، (صحیح بخاری: ۳۴، صحیح مسلم: ۲۱۰)۔

ایک روایت میں ہے: جب معاہدہ کرے تو دھوکا دے۔ منافقین کی یہ علامات احادیث میں مذکور ہیں۔ ان سے مراد عملی منافق ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں چار خصلتیں موجود ہوں تو پھر تم دنیا کی کسی نعمت سے محروم ہونے پر ملال نہ کرو: ”(۱) امانت کی حفاظت کرنا، (۲) اچھے اخلاق، (۳) سچ بولنا، (۴) پاکیزہ کمائی، (مسند احمد ج: ۲ ص: ۱۷۷)“۔

اہلِ بیت اطہار اور تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی تعظیم لازم ہے:

اہلسنّت وجماعت کا شِعار رہا ہے کہ وہ خلفائے راشدین، عشرۂ مبشرہ، جمیع اہلبیتِ اطہار، اُمّہات المؤمنین اور جمیع صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے محبت کرتے ہیں، اُن سب کی تعظیم کرتے ہیں اور اُن کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں۔ کسی ایک کی تعریف کا مطلب دوسرے کی تنقیص نہیں ہوتا، لیکن احتیاط کا پہلو یہ ہے کہ ایک صحابی رسول کی تعریف کے ساتھ منجملہ دیگر صحابۂ کرام واہلبیت عظام کی بھی تعریف کی جائے، امام اہلسنّت

نے حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا:

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار ،اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

تعظیم اکابر کے بارے میں اہلسنّت وجماعت کا شعار یہی ہے۔بعض لوگ محبت یا منقبت سے متعلق احادیث میں سے کسی ایک کے ساتھ تمسُّک اور دوسری کو نظرانداز کرنے کا شعار اختیار کر کے کج ذہن لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں یا غُلو اور اِفراط وتفریط کی طرف لے جاتے ہیں۔

قرآن کریم کی رُو سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی محبت وتعظیم لازم ہے، لیکن خود انبیائے کرام علیہم السلام کے درمیان تفضیلِ درجات کا فرق موجود ہے،اس کے باوجود کسی کی تنقیص کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔اسی طرح صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے درمیان بھی درجات ومراتب کا فرق موجود ہے،لیکن کسی کی تنقیص وتوہین کی اجازت نہیں ہے۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی تحریر فرماتے ہیں:

''علامہ شہاب الدین خفاجی ''نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض'' میں فرماتے ہیں:''جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے،وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے،(فتاویٰ رضویہ،ج:29،ص:363،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)''۔

خطبائے اہلسنّت کی ذمے داری ہے کہ عوام کے درمیان مُتَّفَقَات اور مُسلَّمات کو بیان کریں اور کسی عظیم شخصیت کی فضیلت اس انداز میں بیان نہ کریں کہ اُس کے مقابل اشارۃً، کنایۃً، استعارۃً اور توریہ وتعریض کے طور پر کسی دوسری شخصیت کی تنقیص یا اہانت کا پہلو نکلتا ہو۔اس سے اہلسنّت وجماعت میں تقسیم در تقسیم اور فساد کے شِعار کو نفوذ کرنے کا موقع ملتا ہے،لہٰذا بہر صورت اس سے اجتناب لازم ہے۔

بالفرض اگر کسی کے دل ودماغ میں تعصب سے ماورا ہو کر اپنی علمی دیانت کے مطابق کوئی تفرُّد یا تمیُّز ہے،تو ایسے اصحابِ علم پر لازم ہے کہ ان تفرُّدات کو اپنی ذات تک محدود رکھیں اور اجماعِ امت کی پیروی کو اپنا شِعار بنائیں۔اکابر علماء وفقہائے امت کے احترام کو ملحوظ رکھیں اور ہرگز ہرگز اسے عوام اہلسنّت میں تفریق اور تقسیم در تقسیم کا ذریعہ نہ بنائیں۔ہمیں معلوم ہے کہ بعض مسائل میں ہمارے بعض علماء کی آراء کا تفرّد ہے،اُسے عوام میں زیر بحث نہ لائیں۔



(۳)

میلاد النبی ﷺ کی محافل اور جلوس کی بابت اصلاح

امام الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادتِ باسعادت اور بعثتِ مبارکہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور سورۂ آلِ عمران آیت نمبر: ۱۶۴ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بطورِ امتنان واحسان اس نعمتِ عظمیٰ کا ذکر فرمایا اور سورۂ یونس آیت: ۵۸ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحمت پر اہلِ ایمان کو فرحت وانبساط کا حکم فرمایا اور سورۃ الضحیٰ آیت: ۱۱ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو بار بار بیان کرنے کا حکم فرمایا اور ان احکام کا بہترین مصداق سید الانام سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی ہے۔ اس کے علاوہ قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر آپ ﷺ کے فضائل بیان ہوئے اور خود آپ ﷺ نے بھی اپنے فضائل بیان فرمائے۔

لہٰذا آپ کے فضائل بیان کرنا اور آپ کی ولادتِ باسعادت کی خوشی منانا ہمارے ایمان کا تقاضا ہے اور آپ کی ذاتِ بابرکات سے اظہارِ محبت کا ایک مظہر ہے، اس لیے اہلسنّت وجماعت میں میلاد النبی ﷺ کی مجالس کا انعقاد توارُث کے ساتھ ایک شِعار کے طور پر رائج رہا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ آج بھی یہ مبارک ومسعود سلسلہ جاری وساری ہے اور اِنْ شَاءَ اللّٰہ تاقیامت جاری وساری رہے گا۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

گزشتہ سال میں نے ''محافل میلاد میں منکرات وبدعات کا ارتکاب'' کے عنوان سے فتویٰ لکھا، جو مختلف اخبارات میں بھی شائع ہوا اور سوشل میڈیا پر بھی اُسے بے حد پذیرائی ملی، اس میں راقم (مفتی منیب الرحمن) نے میلاد شریف کے جلسے جلوس کا شرعی جواز بیان کیا، میلاد النبی ﷺ کے جلسے جلوس کی دو حیثیتیں ہیں:

(۱) اپنی اصل کے اعتبار سے نہ ضروریاتِ دین سے ہیں اور نہ ہی ضروریاتِ مسلکِ اہلسنّت وجماعت سے ہیں۔ البتہ نہ صرف ہمارے دیار میں بلکہ اکثر مسلم ممالک میں بھی یہ اہلسنّت کا شِعار اور معمول ہیں اور فی نفسہٖ جائز اور مستحسن ہیں، لیکن ان کا جواز واستحسان اس امر کے ساتھ مشروط ہے کہ انہیں محرّمات، بدعات اور منکرات سے پاک رکھا جائے۔

(۲) اپنے مقصد ومنشا یعنی محبت وتعظیم سیّد المرسلین ﷺ کے اعتبار سے محافل میلاد اور میلاد النبی ﷺ کے جلوس یقیناً ایمان کا تقاضا ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ'' یعنی رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرو، (الفتح:9)''۔ لہٰذا میلاد النبی ﷺ کی مجالس اور میلاد سے مطلقاً روکنے کا حکم دینا تعظیم وتوقیر رسول ﷺ سے روکنے کے مترادف ہے۔

میلاد کا جواز مسلکِ دیوبند کے بعض اکابر علماء سے بھی ثابت ہے، اگرچہ اب اس دور میں سَلَفی ووہابی فکر سے مغلوب ہوکر یا بعض مفادات کے سبب وہ اسے شرک وبدعت قرار دینے لگے ہیں، حدیثِ پاک میں ہے:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ، قَالَ: ذَاکَ یَوْمٌ وُلِدْتُ فِیْہِ وَیَوْمٌ بُعِثْتُ فِیْہِ اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْہِ۔

ترجمہ: ''(پیر کا نفلی روزہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا)، آپ ﷺ سے پیر کے

روزے کے بارے میں پوچھا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: (میں پیر کا روزہ اس لیے رکھتا ہوں کہ) یہ میری پیدائش کا دن ہے اور اسی دن میری نبوت کا اعلان ہوا یا اسی دن مجھ پر نزولِ قرآن کا آغاز ہوا، (صحیح مسلم:2739)"۔

اس حدیث کی شرح میں مشہور اہلِ حدیث عالم وحیدالزماں کانپوری لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے ایک جماعتِ علماء نے آپ کی ولادت کی خوشی یعنی مجلسِ میلاد کرنے کا جواز ثابت کیا ہے اور حق یہ ہے کہ اگر اس مجلس میں آپ کی ولادت کے مقاصد اور دنیا کی رہنمائی کے لیے آپ کی ضرورت اور امورِ رسالت کی حقیقت کو بالکل صحیح طریقے پر اس لیے بیان کیا جائے کہ لوگوں میں اس حقیقت کا چرچا ہو اور سننے والے یہ ارادہ کر کے سنیں کہ ہم کو اپنی زندگیاں اُسوۂ رسول کے مطابق گزارنا ہیں اور ایسی مجالس میں کوئی بدعت نہ ہو، تو مبارک ہیں ایسی مجلسیں اور حق کے طالب ہیں ان میں حصہ لینے والے، بہرحال یہ ضرور ہے کہ یہ مجلسیں عہدِ صحابہ میں نہ تھیں"۔

(لُغات الحدیث، ج:۲، ص، صفحہ:۱۱۹)

ہماری محبت کا تعلیمِ نبوی کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ مقدس محافل میں موضوع روایات پیش کرنے، مساجد کے اندر اور دروازوں پر تصاویر آویزاں کرنے، بعض مقامات پر نامحرم عورتوں کے ساتھ رقص کرنے، تالیاں بجانے، مذہبی معاملات کا جاہل واعظین اور بدعمل غیر متشرع پیروں کے ہاتھ میں ہونے کی قباحت وشناعت ہر باشعور شخص پر واضح ہے۔ بعض مقامات پر نعت خوانوں اور پیشہ ور مقررین کی ایجنٹوں کے ذریعے بکنگ، میلاد کے نام پر کاروبار، معروف گانوں کی طرز پر نعت خوانی، موسیقی کے آلات اور دُف ڈھول کا استعمال کرنے، مَنوں کے کیک کاٹ کر اہلِ ثروت کی ذاتی تشہیر کی خواہش کی تکمیل وغیرہ، ایسے امور ہیں جن کی روک تھام ضروری ہے۔ پھر راقم نے علمائے وقت سے درخواست کی ہے: تمام مصلحتوں سے بالاتر ہو کر حکمت

واخلاص کے ساتھ ان منکرات کے خلاف آواز اٹھائی جائے۔

نوٹ: وعظ کی اجرت کے احکام آگے آرہے ہیں۔

ہمیں تسلیم ہے کہ اصلاحِ عقائد پر زور دینے کی اشد ضرورت ہے، لیکن یہ اس انداز میں نہیں ہونا چاہیے کہ اعمالِ صالحہ کی اہمیت کم کی جائے یا انہیں نظر انداز کر دیا جائے اور عوام یہ سمجھنے لگیں کہ جب محض صحتِ عقیدہ نجات کے لیے کافی ہے تو اعمالِ صالحہ کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر اعمال کو ایمان کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ یقیناً اعمال کی قبولیت کے لیے ایمان شرط ہے اور جہنم کے دائمی عذاب سے نجات کے لیے محض ایمان کافی ہے، ایمان کے ساتھ تقویٰ وپرہیزگاری بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید واثق ہے کہ بلا عذاب جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔ بعض گنہگار مسلمان یقیناً جہنم میں داخل کیے جائیں گے، جہنم کا سب سے ہلکا عذاب یہ ہے کہ آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس کی گرمی سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے اور اپنے حبیب ﷺ کی شفاعتِ عُظمیٰ کے طفیل بلاحساب داخلِ جنت فرمائے۔

بلاشبہ نعرے ہمارا شعار ہیں، لیکن سید المرسلین ﷺ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک زندگیوں میں نعروں سے زیادہ عمل اور اصلاحِ کردار پر زور تھا، ہم نے اس پہلو کو مناسب اہمیت دینا ترک کر دیا ہے۔ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی کا اکثر حصہ دعوت وارشاد، کفارِ مکہ کا ستم سہنے اور ہجرت پر منتج ہوا، طائف کا واقعہ اس کی واضح مثال ہے۔

مدنی زندگی میں عباداتِ الٰہی کے علاوہ آپ کی حیاتِ مبارکہ کا مُعتَد بہ حصہ بدر، اُحُد، خندق، غزوۂ حدیبیہ، فتحِ خیبر، فتحِ مکہ اور حنین وتبوک ودیگر غزوات میں گزرا۔ روایات کے مطابق جن غزوات میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی، اُن کی تعداد پچیس یا ستائیس یا انتیس ہے، اگرچہ تمام غزوات میں جنگ کی

نوبت نہیں آئی۔صحابۂ کرام کے سراپا کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

”محافل میلاد“ اہلسنّت و جماعت کے معمولات کا اہم حصہ ہیں ، یہ محافل روحانی بالیدگی اور علم کے حصول کا اہم ذریعہ ہیں، لیکن کچھ عرصے سے بعض دنیاداروں نے اپنی ذات کی نمود و نمائش کی غرض سے محافل نعت کا انعقاد شروع کر دیا ہے۔ اِن محافل میں عام طور پر پیشہ ور نعت خواں آتے ہیں جو عجیب و غریب وضع قطع اختیار کیے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کی نعت خوانی کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی بجائے دنیاوی منفعت کا حصول ہوتا ہے، جو اُن کی عشوہ طرازی اور پڑھنے کے انداز سے بخوبی عیاں ہوتا ہے۔ اس طرح کی محافل میں نعت گوئی اور نعت خوانی کے آداب بھی کماحقہٗ ملحوظ نہیں رکھے جاتے ۔ عام طور پر کسی مستند عالم سے تقریر نہیں کرائی جاتی۔ اگر کہیں کسی عالمِ دین کو بلا بھی لیا جائے تو اس کی تقریر سب سے آخر میں یا سب سے پہلے رکھی جاتی ہے، جب عوام کی مُعتد بہ تعداد حاضر نہیں ہوتی ۔

ان محافل میں بعض نعت خوان اہلسنّت و جماعت کے برعکس عقائد کے حامل ہوتے ہیں۔ بعض کی نعت خوانی اُن کے عقیدے کا حصہ نہیں ہوتی بلکہ محض معاش کا ذریعہ ہوتی ہے، ایسی مثالیں بے شمار مل جائیں گی۔ بعض نعت خوانوں کے بارے میں معروف ہے کہ وہ رفض کی طرف رجحان رکھتے ہیں اور بعض کی بدکرداریاں بھی زبان زد عام ہیں۔

نعتِ پاک مصطفیٰ ﷺ اور میلاد النبی کی محافل کی تشہیر کے لیے جدید ذرائع اختیار کر کے خطیر رقم خرچ کی جا رہی ہے، جو لوگوں سے دین اور حُبِ مصطفیٰ ﷺ کے نام پر لی جاتی ہے، ہمارے نزدیک مناسب تشہیر پر اکتفا کیا جائے اور اس رقم کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق صدقاتِ جاریہ کی مدات پر خرچ کیا جائے۔

مُرَوَّجہ نعت خوانی کی اصلاح:

سرکارِ دو عالم ﷺ کی نعتِ پاک بیان کرنا سنتِ الٰہیہ ہے اور خود آپ ﷺ کی سنتِ مبارکہ بھی ہے۔ مجالسِ نعت کا انعقاد اور نثر و نظم میں آپ کے اوصاف کو بیان کرنا ہمیشہ سے اہلسنّت و جماعت کا شِعار رہا ہے اور یہ ہمارے لیے باعثِ سعادت ہے اور اس شِعار کو اس کی تقدیس اور آداب کے مطابق جاری و ساری رہنا چاہیے۔

نعت یا کلام سننے کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبِ مکرم ﷺ کی محبت، نفس کی اصلاح ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پر مبنی اطاعت و اتباع کا حصول ہونا چاہیے۔ ان مقاصدِ خیر کے لیے کلام کا خلافِ شرع امور سے پاک ہونا، محفل کا مرد و زن کے اختلاط سے پاک ہونا، دُف اور ڈھول کا نہ ہونا اور پیسے کے لالچ کے بغیر ہونا ضروری ہے۔ حضرت سیّد علی ہجویری المعروف داتا صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں:

> ’’جاہلوں نے کلام کے ظاہر کو اختیار کر لیا ہے اور اس کے باطن اور اصل مقصد کو چھوڑ کر خود بھی ہلاک ہوئے اور سامعین کو بھی ہلاک کر دیا“۔

(کشف المحجوب صفحہ ۴۵۲)

نعت شریف کو جان بوجھ کر گانوں کی طرز پر پڑھنا سخت قبیح ہے، سیّد المرسلین ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَأَصْوَاتِهَا وَإِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ أَهْلِ الْعِشْقِ وَلُحُوْنَ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ ، وَسَيَجِيْئُ بَعْدِیْ قَوْمٌ يُرَجِّعُوْنَ بِالْقُرْآنِ تَرْجِيْعَ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ لَايُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ ، مَفْتُوْنَةٌ قُلُوْبُهُمْ وَقُلُوْبُ الَّذِيْنَ يُعْجِبُهُمْ شَأْنُهُمْ۔

ترجمہ: قرآن کو اہلِ عرب کے لب و لہجہ اور انداز میں پڑھو اور قرآن کو فساق اور

یہود و نصاریٰ کے طرز پر ہرگز نہ پڑھو۔ میرے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو موسیقی اور نوحہ خوانی کے طرز پر قرآن کو پڑھیں گے، اُن کا یہ پڑھنا اُن کے حلق تک رہے گا (یعنی دل میں نہیں اترے گا)، اُن کے دل آزمائش میں ڈال دیے گئے اور اُن لوگوں کے دل بھی جو اُن کے انداز کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں"۔
(شعب الایمان للبیہقی: ۲۶۴۹، مشکوٰۃ: ۲۲۰۷)

دُف یا ڈھول کے ساتھ نعت پڑھنا جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ علامہ ملّا علی قاری "اَلْفِقْهُ الْاَكْبَرُ لِلْاِمَامِ الْاَعْظَمِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ نُعْمَانَ بْنِ ثَابِتٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی" کی شرح میں لکھتے ہیں:

"دُف اور ڈانڈیوں پر قرآن پڑھنا کفر ہے۔ میں کہتا ہوں: اور اسی طرح دُف اور ڈانڈیوں پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے اور نعتِ مصطفیٰ ﷺ پڑھنے کا حکم بھی اس کے قریب تر ہے اور اسی طرح ذکرِ الٰہی پر تالیاں بجانا بھی ممنوع ہے، (ص: 167)"۔

ذکرِ الٰہی کو بگاڑ کر موسیقی کی جگہ استعمال کرنا:

نعت خوان کا اپنے دائیں بائیں لڑکوں کی ٹیم بٹھالینا جو اللہ تعالیٰ کا اسمِ گرامی بگاڑ بگاڑ کر اس کی تکرار کرتے رہتے ہیں، سخت ناجائز ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام بگاڑنا حرام ہے۔ ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا نہیں ہوتا، بلکہ دراصل یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نام کے ذریعے ڈھول کی آواز پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح لاؤڈ اسپیکر یا ساؤنڈ سسٹم کی گونج (Echo) اس طریقے سے کھولنا کہ آلاتِ موسیقی جیسا رِدھم پیدا ہو جائے، ناجائز ہے اور ڈھول ہی کے مترادف ہے۔

مختلف فیہ مسائل میں کسی فریق کی تفسیق جائز نہیں ہے:

آلاتِ موسیقی کے ساتھ قوالی کا مسئلہ علمائے اہلسنّت میں مختلف فیہ رہا ہے۔ بعض علماء نے آلاتِ موسیقی کی ممانعت والی روایات کے مطلق ہونے کی وجہ سے ایسی قوالی کو ناجائز قرار دیا جبکہ دیگر بعض نے ان روایات کی تاویل لہو ولعب کے ساتھ کر کے قوالی کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا۔ ان کے منجملہ دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب حکم کسی مشتق پر لگے، تو اس کی علت "ماخذِ اشتقاق" ہوتا ہے، سو "ملاھی" کا ماخذِ اشتقاق "لہو ولعب" ہے، لہٰذا یہ حکم صرف اس صورت میں ہوگا جب ان آلات کو لہو ولعب کے لیے استعمال کیا جائے۔

اس اختلاف کے سبب جن علماء نے قوالی کو ناجائز وممنوع قرار دیا، انہوں نے اہلِ علم اور پابندِ شریعت قوالی سننے والے حضرات کو فاسق وگنہگار قرار دینے سے احتراز کیا اور ان کے باہمی احترام میں بھی اس کی وجہ سے کوئی کمی نہیں آئی۔ اس کی واضح مثال امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَهُ اللهُ تعالیٰ اور مشائخ کچھوچھہ شریف کے درمیان باہمی احترام پر مبنی تعلقات ہیں۔ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَهُ اللهُ تعالیٰ نے آلاتِ موسیقی کے ساتھ قوالی کے عدمِ جواز کا قول کیا اور کچھوچھہ شریف کے علماء یعنی شیخ المشائخ علامہ شاہ علی حسین صاحب اشرفی میاں رَحِمَهُ اللهُ تعالیٰ اور ان کے فرزند محبوب المشائخ حضرت علامہ احمد اشرف رَحِمَهُ اللهُ تعالیٰ آلاتِ موسیقی کے ساتھ قوالی سنتے تھے۔ یہ بات اعلیٰ حضرت رَحِمَهُ اللهُ تعالیٰ کے علم میں تھی، اس کے باوجود آپ ان دونوں بزرگوں کی انتہائی تعظیم وتکریم فرماتے تھے، حالانکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فاسق کی تعظیم نہیں کرتے تھے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غفلت نہیں برتتے تھے۔ اس لیے سلسلۂ چشتیہ کے پابندِ شریعت علماء ومشائخ عظام کی ایسی قوالی جو منکرات شرعیہ سے خالی ہو اور ان کی

بیان کردہ شرائط کے مطابق ہو، اس پر کوئی کلام نہیں ہے۔ البتہ ایسی محافل جس میں مردوزن کا اختلاط ہو، پڑھنے اور سننے والے فاسق وفاجر ہوں، پڑھا جانے والا کلام شریعت کے مخالف بلکہ کفریات پر مشتمل ہو، اس کے عدمِ جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے، اس لیے یہ محافل چاہے وہ قوالی کے نام پر ہوں یا نعت خوانی کے نام پر، ان میں شرکت کرنا جائز نہیں۔

ہمارے مسلّمہ اور مقتدر علمائے اہلسنّت کے درمیان مُجتہد فیہ مسائل میں کسی چیز کے جواز یا عدمِ جواز کے بارے میں اختلاف کی نوعیت ایسی ہی ہے، جیسے ائمۂ اربعہ کے درمیان اختلاف رہا ہے اور اس کی بے شمار مثالیں ہمارے فقہی سرمائے میں موجود ہیں۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود انہوں نے ایک دوسرے کی تفسیق وتضلیل اور اہانت کو اپنا شعار نہیں بنایا، بلکہ باہمی احترام کو ملحوظ رکھا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ! علماء اہلسنّت اور طریقت وسلوک کے مختلف سلسلوں سے وابستہ مشائخ اہلسنّت کے درمیان بعض فروعی مسائل میں اختلاف کے باوجود باہمی احترام کا رشتہ قائم ودائم ہے۔

شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالٰی لکھتے ہیں:

''بات یہ ہے کہ جب کسی مسئلے میں خود علمائے اہلسنّت میں اختلاف ہو تو ایک دوسرے کو فاسق کہنا درست نہیں ہے، یہاں یہی معاملہ ہے۔ حضراتِ کچھوچھۂ مقدّسہ ہمارے معتمد علمائے اہلسنّت ہیں، وہ مزامیر کے ساتھ قوالی کو جائز کہتے ہیں۔ ان کا فرمانا یہ ہے کہ ہدایہ کی عبارت: ''اِنَّ الْمَلَاهِیَ کُلَّهَا حَرَامٌ'' سے مراد وہ آلاتِ موسیقی ہیں جو لہو ولعب کے لیے ہوں۔ اس بنا پر ان کا موقف یہ ہے کہ لہو ولعب کی نیت سے مزامیر سننا حرام ہے، لیکن جو شریعت کو مطلوب کسی نیک مقصد کے لیے سنا جائے، تو اس کو سننا جائز ہے۔ ہمارے نزدیک ان کا یہ موقف صحیح نہیں ہے،

کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں مزامیر اور مَعَازِف کو مطلقاً حرام فرمایا ہے اور کسی معنی میں تخصیص عقل سے جائز نہیں ہے، مگر مُجَوِّزین بھی چونکہ معتمد علماء ہیں اور وہ تاویل کے ساتھ اس کو جائز کہتے ہیں، اس لیے ان کی تفسیق جائز نہیں ہے، البتہ ان کے قول کا ردّ کیا جائے گا، اسی بنا پر جو سنی علماء ومشائخ مزامیر کے ساتھ قوالیاں سنتے ہیں، ان کو فاسق کہنا درست نہیں ہے، (فتاویٰ شارح بخاری، بتصرف)''۔

شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالٰی نے اپنے ایک فتوے میں مزامیر کے ساتھ قوالی سننے والی عوام سے حکمِ فسق کی نفی فرمائی اور لکھا:

''مزامیر کے ساتھ قوالی ہمارے نزدیک ضرور حرام وناجائز وگناہ ہے، بعض اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے، اگرچہ ہمارے نزدیک ان کا موقف لائقِ التفات نہیں، مگر اس نے ان مبتلا افراد کو حکمِ فسق سے بچا دیا ہے جو اِن کے قول پر اعتماد کرکے اور جائز سمجھ کر مرتکب ہوتے ہیں، (ملخصاً، بتصرف)''۔ اس فتوے سے عام لوگوں کو سماع بالمزامیر کی ترغیب نہ ہو، اس لیے فوراً فرمایا:

''اگرچہ شرعاً ان پر اب دوہرا الزام ہے، ایک ارتکابِ حرام کا، دوسرا اسے جائز سمجھ کر جمہور کے قولِ صحیح کے خلاف چلنے کا، (فتاویٰ مصطفویہ، ص:۴۵۶، بتصرف)''۔

مفتی اعظم ہند رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالٰی کا آخر میں اس دوہرے الزام کو ذکر کرنا موصوف کی شانِ فقاہت اور فتویٰ نویسی میں کمال کی ایک بہترین مثال ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ دونوں الزام جائز سمجھ کر مبتلا ہونے والوں کو گناہگار یا فاسق ثابت کرنے کے

لیے کافی نہیں ہیں، اسی لیے حضور مفتی اعظم رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ نے ان پر حکمِ فسق نہیں لگایا۔

میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلوس:

میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلوس تعظیم وتوقیرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اظہار کا ایک طریقہ ہیں، اس لیے ان جلوسوں میں نگاہیں نیچے کرکے زبان پر درود شریف یا نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جاری رکھتے ہوئے باوضو اور باوقار انداز میں شرکت کرنی چاہیے کہ اگر کوئی غیر مسلم دیکھے تو کشش محسوس کرے۔لیکن بعض جلوس اس قدر منفی اثرات کے حامل ہوتے ہیں کہ اغیار کا متاثر ہونا تو کجا، خود سنجیدہ مسلمان بھی پریشان ہوجاتے ہیں۔

مسجد نبوی اور کعبہ شریف کی شبیہ رکھ کر اُس کے اردگرد مردوزن کا اختلاط، بازاروں میں ابتذال اور رزق کی بے حرمتی اس کی چند مثالیں ہیں۔ان جلوسوں سے دینی فائدہ حاصل کرنے کے لیے مناسب حکمتِ عملی کی ضرورت ہے تاکہ اہلسنّت وجماعت کا صحیح تشخص واضح ہو۔مستحب اور مستحسن دینی کاموں کو بدعات وخرافات سے پاک رکھنے کا اہتمام بھی ضروری ہے،تاکہ اِن خرابیوں کو گمراہ لوگ اہلسنّت وجماعت کی طرف منسوب کرکے مسلکِ حق کو ہدفِ طعن نہ بناسکیں۔



(۴)

تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ اور ہماری ذمے داریاں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش کی ہجو کرو، کیونکہ اُن پر ہجو تیر کی بوچھاڑ سے زیادہ شاق گزرتی ہے۔ پھر آپ نے حضرت ابنِ رواحہ کو طلب کر کے فرمایا: اِن (کفار) کی ہجو کرو، سو انہوں نے اُن کی ہجو کی، لیکن آپ ﷺ کو اطمینان نہ ہوا۔ پھر آپ نے کعب بن مالک کو طلب کیا، پھر حسان بن ثابت کو طلب کیا، سو جب حضرت حسان آپ کے پاس آئے تو انہوں نے عرض کی: اب وقت آ گیا ہے، آپ نے اس شیر کو طلب فرمایا ہے جو (دشمن کو) اپنی دُم سے مارتا ہے پھر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی زبان نکال کر اُس کو ہلانے لگے اور عرض کی:

> اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں ان کو اپنی زبان (کی کاٹ) سے اس طرح چیر پھاڑ دوں گا جس طرح چمڑے کو پھاڑا جاتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
> (حسّان!) جلدی نہ کرو، کیونکہ اِن قریش کے ساتھ مجھے نسب میں قرابت بھی ہے، ابوبکر قریش کے سب سے بڑے ماہرِ اَنساب ہیں، پس ابوبکر سے رہنمائی حاصل کرو کہ وہ میرا نسب اُن سے ممتاز کر دیں۔

حضرت حسان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے، رہنمائی لے کر لوٹ آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! انہوں نے آپ کے نسب کو ممتاز کر دیا ہے۔ اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، میں آپ (کے نسب) کو اُن کے بیچ سے اس طرح صفائی سے نکال لوں گا، جس طرح گُندھے ہوئے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں: میں نے سنا: رسول اللہ ﷺ حسان سے فرما رہے تھے:

> (اے حسان!) جب تک تم اللہ اور اُس کے رسول (کی ناموس) کا دفاع کر رہے تھے، رُوحُ القُدُس (جبریلِ امین) مسلسل تمہاری تائید کر رہے تھے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: حسّان نے اُن کی ہجو کر کے مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچائی اور کفار کے دلوں کو رنجیدہ کیا۔

حضرت حسّان کے مِنجملہ اشعار میں سے ایک یہ ہے:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ ۔۔۔ وَعِنْدَ اللهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاء

ترجمہ: ''(اے دشمنِ رسول!) تو نے محمد (ﷺ) کی ناموس پر حملہ کیا، تو میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرے لیے اس میں بڑی جزا ہے، (صحیح مسلم: 6273)''۔

حضرت حسّان نے کفارِ قریش کی ہجو کا رد کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ مبارک کی تعمیل میں آپ ﷺ کی ناموسِ مبارک کا دفاع کیا اور آپ کے فضائل پر مبنی اشعار کہے اور اُن میں بھی آپ ﷺ نے احتیاط کا حکم دیا کہ چونکہ میرا نسب قریش کے ساتھ مخلوط ہے، اس لیے ماہرِ انساب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس

بارے میں رہنمائی حاصل کرلو تا کہ کہیں بالواسطہ آپ کے نسبِ پاک کی طرف طعن کا کوئی شائبہ نہ ہو۔

موجودہ دور میں ناموس رسالت ﷺ کے خلاف باقاعدہ ایک عالمگیر مہم چلائی جارہی ہے، دورحاضر میں "بلاگرز کا فتنہ" اسی کی ایک کڑی ہے۔ آج بھی اگر "تحفظ ناموس رسالت ﷺ" کے لیے کوئی اشعار کا سہارا لیتا ہے تو وہ شعراء کرام بہت مبارک ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ناموس کی حفاظت ہر مسلمان کی غیرت ایمانی کا تقاضا ہے اور ہر مسلمان کو اپنی حیثیت اور دائرۂ کار میں اس کے لیے تن من دھن سے حصہ لینا چاہیے۔

ہم یہ بھی واضح کردینا چاہتے ہیں کہ قانونِ تحفظ ناموس رسالت 295-C میں کسی بھی قسم کی ترمیم کی نہ صرف ہر سطح پر مذمت اور مزاحمت ناگزیر ہے بلکہ اس کے نفاذ کو غیر مؤثر بنانے کے لیے ضابطۂ تعزیرات میں جو قانونی یا انتظامی اقدامات کیے جاتے ہیں، ان کی بھی مذمت اور مزاحمت ضروری ہے، مثلاً یہ کہ جب تک ایس ایس پی سطح کا پولیس افسر یا کسی سطح کا جج مطمئن نہ ہو، 295-C کی ایف آئی آر درج نہیں ہوگی۔

بلاگرز کا فتنہ:

میں نے "بلاگرز کا فتنہ" کے عنوان سے 6 مارچ 2017ء کو ایک کالم لکھا، جس سے ایک اقتباس نقل کیا جارہا ہے:

Blog کے معنی ہیں: "اپنے نظریات، خیالات، مشاہدات اور تجربات کو باقاعدہ انٹرنیٹ پر محفوظ کرنا تاکہ لوگ انہیں پڑھیں اور پھر اُن میں نئے اندراجات کرنا، کسی مسئلے پر واحد اندراج کو بھی کہتے ہیں"۔ اسی کا اسمِ فاعل Blogger ہے۔

میں گزشتہ کچھ عرصے سے بعض اخبارات میں "بلاگرز" پر شدید ردِّعمل دیکھ رہا ہوں، یہ وہ لوگ ہیں جو ناموسِ رسالت مآب ﷺ، شعائرِ دین اور دینی اقدار کو اپنے ابلیسی جذبات کے اظہار کے لیے تختۂ مشق بناتے ہیں۔ میرے لیے ایسی چیزوں کا پڑھنا یا سننا بھی دشوار ہے، کیونکہ نہ دل ودماغ ان چیزوں کو سننے کی تاب رکھتے ہیں اور نہ ہی نگاہ میں یہ حوصلہ ہے کہ ان چیزوں کو دیکھ سکے۔ آئی ٹی کی وزارت کی ذمے داری ہے کہ ان بلاگرز کو فوری طور پر بلاک کریں اور ان کی شناخت کرکے انہیں عبرت ناک سزا دیں، اُن کی خاموشی مجرمانہ ہے۔

ہمارے ہاں Cybercrime کا قانون بن چکا ہے، لیکن ہماری روایت یہ ہے کہ قوانین محض دکھاوے کے لیے بنائے جاتے ہیں، انہیں نافذ کرنے کا عزم اور حوصلہ نہیں ہوتا، بس وقت گزاری اور عوام کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کا یہ ایک حربہ ہے۔ مزید المیہ یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کے دل ودماغ پر ماڈریٹ اور لبرل بننے کا خَبط سوار ہے تاکہ اہلِ مغرب اور لبرل حلقوں میں اُن کے لیے ایک درجۂ قبولیت پیدا ہوجائے۔ لبرل سے مراد ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم ﷺ کی محبت، شعائرِ دین کی حرمت اور حبّ الوطنی ایسی اَقدار سے مادر پدر آزاد ہوں اور اِن امور کو جب چاہیں نشانے پر رکھ دیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ، رسولِ مکرم ﷺ، قرآنِ کریم کی ناموس اور شعائرِ دین کی حرمت مسلمانوں کے لیے انتہائی حسّاس مسئلہ ہے۔

پہلے ایسی فضا پیدا کی جاتی ہے کہ مسلمان مشتعل ہوں اور پھر اُن پر

انتہاپسندی، نفرت انگیزی اور جذباتیت کی چھاپ لگادی جائے اور جی بھر کر ملامت کی جائے۔ کئی دنوں سے ان بدنصیب بلاگرز کا مسئلہ چل رہا ہے، لیکن اِن لبرل حضرات نے اس پر نہ کوئی آواز اٹھائی اور نہ ہی مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کی۔ اگر کسی حسّاس ادارے کے بارے میں کوئی اس طرح کی حرکت کر بیٹھے تو اُسے غائب کر دیا جاتا ہے، لیکن ناموسِ رسالت مآب ﷺ، جن پر ہمارے ماں باپ اور ہم سب کی جانیں قربان ہوں، کے حوالے سے اداروں کو بھی کسی کارروائی کی توفیق نہیں ہوتی۔ مذہبی انتہاپسندی کا رونا تو روز رویا جاتا ہے، لیکن لبرل اور سیکولر انتہا پسندوں کے بارے میں کوئی آواز نہیں اٹھاتا، انہیں فتنہ انگیزی، عصبیت اور انتہاپسندی کی کھلی اجازت ہے۔

پس ہماری گزارش ہے کہ قبل اس کے کہ مسلمان سڑکوں پر آئیں اور اُن کے جذبات بے قابو ہو جائیں، آئی ٹی کی وزارت کے حکام، انٹیلی جنس ادارے اور دیگر حسّاس مراکز فوری اِقدام کر کے عوام کے جذبات مشتعل ہونے سے بچائیں۔ ہماری اعلیٰ عدلیہ آئے دن بعض معاملات پر از خود نوٹس لیتی رہتی ہے، لیکن ان حسّاس امور پر اُن کا Suo Moto نوٹس کبھی علم میں نہیں آیا، کیا ہماری لائقِ صد احترام عدلیہ اور فاضل جج صاحبان کے نزدیک مقدّساتِ دین کی حرمت ان امور کے برابر بھی نہیں، جن پر وہ آئے دن نوٹس لیتے رہتے ہیں۔ سو چیف جسٹس آف پاکستان سے نہایت ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ وہ اس پر فوری نوٹس لیں اور اس فتنے کی ہمیشہ کے لیے سرکوبی کریں، شاید اس کی برکت سے اُن کی حُسنِ عاقبت کا سامان ہوجائے۔

مزید گزارش ہے کہ دینی اَقدار کو پامال کر کے سوشل میڈیا پر جو بین المسالک فتنے برپا کیے جارہے ہیں، اُن کا بھی سَدِّ باب کیا جائے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اِن مذہبی جیالوں کے پاس اس شِعار کا دینی جواز کیا ہے؟۔ مقاصدِ شریعہ میں ایک ''سَدِّ ذرائع'' ہے، اس کے معنی ہیں: ایسی حکمتِ عملی اختیار کرنا کہ کسی برائی کے دَر آنے کا امکان ہی ختم ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور (اے مسلمانو! مشرکوں کے) اُن (باطل) معبودوں کو برا نہ کہو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں، مبادا وہ بے علمی اور سرکشی کے سبب اللہ کی شان میں کوئی ناروا بات کہہ دیں، (الانعام:108)"۔ یہاں یہ اصول بتایا کہ مشرکوں کے باطل معبودوں کی اہانت سے ممانعت کا سبب یہ نہیں کہ وہ مسلمانوں کی نظر میں قابلِ احترام ہیں، بلکہ یہ ہے کہ کہیں وہ رَدِّ عمل میں اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی نازیبا کلمہ نہ کہہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱) "بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص اپنے والدین پر لعنت کرے، صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کوئی شخص اپنے والدین پر کیوں لعنت کرے گا؟، آپ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے، تو وہ (جواب میں) اِس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے، (بخاری:5973)"۔

(۲) کبیرہ گناہوں میں سے کسی شخص کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا ہے، صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے سکتا ہے؟، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! وہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے،

تو (رَدِّعمل میں) وہ اِس کے باپ کو گالی دیتا ہے، وہ اُس کی ماں کو گالی دیتا ہے، تو وہ اِس کی ماں کو گالی دیتا ہے، (مسلم:146)"۔

ان احادیثِ مبارکہ میں یہ تعلیم دی گئی کہ اگر کسی نے اپنے ماں باپ کی ناموس کی حفاظت کرنی ہے، تو اُسے دوسرے کے ماں باپ کی اہانت، گالی دینے یا اُن پر لَعن طَعن کرنے کے شِعار کو ترک کرنا ہوگا، خواہ اُس کی نظر میں وہ کتنے ہی بے توقیر کیوں نہ ہوں، کیونکہ رَدِّعمل میں اِقدام کرنا انسان کی فطرت ہے اور اس سے صرف پاک طینت لوگ ہی بچ سکتے ہیں۔

(مطبوعہ: روزنامہ دنیا، 6، مارچ 2017ء)

اہلسنّت کو متحد ہو کر تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے کوئی مشترکہ لائحۂ عمل ترتیب دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

اہلسنّت وجماعت کی نَشأَۃِ ثَانِیَہ کے لئے ترجیحی امور:

(ماخوذ از: امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی)

(فتاویٰ رضویہ، جلد 29، ص: 599)

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے محبت کے دعوے تو بہت کیے جاتے ہیں، لیکن اُن کی تعلیمات اور شِعارِ زندگی سے اپنی ترجیحات کے مطابق استفادہ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اہلسنّت وجماعت کی نَشْأَۃ کے لیے جو ترجیحات بتائی تھیں، اُن پر بہت کم عمل کیا جاتا ہے۔ پس لازم ہے کہ مسلکِ امامِ اہلسنّت کو اپنی ترجیحات کے مطابق نہیں، بلکہ اُن کی فکر کے مطابق قبول کیا جائے، یہ نہ ہو کہ بعض چیزوں کو لے لیا اور بعض کو چھوڑ دیا، اسی کو انگریزی میں Pick & Choose کہا جاتا ہے، آپ نے اہلسنّت وجماعت کی نَشْأَۃِ ثَانِیَہ کے لیے جو بارہ نکاتی منشور دیا، سب اپنے اپنے گریبان میں جھانکیں اور فیصلہ کریں کہ اس منشور پر ہم نے کس حد تک عمل کیا

ہے؟۔ امامِ اہلسنّت نے اپنی ظاہری حیات میں جو دردِ دل بیان کیا تھا، کیا آج تقریباً ایک صدی گزرنے کے باوجود ہم نے اُن کی روح کو سکون پہنچانے کا قابلِ اطمینان اہتمام کیا ہے؟، وہ منشور درج ذیل ہے:

(۱) اہلسنّت وجماعت کی خالص اجتماعی قوت کی ضرورت ہے، مگر اس کے لئے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے:

(الف) علماء کا اتفاق، جو کہ امامِ اہلسنّت کے بقول اُن کے عہد میں بھی مفقود تھا۔

(ب) تَحَمُّلِ شَاق قَدرِ بِالطَّاق (یعنی اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق مشکلات کو برداشت کرنا)۔

(ج) امراء کا اِنفاق لوجہِ الخَلّاق یعنی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اُمراء کا دینی ترجیحات کے مطابق اس طرح مال خرچ کرنا کہ نام ونمود کا شائبہ تک نہ ہو۔ جب کہ اعلیٰ حضرت کے بقول ہمارے اغنیاء نام ونمود چاہتے ہیں اور وہ اپنی مَن پسند ترجیحات میں خرچ کرتے ہیں۔

امامِ اہلسنّت رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مزید لکھتے ہیں:

(۲) عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمی نظام ہو۔

(۳) اہل اور لائق طلبہ کو وظائف ملیں کہ وہ تعلیمِ دین کی طرف مائل ہوں۔

(۴) مُدرّسین کو اعلیٰ معیار پر بیش بہا تنخواہیں دی جائیں۔

(۵) علم کے شعبوں میں طلبہ کے طبعی رجحان کو جانچا جائے، جسے آج کل Aptitude Test کہتے ہیں۔ اُن کی طبیعت کا میلان دین کے جس شعبے کی طرف زیادہ ہو، انہیں اُسی شعبے کا مُتَخَصِّص (Specialist) بنایا جائے۔ اس حکمتِ عملی کے تحت اہلسنّت کے لیے مختلف شعبوں کے ماہرین تیار ہوں گے، یعنی مدرسین، مُصنّفین، واعظین اور حسبِ ضرورت مناظرین، پھر تصنیف اور مناظرہ

کے بھی کئی شعبہ جات ہیں۔

(۶) ہر شعبے کے ماہرین کو معیاری تنخواہیں دے کر ملک بھر میں پھیلایا جائے کہ تحریر، تدریس، خطابت و وعظ اور مناظرہ، الغرض ہر شعبے میں اشاعتِ دین کا کام اعلیٰ معیار پر جاری وساری رہے۔

(۷) مصنفین کو معقول اعزازیہ دے کر دینِ حق کی حمایت اور باطل مذاہب کے رد میں دلائلِ حق پر مبنی تصانیف کا اہتمام کیا جائے۔

(۸) پھر ان تصانیف کو اعلیٰ معیار پر طبع کر کے ان کی اشاعت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کیا جائے۔

(۹) اہلسنّت وجماعت کی ایک مجلسِ مفکّرین (Think Tank) ہو، جو یہ طے کرے کہ کہاں کہاں اور کس شعبے میں ترجیحی طور پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱۰) مختلف علمی شعبہ جات کے کئی ایسے مُتَخَصِّصِیْن ہیں جو اپنے معاشی مشاغل کی وجہ سے اُن شعبہ جات میں خدمتِ دین کے لیے وقت نہیں نکال پا رہے، انہیں بیش بہا وظائف دے کر معاشی ضروریات سے مستغنی کیا جائے تاکہ اُن کا جوہرِ قابل (Talent) دین کے کام آئے۔

(۱۱) دینی رسائل وجرائد اور اخبارات کا اجراء بھی ہر عہد کی ضرورت ہے، یہ علمی مواد بلا قیمت یا لاگت پر مہیا کیا جائے۔ ایک اور مقام پر آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

(۱۲) سودی نظام کے شکنجے سے نجات دلانے کے لیے مسلمانوں کے اپنے مالیاتی ادارے ہوں، جو اسلامی شراکت ومضاربت کے اصولوں پر تاجروں اور صنعت کاروں کی معاشی ضروریات کو پورا کریں۔

نوٹ: ہم نے امام اہلسنّت کے افکار کا خلاصہ سہل انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی

ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ نصف صدی قبل حکیم الأمت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اپنا دردِ دل اس رباعی میں بیان کیا ہے:

اہل سنت بہرِ قوالی و عرس
دیوبندی بہرِ تصنیفات و درس
خرچِ سنی برقبور و خانقاہ
خرچِ نجدی برعلوم و درسگاہ



(۵)

وعظ و بیان کی بابت شرعی اصلاح

جاہل خطباء کے ذریعے دین کا نقصان:

ایسے خطیب اور قاری حضرات جو باقاعدہ عالم نہیں ہیں، دین کے لیے نقصان کا سبب بن رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَیَأْتِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ زَمَانٌ یَکْثُرُ الْقُرَّاءُ، وَیَقِلُّ الْفُقَهَاءُ، وَیُقْبَضُ الْعِلْمُ وَیَکْثُرُ الْهَرْجُ

ترجمہ: ''میری امت پر جلد ہی ایسا وقت آئے گا کہ اس زمانے میں قاری کثرت سے ہوں گے، فقیہ کم ہوں گے، علم اٹھالیا جائے گا اور فسادات پھیل جائیں گے''۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ۳۰۴۱، المعجم الاوسط للطبرانی: ۳۲۷۷، مجمع الزوائد: ۸۸۹)

امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک واعظ سے پوچھا:

کیا تم ناسخ ومنسوخ کا علم جانتے ہو؟، اس نے جواب دیا: نہیں!، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' فَاخْرُجْ مِنْ مَسْجِدِنَا وَلَا تُذَكِّرْ فِيْهِ''، ترجمہ: ''ہماری مسجد سے نکل جا اور یہاں وعظ مت کر، (کنز العمال: ۲۹۴۳۵)''۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی سے سوال ہوا: ''ایک شخص اسلام وایمان وشرع شریف کے احکام کو جانتا ہے، وہ لوگوں کو ''فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى'' کے تحت گناہ سے بچنے کی تلقین کرسکتا ہے یا نہیں؟''۔ آپ نے جواب میں لکھا: ''اگر عالم ہے تو اس کا یہ منصب ہے اور جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت

نہیں، وہ جتنا سنوارے گا، اس سے زیادہ بگاڑے گا''۔

(فتاویٰ رضویہ ج:23،ص:717)

غیر عالم کسی مستند سنی عالم کی لکھی ہوئی کتاب سے حذف وزیادتی اور تشریح کے بغیر دیکھ کر درس دے سکتا ہے۔ درحقیقت یہ اس کا وعظ نہیں بلکہ اس سنی عالم کا وعظ کہلائے گا، لیکن اگر وہ اس میں اپنی طرف سے کوئی کمی یا زیادتی کرتا ہے تو یہ اس کا وعظ کرنا کہلائے گا اور جاہل کا وعظ کرنا جائز نہیں ہے۔

امام غزالی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اپنے عہد کے جاہل خطیبوں کا شکوہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک گروہ دوسرا ہے جو وعظ وتذکیر کی اصل منہاج سے انحراف کرچکا ہے، اس زمانے کے سارے واعظین اس میں مبتلا ہیں، سوائے اُن نادر اہلِ علم کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس شرورِ نفس سے محفوظ فرمالیا ہے۔۔۔۔

آگے چل کر امام غزالی مزید لکھتے ہیں:

''ان چند مستثنیات کے سوا ہوسکتا ہے کہ ملک کے بعض علاقوں میں ایسے پاکیزہ نفوس لوگ موجود ہوں، لیکن ہمیں اُن کا علم نہیں ہے''۔

(احیاء علوم الدین، ج:۳، ص:۴۸۶)

یہ امام غزالی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی کے دور کا حال ہے، اس سے اپنے دور کا اندازہ لگالیجیے، کسی نے سچ کہا ہے: ''قیاس کُن زِگلستانِ مَن بہارِ مَرا''۔۔۔

امام غزالی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مزید لکھتے ہیں:

''ان واعظین کا ایک گروہ ایسا ہے جو نکتہ آفرینیاں کرتا ہے، ہم وزن جملے بازیوں اور تک بندیوں سے کام لیتا ہے، الغرض ان کی ساری کاوش معنویت کی بجائے وزن بندی پر صَرف ہوتی ہے۔ وہ (عوام میں جوش

پیدا کرنے کے لیے) وصال وفراق کے اشعار پڑھتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُن کی مجالس میں مصنوعی وجد اورنعرے بازی پائی جائے ، خواہ یہ سب کچھ فاسد اغراض ہی کے لیے کیوں نہ ہو۔ یہ انسان کے بھیس میں شیطان ہیں ، انہوں نے لوگوں کو راہِ راست سے بھٹکا دیا ہے۔گزشتہ زمانوں کے واعظین میں اگر کوئی ذاتی کمزوری بھی ہوتی، تو کم از کم وہ دوسروں کی اصلاح کرتے تھے، شریعت کے مطابق وعظ وتذکیر کرتے ، لیکن یہ لوگ تو اللہ کی راہ میں رکاوٹ بن چکے ہیں اور انہوں نے اللہ کی مخلوق کو اللہ کی رحمت کے نام پر دلفریب امیدیں دلا کر دھوکے میں ڈال دیا ہے۔سو اِن کے خطاب سے سننے والوں میں گناہ پر جسارت اور دنیا کے بارے میں رغبت پیدا ہوتی ہے ۔ (واعظوں کا یہ فریب دو آتشہ ہوجاتا ہے ، خاص طور پر جب یہ) حسین وجمیل لباس اور سواریوں سے خود کو مزیّن کرتے ہیں، اگر آپ سر کی چوٹی سے لے کر پاؤں تک اُن کی ہیئت کو دیکھیں تو دنیا کے بارے میں ان کی شدید حرص کا آپ کو اندازہ ہوجائے گا، پس اِن واعظین کا فساد اصلاح کے مقابلے میں زائد ہے ، بلکہ درحقیقت اصلاح تو ہے ہی نہیں ، یہ بڑی تعداد میں لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور ان کی دھوکا بازی پوشیدہ نہیں ہے“ ۔

(احیاء علوم الدین، ج:۳،ص:۴۸۶، دارصادر، بیروت)

معراج کی شب رسول اللہ ﷺ نے ایک منظر یہ بھی دیکھا کہ کچھ لوگوں کی زبان اور ہونٹ آگ کے انگاروں سے کاٹے جارہے تھے، آپ ﷺ کو بتایا گیا: یہ آپ کی امت کے فتنہ پرور خطیب ہیں، ایک اور روایت امام ابن حبان اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں : رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: معراج کی شب میں نے کچھ لوگ دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے ، میں نے پوچھا: اے جبرائیل ! یہ کون لوگ ہیں؟ ، انہوں نے کہا: یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے، حالانکہ یہ کتاب کی تلاوت کرتے تھے، کیا یہ عقل نہیں رکھتے ۔

(الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان، ج:۱، ص: ۲۲۳۔۲۲۲، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

نعت خوانی کی اجرت:

نعت خوانی کو پیشہ بنانا بھی ناجائز وحرام ہے۔حمد ونعت اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرم ﷺ سے تقرُّب اور اظہارِ محبت کا ذریعہ ہے۔ طاعات میں صرف ان چیزوں کا اجارہ جائز ہے جن کے نہ ہونے سے دین میں حرج واقع ہو: جیسے امامت، مؤذنی، تعلیم قرآن وفقہ وحدیث وتفسیر وغیرہ۔نعت خوانی کے ذریعے حاصل ہونے والی اجرت ناجائز وحرام ہے اور ایسی نعت خوانی کرنے اور کروانے سے ثواب تو کُجا الٹا گناہ ہوگا۔ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں:

” زید نے جو اپنی مجلس خوانی خصوصاً راگ سے پڑھنے کی اجرت مقرر کر رکھی ہے ، ناجائز وحرام ہے۔ یہ اجرت لینا اُس کے لیے ہرگز جائز نہیں اور اس کا کھانا صراحۃً حرام ہے۔اس پر واجب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے یاد کر کے سب کو واپس دے، وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو پھیرے، پتا نہ چلے تو اتنا مال فقیروں پر تصدّق کرے اور آئندہ اس حرام خوری سے توبہ کرے تاکہ گناہ سے پاک ہو“۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:23، ص:724)

امام اہلسنّت نے صرف وقت کے اجارے کی اجازت دی ہے۔

وعظ کی اجرت:

اسی طرح وعظ و بیان سے مقصود صرف دنیاوی مال وزر کا حصول ہو، تو ممنوع

ہے، جس طرح آج کل بعض پیشہ ور مقررین وواعظین نے اپنی تقریروں کا معاوضہ مقرر کر رکھا ہے اور پیشگی اجرت وصول کیے بغیر وہ تقریر ووعظ کے لیے کہیں نہیں جاتے۔ یہ شِعار سخت مذموم اور علماء یہود کی صفات میں سے ہے۔

امام اہلسنّت وعظ کی اجرت کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

''اگر وعظ کہنے اور حمد ونعت پڑھنے سے مقصود یہی ہے کہ لوگوں سے کچھ مال حاصل کریں تو بیشک اس آیتِ کریمہ کے مصداق میں داخل ہیں اور حکم: لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِیْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ وصول کرو) کے مخالف، وہ آمدنی ان کے حق میں خبیث ہے، خصوصاً جبکہ ایسے حاجتمند نہ ہوں جن کو سوال کی اجازت ہے، کہ اب تو بے ضرورت سوال دوسرا حرام ہوگا اور وہ آمدنی خبیث تر وحرام مثلِ غصب ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: مَاجَمَعَ السَّائِلُ بِالتَّكَدِّیْ فَهُوَ خَبِيْثٌ، سائل نے کدو کاوش سے جو کچھ جمع کیا، وہ مالِ خبیث ہے۔ دوسرے یہ کہ وعظ اور حمد ونعت سے ان کا مقصود محض اللہ کی رضا ہے اور مسلمان بطور خود ان کی خدمت کریں تو یہ جائز ہے اور وہ مال حلال ہے۔ تیسرے یہ کہ وعظ سے مقصود تو اللہ ہی ہو مگر ہے حاجتمند اور عادۃً معلوم ہے کہ لوگ خدمت کریں گے، اس خدمت کی طمع بھی ساتھ لگی ہوئی ہے، تو اگرچہ یہ صورت دوم کے مثل محمود نہیں، مگر صورتِ اُولیٰ کی طرح مذموم بھی نہیں ہے، جسے درمختار میں فرمایا: اَلْوَعْظُ لِجَمْعِ الْمَالِ مِنْ ضَلَالَةِ الْيَهُوْدِ وَ النَّصَارٰی، مال جمع کرنے کے لئے وعظ کہنا یہود ونصاریٰ کی گمراہیوں میں سے ہے۔ یہ تیسری صورت بَین بَین ہے اور اول کے مقابلے میں دوسری صورت کے زیادہ قریب ہے۔ جس طرح حج کو جائے اور تجارت کا کچھ

مال بھی ساتھ لے جائے جسے: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ، ترجمہ: ''تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی حلال رزق) تلاش کرو''، فرمایا، لہٰذا فتویٰ اس کے جواز پر ہے، اَفْتٰى بِهِ الْفَقِيْهُ ابوالليث رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى كَمَا فِى الْخَانِيَّةِ وَالْهِنْدِيَّةِ وَغَيْرِهِمَا، وَالَّذِىْ ذَكَرْتُهٗ تَوْفِيْقٌ بَيْنَ الْقَوْلَيْنِ وَبِاللهِ التَّوْفِيْقِ وَاللهُ تعالیٰ اعلم،

ترجمہ: حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى نے اسی پر فتویٰ دیا ہے، جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان وعالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے۔ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے، یہ دو قولوں کے درمیان موافقت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے ہے، وَاللهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ''۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:23، ص:381، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سچی محبت اور خلوصِ نیت:

محفلِ میلاد منعقد کرانے والے احباب پر لازم ہے کہ پیشہ ور نعت خوانوں اور پیشہ ور واعظین کو نہ بلایا کریں۔ مخلص واعظ اور نعت خوان وہ ہے جو یہ سعادت مند کام پیسوں کے لالچ میں نہ کرے۔

پیشہ ور نقیبوں سے محافل کو بچایئے!

سٹیج سیکرٹری جسے نقیبِ محفل کہا جاتا ہے، یہ موجودہ دور کی پیداوار ہے۔ اگر اباحتِ اصلیہ کے تحت کسی کو نقیبِ محفل بنایا بھی جائے تو عالمِ دین یا سنجیدہ باادب ذی علم شخص کو مقرر کیا جائے تاکہ اس کے فائدے پر اس کا نقصان غالب نہ ہو اور وہ صرف اعلان پر اکتفا کرے۔ غیر عالم کو تو وعظ وبیان کی بھی اجازت نہیں چہ جائیکہ پوری محفل ہی اس کے رحم وکرم پر چھوڑ دی جائے، آج کل نقابت کے موضوع پر کاروباری لوگوں نے کتابیں چھاپی ہوئی ہیں جنہیں پڑھ کر محض چرب زبان آدمی اچھی خاصی نقابت کر

لیتا ہے۔

نقیب کا اصل کام یہ ہے کہ قاری، نعت خواں یا مقرر کو دعوت دے کر مائیک اس کے حوالے کردے، لیکن یہ نام نہاد نقیب محفل میں نقب لگاتے ہوئے پوری محفل کا آدھا وقت ضائع کردیتا ہے۔

عام طور پر نقیبِ محفل ناجائز شعر اور من گھڑت روایات بیان کرنے میں ماہر ہوتے ہیں، اپنی جہالت کی بنا پر غلط مسئلہ یا عقیدہ بیان کردیتے ہیں جس کو مخالفین اہلسنّت کی طرف منسوب کرتے ہیں اور بعد میں علماء کو جواب دینا پڑتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اِتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.(سنن الترمذی:۲۹۵۱) ''۔

ترجمہ:''میری حدیث بیان کرتے وقت سخت احتیاط کرو، وہی بات کہو جس کا تمہیں صحیح صحیح علم ہو، جس نے میرے بارے میں جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور جو قرآن کی تفسیر اپنی ذاتی رائے سے کرے وہ بھی اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے''۔

(۳) امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ''اَلْحَدِيْقَةُ النَّدِيَّة'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''عام آدمی کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ایسی بحث کرنا، جس کے نتیجے میں وہ کفر میں گرجائے، بدکاری اور چوری کرنے سے بھی بدتر ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰،ص:۶۴)

خدا کا خوف رکھنے والے دوستوں سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اگر آپ عالم نہیں ہیں تو یہ ذمہ داری اپنے سر نہ لیں اور ذمہ دار علماء سے بھی درخواست ہے کہ اس قسم کے نوجوانوں کو اپنا ناسمجھ بچہ سمجھتے ہوئے اس کام سے منع فرمائیں اور اپنی محافل میں

انہیں زحمت نہ دیا کریں۔

(۴) غیر ذمہ داروں کے ہاتھوں میں دی گئی ان محفلوں کو رات گئے تک جاری رکھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے محفل کے اکثر شرکاء کی نماز فجر یا کم از کم جماعت فجر ضرور ترک ہوجاتی ہے، جو بلاشبہ خلافِ شرع ہے۔ان محافل میں نعت خوان حضرات بخشش کے پروانے تقسیم کررہے ہوتے ہیں، بےعملی بلکہ بدعملی کی ترغیب دیتے ہیں۔حالانکہ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے، اعمال کا مدار خاتمے پر ہے۔

حضرت علاء بن زیاد تابعی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فرماتے ہیں:

''تُحِبُّوْنَ أَنْ تُبَشَّرُوا بِالْجَنَّةِ عَلٰى مَسَاوِئِ أَعْمَالِكُمْ وَإِنَّمَا بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهٗ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ''۔

ترجمہ: ''تم لوگ چاہتے ہو کہ برے اعمال پر تمہیں جنت کی خوشخبریاں دی جائیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس شخص کیلئے جنت کی خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا ہے جو انکی اطاعت کرے اور اُس شخص کے لیے جہنم کا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے جو ان کی نافرمانی کرے''۔

(بخاری قبل حدیث:۴۸۱۵)

عقائد نسفی میں ہے:

''اَلْيَأْسُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى كُفْرٌ وَالْاَمْنُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى كُفْرٌ''۔

یعنی اللہ تعالیٰ (کی رحمت) سے مایوس ہونا بھی کفر ہے اور اللہ تعالیٰ (کے جلال سے اور گرفت پر اُس کی قدرت) سے بےخوف ہوجانا بھی کفر ہے۔

(متن عقائد نسفی صفحہ ۸)

جن محافل میں گناہگاروں کو بےعملی پر تنبیہ کے بغیر محض ان مجالس میں

شرکت کے سبب جنت کی خوش خبریاں سنائی جاتی ہوں، وہاں شیطان کو محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ رات دیر گئے تک محافل کے انعقاد کی وجہ سے لوگوں کی نمازِ فجر یا جماعتِ فجر فوت ہونے کے اندیشے کی بنا پر ایک مذہبی تنظیم نے اپنے کارکنوں کو پابند کیا ہے کہ وہ اپنے تنظیمی امور لازمی طور پر عشاء کی جماعت سے لے کر دو گھنٹے کے اندر اندر مکمل کر کے اپنے گھر جا کر جلدی سونے کی ترکیب بنائیں۔ نیز محافلِ میلاد کا دورانیہ بھی عشاء کی جماعت کے بعد ایک گھنٹہ پچیس منٹ تک ہوگا، اگر واقعی ایسا ہے تو ہم اس امر کی تحسین کرتے ہیں اور دیگر جماعتوں سے بھی التجا کرتے ہیں کہ وہ بھی اس شعار کو اپنائیں۔

شفاعتِ مصطفی ﷺ کی وضاحت:

ان محافل میں پیشہ ور واعظین، نعت خوانوں، جاہل پیروں اور نقیبوں کی بے اعتدالیوں کے سبب یوں لگتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم ﷺ بس گناہگاروں کے ہیں، تقویٰ وطہارت کے حاملین کسی کھاتے میں نہیں، جب کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ، ترجمہ: بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے عزت والا وہ ہے، جو سب سے زیادہ متقی ہے، (الحجرات:13)''۔

حضرت معاذ بن جبل کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا، تو آپ ﷺ اُنہیں رخصت کرنے کے لیے نکلے، حضرت معاذ سوار تھے اور نبی ﷺ پیدل چلتے ہوئے انہیں وصیت فرما رہے تھے۔ وصیت سے فراغت کے بعد آپ نے فرمایا: معاذ! شاید اس سال کے بعد تم مجھ سے نہ مل سکو اور شاید تمہارا گزر میری مسجد اور میری قبرِ انور کے پاس ہو، (یہ سن کر) حضرت معاذ نبی کریم ﷺ کے فراق کا غم محسوس کرتے ہوئے زاروقطار روئے، پھر نبی کریم ﷺ مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے

اور فرمایا: میرے سب سے زیادہ قریب اہلِ تقویٰ ہوں گے، وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں، (مسند احمد:22052)''۔

بعض واعظین رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ''شَفَاعَتِيْ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِيْ'' بیان کر کے لوگوں کو گناہوں پر جری بناتے ہیں اور کہتے ہیں: ''پتا چلا کہ وہاں کبیرہ گناہ والوں کے مزے ہوں گے، نیکیاں کرنے والوں کو کوئی نہیں پوچھے گا''، عِیاذًا باللہ! یہ حدیث کی مَن پسند تشریح ہے۔ تمام محدثین نے اس حدیث کے تحت خوارج کا رَد کیا ہے، جو کبیرہ گناہ والوں کو شفاعت کا حق دار نہیں مانتے تھے۔

محدثین نے فرمایا: شفاعت سے مکمل محرومی اُن کے لیے ہوگی جو صاحبانِ ایمان نہیں ہوں گے، جن کا آخرت پر یقین نہیں ہوگا، وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، لیکن جنہوں نے صدقِ دل سے کلمہ پڑھا ہوا اور اُن کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہو، کسی نہ کسی مرحلے میں انہیں شفاعت نصیب ہوگی، خواہ اُن سے کبیرہ گناہوں کا صدور بھی ہو گیا ہو، یعنی وہ دائمی طور پر محرومِ شفاعت نہیں رہیں گے۔ ذرا سوچیے! بعض پیشہ ور واعظین اپنی مارکیٹنگ کے لیے احادیثِ مبارکہ کی کس طرح مَن پسند تاویلات کرتے ہیں اور سامعین کو خوش کرنے کے لیے مَن پسند توجیہات پیش کرتے ہیں تاکہ نعرے لگیں اور نذرانے ملیں، خواہ دین کا حقیقی تصور مسخ کر دیا جائے۔

بعض پیشہ ور واعظین امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا یہ شعر بھی اپنے مَن پسند موقف کے حق میں استدلال کے طور پر پیش کرتے ہیں:

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گُنہ، پرہیز گاری واہ واہ

یہ شعر امام اہلسنّت نے ایک خاص کیفیت میں کہا ہے اور ہماری دانست میں

اس کا اشارہ کسی خاص خوش نصیب گناہگار کی طرف ہے، آپ نے اس کو مسلمانوں کا عام مزاج بنانے کے لیے ارشاد نہیں فرمایا، ایک حدیث پاک میں سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں اُس آخری جنتی کو جانتا ہوں جو جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا۔ یہ وہ شخص ہوگا جسے قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کے حضور) لایا جائے گا، پھر حکم ہوگا: اس کے چھوٹے گناہ اس پر پیش کرو اور بڑے گناہوں کو پوشیدہ رکھو۔ سو اُس کے چھوٹے گناہ اُس پر پیش کر کے اُس سے پوچھا جائے گا: تم نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کیے، وہ چاروناچار اقرار کرے گا: جی میں نے یہ کام کیے ہیں، کیونکہ اُسے انکار کی مجال نہیں ہوگی اور وہ اپنے بڑے گناہ پیش کیے جانے سے ڈر رہا ہوگا۔ پھر اُسے کہا جائے گا: ہر گناہ کے بدلے میں تمہارے لیے ایک نیکی ہے، پھر وہ (اللہ کی رحمت کو موجزن دیکھ کر) عرض کرے گا: "ربِ کریم! میں نے بہت سے اور گناہ بھی کیے ہیں، جو یہاں نہیں پیش کیے گئے"، (راوی بیان کرتے ہیں:) میں نے اس موقع پر دیکھا: رسول اللہ ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے اطراف کے دندانِ مبارک بھی نظر آئے (یہ رسول اللہ ﷺ کی انتہائی مسرّت کی ادا تھی)"۔

(صحیح مسلم: 5587)

پس آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے خاص مظاہر ہوں گے، جو خاص خوش نصیبوں کے لیے ہوں گے، ہوسکتا ہے اُس شخص کی کوئی ادا اللہ تعالیٰ کو پسند آ گئی ہو، لیکن خطبائے کرام کو عوام میں شریعت کے عمومی ضابطے بیان کرنے چاہییں۔ خاص احوال اور کیفیات کی حکمتوں کو ہر شخص نہیں سمجھ پاتا اور اُس کے گناہوں پر جری ہونے کا

خدشہ رہتا ہے، عالم کی ذمے داری ہے کہ لوگوں کو گناہوں پر ابھارنے کی بجائے اُن سے بچنے کی تلقین کرے۔

یہ ایسا ہی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے سو اشخاص کو قتل کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی شانِ کریمی سے اُس کی توبہ قبول فرمالی۔ کیا اُس واقعے کو بیان کر کے لوگوں کو قتل پر ابھارا جائے گا کہ عِیَاذًا بِاللّٰہ! پروا نہیں قتل کرتے چلے جاؤ، آخر میں معافی تو ہو ہی جائے گی یا یہ بتایا جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود رحمت کے فیضان کا ایک خاص واقعہ ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آس لگائے رکھنا اور کبھی بھی مایوس نہ ہونا ایمان کا تقاضا ہے، سو بڑے سے بڑے گناہگار کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، جیسا کہ ایک بزرگ ابوسعید ابوالخیر نے کہا:

بازآ بازآ، ہر آنچہ ہستی بازآ — گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ
این درگہِ ما، درگہِ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی، بازآ

ترجمہ: "اے گناہگار! تو جو کوئی بھی ہے اللہ کی نافرمانی سے پلٹ آ، خواہ تو کافر یا آتش پرست یا بت پرست ہے، پھر بھی توبہ کر اور رحمتِ باری کی طرف پلٹ آ۔ اللہ کی بارگاہ ناامیدی کی بارگاہ نہیں ہے، تو نے اگر سو بار بھی توبہ کر کے پیمانِ وفا کو توڑ دیا ہے، پھر بھی پلٹ آ"۔

جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا:

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے، کوئی رہروِ منزل ہی نہیں

اب اگر کوئی واعظ اس واقعے کو شریعت کے عمومی ضابطے کے طور پر بیان

کر کے کبیرہ گناہوں کی طرف بالواسطہ یا بلاواسطہ ترغیب دے ،تواسی کوعربی میں ''تَأْوِيْلُ مَالَمْ يَرْضَ بِهِ الْقَائِلُ'' کہتے ہیں،یعنی کسی کے قول کی ایسی تاویل کرنا جوقائل کی منشا کے خلاف ہو۔

قتلِ ناحق کی مذمت وشناعت میں توکثرت کے ساتھ قرآن وسنت کی نصوص موجود ہیں: اللہ تعالیٰ نے ایک بےقصور انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل سے تعبیر فرمایا ہے اور حدیث میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک پورے نظامِ کائنات کی بساط کو لپیٹ دینا ایک بےقصور مسلمان کے قتلِ ناحق کے مقابلے میں معمولی بات ہے''۔

(سنن ترمذی:1395)

یہاں گنجائش نہیں کہ کتاب وسنت کی تمام نصوص کوتفصیل سے بیان کیا جائے۔

اسی طرح سیّد المرسلین ﷺ کی شفاعتِ عظمٰی کا بیان اس طرح کرنا کہ کبیرہ گناہوں کی سنگینی کومعمولی بنا کر پیش کیا جائے یا اس سے کبیرہ گناہوں پر جری کیا جائے ،ایسا کرنے والا ضالّ ومُضِلّ ہے اور:''خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ'' کا مصداق ہے، یہ بہت بڑا ظلم ہے اور ایسے شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا۔امام اہلسنّت امام احمد رضا قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا مذکورہ بالا شعرتو رحمۃً للعالمین ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ اور شفاعتِ عظمٰی کو بدرجۂ کمال بیان کرنے کے تناظر میں ہے، دین کی نزاکتوں کو بازیچۂ اطفال نہ بنایا جائے۔

مروجہ خطابات کی اصلاح:

آج کے دور کی مجملہ خرابیاں یہ ہیں:

(۱) جاہل لوگوں کا خطیب بن جانا۔

(۲) خوش آوازی اللہ کی نعمت ہے لیکن اسے علم پر ترجیح دینا غلط ہے۔

(۳) قرآن وسنت اور مستند روایات کی بجائے موضوع روایات بیان کرنا۔

(۴) اصلاح کی بجائے عوام کی بےجا فرمائشوں کوترجیح دینا۔

(۵) صرف جنت کی بشارتیں سنانا اور گناہ کی وعیدیں بیان نہ کرنا۔

(۶) منہاجِ نبوت کے خلاف وعظ کرنے والوں کا سٹیج پر بیٹھے علماء کواپنی خرافات پر گواہ بنانا اور علماء کا انہیں نہ ٹوکنا۔

(۷) اگر کوئی غلط بات پر ٹوک دے تواس کی بےجا مخالفت شروع کردینا۔

(۸) علمی خطاب پر پیشہ ورانہ نعت خوانی کوترجیح دینا اور دیر سے خطاب شروع کرانا۔

(۹) رات دیر گئے تک محافل کو جاری رکھنا اور صبح کی نماز سے محرومی کے اسباب پیدا کرنا۔

(۱۰) دینی محافل ومقاصد کے لیے بجلی کا غیر قانونی استعمال جائز نہیں ہے اور اس پر اجر کی توقع کرنا عبث ہے،اس کے لیے متعلقہ ادارے سے باقاعدہ اجازت لی جائے اور ادائیگی کی جائے۔

(۱۱) علمی ومعاشرتی خرابیوں پر مشتمل موضوعات کوفراموش کرنا۔

(۱۲) علم دین کوفروغ دینے کے بجائے غیر ترجیحی امور کوفروغ دینا۔

(۱۳) نقیبِ محفل کے نام سے ایک نئے پیشہ ور طبقے کوفروغ دینا جواپنی ٹُک بندیوں سے محفل کا کافی وقت ضائع کردیتا ہے۔

(۱۴) متبادل راستہ دیئے بغیر عام گزرگاہوں پر محافل کا انعقاد کر کے لوگوں کی آمدورفت کے حق کوتلف کرنا، اسی کوفقہ میں 'حقِ مُرور'' (Right of passage) کہا گیا ہے۔

(۱۵) اسپیکر کی آواز کو ضرورت سے زیادہ بلند کرنا جس سے لوگوں کو ایذا پہنچے اور دلیل یہ دینا کہ کیا گانے زور سے نہیں بج رہے ہوتے۔ایک غلطی کو دوسری غلطی کے جواز کی دلیل بنانا درست نہیں ہے،اسی کو ''بِنَاءُ الْفَاسِدِ عَلَی الْفَاسِد'' کہتے ہیں۔

(۱۶) لاوَڈ اسپیکر پر خواتین کا نعت پڑھنا اور خطابات کرنا جو فتنے کا باعث ہوسکتا ہے،اسے امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ناجائز قرار دیا ہے۔البتہ خواتین کی مجلس میں خاتون مبلّغہ کا وعظ کرنا جائز ہے،تاہم لاوَڈ اسپیکر کی آواز بقدرِ ضرورت ہونی چاہیے۔

(۱۷) بزرگانِ دین کے اعراس شریعت کے مطابق منانے کی بجائے انہیں کھیل تماشے اور میلے ٹھیلے کا رنگ دے دینا اور پیشہ ور واعظین کا جاہل وبدعمل سجادگان کی خوشامد کرنا۔ یہ چند امور ہیں جو خرابی کا سبب بن رہے ہیں اور ان کی اصلاح کی شدید ضرورت ہے۔



(۶)

شاعری کی بابت شرعی اصلاح

شاعری فی نفسہٖ نہ حرام ہے اور نہ مطلوبِ شرعی، اس پر شرعی حکم اس کے مندرجات یا مشمولات (Contents) پر لگے گا، اس کا حَسَن، حَسَن ہے اور قبیح، قبیح ہے۔ قرآن مجید نے مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر مروّج شاعری کی مذمت کی ہے:

(الف) یہ خیر وشر کے امتیاز کے بغیر ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

(ب) ان کے قول وفعل میں (بالعموم) تضاد ہوتا ہے۔

(ج) شاعری کے حَسَن، یعنی جو حمد ونعت، بزرگانِ دین کی منقبت اور حکمت ودانش کی باتوں پر مشتمل ہے، کو نبی کریم ﷺ نے ان کلماتِ مبارکہ کے ذریعے قبیح کے حکم سے مستثنیٰ فرمایا ہے: ''وَاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً'' اور یقیناً بعض شعروں میں حکمت کی باتیں بھی ہوتی ہیں، (صحیح بخاری: ۶۱۴۵)''۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَ الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ''۔

ترجمہ: ''اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں، کیا آپ نے نہیں دیکھا

کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں، اور بے شک وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جن پر خود عمل نہیں کرتے، سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اور کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا اور عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ وہ کون سے ٹھکانے پر پلٹ کر جائیں گے''۔

(الشعراء: ۲۲۴ تا ۲۲۷)

ان آیاتِ مبارکہ کی تفسیر ملاحظہ کیجیے:

(۱) کفار نے ہمارے نبی کریم ﷺ پر شاعر ہونے کا الزام لگایا تھا، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے شاعری کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: ''شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں، (الشعراء: ۲۲۴)''۔

مراد یہ ہے کہ شاعروں کی پیروی اکثر گمراہ اور عیاش قسم کے لوگ کرتے ہیں جبکہ اللہ کے محبوب ﷺ کے دامنِ اقدس سے وابستہ ہونے والے تمام لوگ تقویٰ کے پیکر ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی عظیم سیرت وکردار کو اپنے محبوب کی طہارت کی دلیل بتایا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہ شاعر ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں، (الشعراء: ۲۲۵)''۔

سرگرداں پھرنے والے شاعر وہ ہیں جو دینی طور پر غیور نہیں ہوتے، محض مال اور واہ واہ کے دلدادہ ہوتے ہیں، خود کو دین ومذہب سے بالاتر سمجھتے ہیں، ان کے مشاعرے میں ہر مذہب کے شاعر پائے جاتے ہیں، گمراہ شخص اور باطل مذہب کی تائید کرتے ہیں، ان کی فرمائش پر کلام لکھتے ہیں، ہر محفل اور ہر سٹیج پر پہنچ جاتے ہیں۔ قرآن مجید نے ''ہر وادی'' کا کلمہ بیان فرمایا ہے، یہاں وادی سے مراد کلام کی مختلف اَصناف ہیں، اسی کو اَوْدِيَةُ الْكَلَامِ کہا جاتا ہے، (بغوی جلد ۳ صفحہ ۳۷۸)''۔

یعنی کبھی حقیقت، کبھی مجاز، کبھی استعارہ، کبھی کنایہ، کبھی غزل، کبھی گانا، کبھی مزاح، کبھی طنز، کبھی مدح کبھی ذم، کبھی نوحہ کبھی سہرا وغیرہ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''فِیْ کُلِّ لَغْوٍ یَخُوْضُوْنَ'' یعنی یہ لوگ ہر لغو اور فضول بات میں غور وخوض کرتے رہتے ہیں، (بخاری قبل حدیث: ۶۱۴۵)''۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں: فِیْ کُلِّ فَنٍّ یُفَتِّنُوْنَ یعنی ہر فن میں یہ لوگ خوبصورتی سے بات کرتے ہیں (ابنِ جریر جلد ۱۱ جزو اول صفحہ ۱۳۷)۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں: یَمْدَحُوْنَ قَوْماً بِالْبَاطِلِ وَیَشْتِمُوْنَ قَوْماً بِالْبَاطِلِ یعنی کسی کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہیں اور کسی کی بلاوجہ تنقیص وتوہین کرتے ہیں۔

(ابنِ جریر جلد ۱۱ جزو اول صفحہ ۱۳۷)

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یہ لوگ وہ بات کہتے ہیں، جس پر عمل نہیں کرتے"، (الشعراء: ۲۲۶)۔

اس آیت میں بے عمل شاعر مراد ہیں خواہ کافر ہوں یا مسلم۔

امام بغوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: ''یَکْذِبُوْنَ فِیْ شِعْرِھِمْ، یَقُوْلُوْنَ فَعَلْنَا وَ فَعَلْنَا وَھُمْ کَذَبَۃٌ یعنی یہ لوگ اپنے اشعار میں جھوٹ بولتے ہیں، کہتے ہیں: ہم نے یہ کیا ہم نے وہ کیا، حالانکہ یہ سب جھوٹے ہوتے ہیں، (تفسیر بغوی جلد ۳ صفحہ ۳۷۸)''۔

امام قرطبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں: یہ لوگ نہایت بزدل آدمی کو نہایت دلیر آدمی پر فضیلت دے دیتے ہیں اور نہایت کنجوس آدمی کو حاتم طائی سے بڑھا دیتے ہیں۔ نہایت نیک آدمی پر بہتان باندھتے ہیں اور اسے فاسق ثابت کرتے ہیں۔ کسی کی شان بیان کرتے وقت افراط اور مبالغے سے کام لیتے ہیں جس کا وہ اہل نہیں ہوتا۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۴)

امام قرطبی لکھتے ہیں: فرزدق نے کہا:

فَبِتْنَ بِجَانِبَیَّ مُصَرَّعَاتٍ وَ بِتُّ اَفُضُّ اَغْلَاقَ الْخِتَامِ

وقت کے حکمران سلیمان بن عبدالملک نے جب یہ شعر سنا تو فرزدق سے کہا کہ تجھ پر حد لازم ہے یعنی تجھے سنگسار کرنا چاہیے۔ فرزدق نے کہا: اے امیر المؤمنین! قرآن مجید میں ہے: وَاَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ، یعنی شاعر وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں، لہٰذا اُس سے حد ٹل گئی۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۴، ۱۳۵)

(۴) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اور کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا اور عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ اُن کا ٹھکانا کیا ہے، (الشعراء: ۲۲۷)"۔

حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے روتے ہوئے عرض کی: یا رسول اللہ! قرآن نے شاعروں کی مخالفت کر دی ہے، جبکہ ہم شاعر ہیں، اس وقت یہ کلماتِ مبارکہ نازل ہوئے: "سوائے ان شاعروں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کیا، (ابنِ جریر جلد ۱۱ جزو اول صفحہ ۱۳۸)"۔

اس آیت سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ ایسے لوگوں کی شاعری جائز ہے:

(۱) اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا، صحیح العقیدہ ہوں،

(۲) وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ، باعمل ہوں اور ان کے شعر خلافِ شرع نہ ہوں، کیونکہ خلافِ شرع ہونا فسق ہے، جو عملِ صالح کے خلاف ہے،

(۳) وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا، اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہوں اور ان کی شاعری کا

غالب حصہ اللہ کے ذکر اور نعتِ پاکِ مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل ہو۔ ایسے شعراء کو انہی خصوصیات کی بنا پر شاعری کی اجازت ہے، ورنہ اوپر بیان کیے گئے برے شاعروں میں ان کا شمار ہوگا۔

آپ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پر یہ پابندی لگائی: ''لَا تَعْجَلْ، فَاِنَّ اَبَابَکْرٍ اَعْلَمُ قُرَیْشٍ بِاَنْسَابِھَا، وَاِنَّ لِیْ فِیْھِمْ نَسَباً، حَتّٰی یُلَخِّصَ لَکَ نَسَبِیْ''۔

ترجمہ: ''اے حسان! بے شک ابوبکر قریش کے سب سے بڑے ماہرِ انساب ہیں اور میرا نسب بھی قریش میں سے ہے، جب تک ابوبکر تمہارے لیے میرے نسب کو ممتاز نہ کردیں، شعر کہنے میں جلدی مت کرنا، (صحیح مسلم: ۲۴۹۰)''۔

یعنی کفار کی ہجو کرتے ہوئے کہیں میرے آباء واجداد کی ہجو نہ کردو، اس لئے ابوبکر صدیق سے اس معاملہ میں رہنمائی لو۔ نبی کریم ﷺ کے سامنے کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے کلام پڑھا، اس کلام میں ایک نعتیہ شعر اس طرح پڑھا گیا:

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَیْفٌ یُسْتَضَاءُ بِهٖ   مُهَنَّدٌ مِنْ سُیُوفِ الْهِنْدِ مَسْلُوْلُ

ترجمہ: ''بے شک رسول ایسی تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، آپ سونتی ہوئی ہندی تلوار ہیں''۔

آپ ﷺ نے اس شعر پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو ٹوک دیا اور شعر کی اسطرح اصلاح فرمائی:

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِهٖ   مُهَنَّدٌ مِنْ سُیُوفِ اللهِ مَسْلُوْلُ

ترجمہ: بے شک رسول ایسا نور ہیں، جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی ایک شمشیرِ بے نیام ہیں، (سبل الہدیٰ والرشاد، ج:۱ص:۳۷۴)۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے ''ہندی تلوار'' کی نسبت کو پسند نہیں فرمایا بلکہ اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی نسبت کو پسند فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نعت لکھنا انتہائی نازک کام ہے، اگر افراط سے کام لیا تو شرک ہوجائے گا اور تفریط سے کام لیا تو بے ادبی کے سبب اعمال ضائع ہوجائیں گے۔

پس احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ غیر عالم نعت لکھنے سے اجتناب کرے اور اگر کوئی یہ سعادت حاصل کرنا ہی چاہتا ہے تو اپنے کلام کی توثیق کسی مستند عالمِ دین سے کرائے بغیر ہرگز ہرگز اُسے نہ پڑھے۔

نبی کریم ﷺ نے اشعار کے بارے میں فرمایا:

هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنُهٗ حَسَنٌ وَقَبِيحُهٗ قَبِيحٌ

یعنی شعر ایسا کلام ہے، جس کا (معنوی اعتبار سے حسن، حسن ہے اور قبیح، قبیح ہے)، (مشکوٰۃ: ۴۸۰۷)''۔

اس حدیث شریف میں اچھے شاعروں کی حوصلہ افزائی اور خلافِ شرع لکھنے والوں کی خرابی بیان ہوئی ہے، اچھے شعروں کو اچھا سمجھنے اور برے شعروں کو برا سمجھنے پر امت کا اجماع ہے۔

جو شاعر علم وحکمت کی دولت سے سرفراز ہوتے ہیں انہی کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ الْمُؤْمِنَ یُجَاهِدُ بِسَیْفِهٖ وَ لِسَانِهٖ'' یعنی بے شک مؤمن اپنی تلوار اور زبان (دونوں) سے جہاد کرتا ہے (مسند احمد: ۲۷۰۵۲، شرح السنۃ للبغوی: ۳۴۰۹)۔ نیز فرمایا: ''اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَةً'' یعنی بعض شعر حکمت پر مشتمل ہوتے ہیں، (بخاری: ۶۱۴۵)''۔

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فرماتے ہیں:

''وہ شاعر مستثنیٰ ہیں، جنہیں شاعری اللہ کے ذکر کی کثرت سے نہیں روکتی، بلکہ ان کے اکثر شعر اللہ کے ذکر پر مشتمل ہوتے ہیں، یعنی وہ اللہ کی توحید وثناء اور اس کی اطاعت کے بارے میں ہوتے ہیں، (تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۳۱۵)''۔

شاعری اگر جائز طریقے سے کی جائے تو پھر بھی اس قدر احتیاط لازم ہے کہ

اسے اپنے اوپر اتنا غالب نہ کیا جائے کہ اللہ کے ذکر یا علم حاصل کرنے یا قرآن مجید پڑھنے میں رکاوٹ بنے۔امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں:

''شعر کی نسبت حدیث میں فرمایا: وہ ایک کلام ہے،جس کا حَسَن،حَسَن اور قبیح،قبیح ، یعنی مضمون پر مدار ہے، اگر اچھا ذکر ہے ،شعر بھی محمود اور برا تذکرہ ہے تو شعر بھی مذموم ۔بحور وعروض پر موزوں ہوجانا خواہی نہ خواہی قُبحِ کلام کا باعث نہیں، اگر چہ اس میں انہاک واستغراقِ تام متکلم کے حق میں شرع کو ناپسند، (فتاویٰ رضویہ، ج:8،ص:303)''۔

امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اسی معنی پر مشتمل ایک باب باندھا ہے: ''بَاب مَا یُکْرَہُ اَنْ یَکُوْنَ الْغَالِبَ عَلَی الْاِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتّٰی یَصُدَّہٗ عَنْ ذِکْرِاللّٰہِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ (صحیح بخاری صفحہ ۱۲۵۹ ،کتاب الادب : باب ۹۲ / ۹۲)''،یعنی شعروشاعری کا اس حد تک غالب آجانا کہ اللہ کے ذکر،علم اور تلاوتِ قرآن کی راہ میں رکاوٹ بن جائے،مکروہ ہے۔

اس باب میں یہ حدیث مذکور ہے:

''لَاَنْ یَّمْتَلِیَ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحاً خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَمْتَلِیَ شِعْراً''۔

یعنی اگر تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو، یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ (خرافات پر مشتمل) اشعار سے بھرا ہو''۔

(صحیح بخاری: ۶۱۵۴، ۶۱۵۵،صحیح مسلم: ۵۸۹۳)

عصرِ حاضر میں شاعرانہ اور نقیبانہ خرافات کی مثالیں:

فرشتوں کو (معاذ اللہ) کمی (کام کرنے والے نوکر) کہنا یا سیّدنا جبریل علیہ السلام کو درزی کہنا، حالانکہ اللہ کریم فرشتوں کو اپنے مکرم بندے قرار دیتا ہے: بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ، ترجمہ: ''بلکہ وہ معزز بندے ہیں''۔

علامہ ابوشکور سالمی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں: ''مَنْ ذَکَرَ نَبِیًّا اَوْ مَلَکاً بِالْحَقَارَۃِ فَاِنَّہٗ یَصِیْرُ کَافِراً'' یعنی جس نے کسی نبی یا کسی فرشتے کا حقارت کے ساتھ ذکر کیا، وہ کافر ہوجائے گا،(التمہید صفحہ ۱۱۲)۔

اسی طرح اہلِ بیت اطہار علیہم الرضوان کا تقابل نبی کریم ﷺ سے اس طرح کرنا کہ تنقیص اور توہینِ رسالت لازم آئے، حالانکہ غیر نبی کو کسی بھی نبی پر فضیلت دینا کفر ہے چہ جائیکہ سیّد الانبیاء ﷺ سے بھی بڑھا دیا جائے۔

چند سال پہلے محرم الحرام کے موقع پر کراچی کی نورانی چورنگی پر اس شعر کا بینر آویزاں کیا گیا:

خلیل بھی نہ پاسکا مقامِ حسین کو　　　کعبہ تو بنالیا، کربلا بنا نہ سکا

اسی طرح وہ اشعار جو اسلام اور نظریاتِ اہلسنّت کے خلاف ہیں، پڑھنا جائز نہیں ہیں، امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں:

''وہ پڑھنا سننا جو منکراتِ شرعیہ پر مشتمل ہو، ناجائز ہے، جیسے روایاتِ باطلہ وحکایاتِ موضوعہ، واشعار خلافِ شرع، خصوصاً جن میں توہینِ انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہو کہ آج کل کے جاہل نعت گو لوگوں کے کلام میں یہ بلائے عظیم کثرت سے ہے، حالانکہ وہ صریح کلمۂ کفر ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ ۱۰ / ۶۴)

قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر جنت کی بے بہا نعمتوں کا ذکر ہے اور طلبِ جنت کی دعوت دی گئی ہے۔عین میدانِ جہاد میں مجاہد چند لمحوں کے لیے اپنی توانائی بحال کرنے آتا ہے اور چند کھجوریں کھانے کے لیے ہاتھ میں لیتا ہے، اس اثنا میں وہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھتا ہے: اگر میں ابھی کفار سے لڑتے لڑتے شہید ہوجاؤں تو میرا ٹھکانا کہاں ہوگا؟، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں''، وہ فرطِ شوق میں کھجوریں رکھ دیتا ہے اور میدانِ جہاد میں کود پڑتا ہے اور لڑتے لڑتے شہید ہوجاتا

ہے۔تاجدارِ مدینہ خود جنت کا شوق دلا رہے ہیں۔

مدنی سورتوں آلِ عمران:133 اور الحدید:21 میں حصولِ جنت پر برانگیختہ کرنے کے لیے اہلِ مدینہ سمیت جملہ اہلِ ایمان کو بالترتیب جنت کی طرف مُسارعت اور مُسابقت کا حکم فرمایا گیا ہے،"ریاضُ الجنّة" تو ہے ہی جنت کا باغ، امام اہلسنّت نے فرمایا کہ روضۂ رسول اور ساری مساجد جنت میں جائیں گی۔

لہٰذا جنت اور مدینۂ منورہ کا اس طرح تقابل کہ جنت کی بے قدری لازم آئے، جیسا کہ آج کل لوگوں کی عقیدت کو ابھارنے کے لیے بہت سے نعت گو شعراء نے یہ وتیرہ بنالیا ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔ایسے تمام اشعار جو صراحۃً یا دلالۃً جنت کی توہین پر مشتمل ہوں کفریہ ہیں۔اسی طرح ایسے اشعار، جن میں کسی باطل معنی کا وہم پیدا ہوتا ہو، کا پڑھنا یا موزوں کرنا ناجائز ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں:

"اَنَّ مُجَرَّدَ اِیْھَامِ الْمَعْنَی الْمُحَالِ کَافٍ فِی الْمَنْعِ عَنِ التَّلَفُّظِ بِھٰذَا الْکَلَامِ وَاِنِ احْتَمَلَ مَعْنًی صَحِیْحاً"۔

ترجمہ:'' کلام سے محال معنی کا وہم پیدا ہونا اس کلام کے پڑھنے کی ممانعت کے لیے کافی دلیل ہے، اگرچہ وہ کلام کسی صحیح معنی کا بھی احتمال رکھتا ہو''۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، ج:9،ص:482، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

بعض حضرات اس شِعار کے جواز میں امام اہلسنّت اور حضرت مولانا حسن رضا خان رحمہما اللہ تعالیٰ کے دو اشعار پیش کرتے ہیں۔ایک عالم کسی خاص کیفیت میں اگر کوئی بات کہہ دے تو اُسے عمومی رنگ دینا اور ابتذال کی کیفیت پیدا کرنا حکمتِ شریعت کے منافی ہے۔امامِ اہلسنّت نے شریعت کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کا حکم دیا ہے، حدیثِ پاک میں مسجد الحرام میں نماز کا اجر ایک لاکھ گنا بتایا گیا ہے، جب کہ مسجدِ نبوی میں اُس کے مقابلے میں کم ہے، تو محبتِ مدینہ کی شدت کے باوجود انہوں

اصلاحِ عقائدواعمال

نے کہا:

طیبہ نہ سہی افضل، مکہ ہی بڑا زاہد

ہم عشق کے بندے ہیں، کیوں بات بڑھائی ہے

یعنی ہم حدیث کو رد نہیں کرتے، اجر کے اعتبار سے مکہ ہی کی افضلیت کو مانتے ہیں، البتہ مفضول کا محبوب تر ہونا افضل کی فضیلت کے منافی نہیں ہے اور امام اہلسنّت نے مدینے اور جنت کا تقابل نہیں کیا بلکہ ذاتِ رسالت مآب ﷺ کے دیدار کی عظمت کو بیان کیا ہے اور آپ کا دیدار وقرب جنت کی منجملہ نعمتوں میں سے ہے۔

فتاویٰ امجدیہ میں صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے مولانا آسی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے ایک شعر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عالم کے کلام کو غیر عالم کے کلام پر قیاس نہ کیا جائے، وہ لکھتے ہیں:

''یہ شعر کسی بے باک زبان دراز کا کلام نہیں، جس کی عادت ایسی ہو کہ جو جی میں آئے بک دے، بلکہ ایک واقفِ شریعت کی طرف منسوب ہے، لہٰذا تاحدِّ امکان اُس کلام کی تاویل کی جائے گی اور کلام کو ظاہر پر حمل نہیں کیا جائے گا، (فتاویٰ امجدیہ، جلد چہارم، ص:279)''۔

امامِ اہلسنّت رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے عام، گمنام اور بے ہودہ لوگوں کے اشعار کے مطالب پوچھنے پر ناگواری کا اظہار فرمایا، چنانچہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''ایسے اشعار کا مطلب اُس وقت پوچھا جاتا ہے، جب معلوم ہو کہ قائل کوئی معتبر شخص تھا، ورنہ بے معنی لوگوں کے ہذیان کیا قابلِ التفات''۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:29،ص:67)

(۷)

خانقاہوں اور آستانوں کی بابت شرعی اصلاح

صوفیہ کے آستانے اور خانقاہیں اہلسنّت وجماعت کے قدیم دینی، اصلاحی اور رفاہی ادارے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں آباد رکھے۔ مگر موجودہ حالات میں بعض آستانوں کی اصلاح کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مندرجہ ذیل گزارشات پیشِ خدمت ہیں:

(۱) بعض آستانوں پر اُن کے اپنے ہی مشایخ کی تعلیمات کو فراموش کردیا گیا ہے اور اپنے سلسلۂ مشایخ کی تعلیمات کے برخلاف بہت سی خرافات کو رواج دیا گیا ہے۔ کیا کوئی قادری کسی صحابی کی تنقیص کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں، کیونکہ اگر قادری حضرات حضور سیّدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب کا مطالعہ کریں تو اہلسنّت کے عقائد اُن پر واضح ہوجائیں گے، خصوصاً ''اَلْفَتْحُ الرَّبَّانِی، فُتُوْحُ الْغَیْب اور سِرُّ الْاَسْرَار'' کا مطالعہ اور حضرت سیّد علی ہجویری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی کتاب ''کَشْفُ الْمَحْجُوْب'' کا مطالعہ کرنے والا تمام صحابۂ کرام (بشمول) سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کا احترام کرے گا، داتا صاحب لکھتے ہیں:

''یَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَۃَ اَخْزَاہُ اللّٰہُ دُوْنَ اَبِیْہِ''، یعنی یزید بن معاویہ کو اللہ رسوا کرے، مگر اس کے والد کو نہیں، (کشف المحجوب صفحہ ۷۸)''۔

نقشبندی سلسلے والے اگر مشایخ نقشبند کی کتب خصوصاً مکتوباتِ امامِ ربانی کا خود

بھی مطالعہ کریں اور اپنے مریدوں کو بھی کروائیں تو اُن کے سلسلے سے وابستہ کوئی بھی شخص کبھی رافضی یا خارجی نہیں بنے گا۔ اسی طرح چشتی سلسلے سے وابستہ حضرات اگر اپنے مشایخ کی کتب خصوصاً سبع سنابل، فوائد الفواد اور حضرت خواجہ تونسوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے ملفوظات کا مطالعہ کریں، تو کبھی رَفض میں مبتلا نہیں ہوں گے۔

حضرت سلطان باہو رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا پیروکار آپ کی کتابوں عقل بیدار اورنور الھدیٰ میں چار یار کی تصریح دیکھے گا تو ہرگز رافضیت اور خارجیت کی طرف مائل نہ ہوگا۔ حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں:

از مذھبِ روافض واز ملّتِ خوارج بیزار ام من که سنی، دوست دارِ چھار یارم ھرکه خواھد ھروقت مشرّف شود بدیدار محمد رسول اللہ ﷺ واصحابِ کبار وپنجتنِ پاك غنچۂ دل شگفته شود ومعرفتِ اللہ به ملازمة شاہ محی الدین ازیں نقش خوش ببیں

ترجمہ: ''یعنی میں مذہبِ روافض اور ملتِ خوارج سے بیزار ہوں، میں سنی ہوں، چہار یار یعنی خلفائے راشدین سے محبت کرنے والا ہوں، جو بھی محمد رسول اللہ ﷺ، آپ کے اصحابِ کبار و پنجتن پاک کے دیدار سے مشرّف ہونا چاہے، اُس کے دل کی کلی کھِل جائے گی''۔

پھر آپ نے خلفائے راشدین، حسنین کریمین، سیّدہ فاطمۃ الزہرا اور غوث اعظم رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی پر مشتمل ایک نقش بنایا اور لکھا:

''جو کوئی غوثِ اعظم سے وابستہ رہتے ہوئے اس نقش کو سامنے رکھے گا، اُسے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ اور خلفائے راشدین کی حضوری کا شرف نصیب ہوگا، (عقل بیدار، ص:208-209)''۔

اسی طرح سہروردی سلسلے والے عوارفُ المعارف اور دیگر تصوف کی کتابوں کا

درس اپنی خانقاہوں میں رائج کریں تاکہ دین کی صحیح تعلیمات ان کے مریدین ومتوسلین تک پہنچ سکیں۔جامی ہندی نے لکھا:

بندۂ پروردگارم اُمّتِ احمد نبی   دوست دارِ چار یارم تا بہ اولادِ علی
مذہبِ حنفیہ دارم، ملّتِ حضرت خلیل   خاک پائے غوث اعظم ، زیرِ سایہ ہر ولی

(۳) آستانوں پر مشائخ کے صاحبزادگان اور خلفاء کے لیے ضروری دینی علوم کے ساتھ ساتھ اپنے سلسلے کے اذکار ومراقبات ، نفس کی اصلاح اور حصولِ استغناء کے لیے تزکیہ وتربیت کا اہتمام ضروری ہے۔تشرُّع وتدَیُّن ، اہلیت اور علم کے بغیر محض اولاد ہونے کی بنیاد پر خلافت اور سجادگی کی مَسند پر بٹھا دینا مقاصدِ رُشدوہدایت اور طریقت وشریعت کے خلاف ہے، ہمارے ہاں نفوذ کرنے والی بہت سی خرابیوں کا بڑا سبب یہی ہے۔

(۴) بعض آستانوں پر حاضر ہونے والے زائرین کی تعلیم وتربیت کا کوئی نظام نہیں۔ اعراسِ مبارکہ کی تقریبات میلوں میں تبدیل ہوگئی ہیں،ضعیف الاعتقادی اور توہُّم پرستی کو فروغ دے کر لوگوں کو اپنی عقیدت کے حصار میں رکھا جاتا ہے۔ان آستانوں کو قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ قَالَ الرَّسُوْل ﷺ یعنی دینی تعلیم وتربیت کے مراکز بننا چاہیے:

خوشا مسجد و مدرسہ وخانقاہے   کہ در وے بود قیل وقالِ محمد (ﷺ)

ترجمہ'' : کیا ہی بات ہے اُس مسجد، مدرسہ اور خانقاہ کی ، کہ جہاں سیّدنا محمد ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ کی تعلیم دی جارہی ہو''۔

آج نیرنگیِ زمانہ نے تنزُّلی کے اس مقام تک پہنچادیا ہے کہ اہلِ علم کی بات تو درکنار،خود اہلِ تصوُّف اپنوں سے اِن الفاظ میں گلہ کررہے ہیں:

''کَانَ التَّصَوُّفُ فِیْمَا سَبَقَ حَقِیْقَةً بِلَا اِسْمٍ وَالْیَوْمَ ھُوَ اِسْمٌ بِلَا حَقِیْقَةٍ''۔

ترجمہ: ماضی میں تصوُّف محض نام نہیں تھا، بلکہ ایک حقیقتِ ثابتہ تھی ،مگر آج تصوُّف کا نام تو ہے، حقیقت معدوم ہوچکی ہے،یعنی تصوف کی روح فنا ہوچکی ہے،(دُرَرُ الرَّسَائِلِ لِلْمُرِیْدِ السَّائِلِ،ص:36)''۔

بعض جاہلوں نے محض دنیا کمانے کے لیے پیری مریدی کا جعلی کاروبار شروع کررکھا ہے، گزشتہ دنوں سرگودھا کے نواحی علاقے میں ایک دھوکے باز پیر نے بیس افراد کو قتل کردیا۔اس طرح کے جعلی اور مکار پیروں کو بے نقاب کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

پیری مریدی کی شرائط اور اقسام:

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بیعت کے مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اقول:اب مرشد کی دو اقسام ہیں:

(۱)مرشدِ عام:

اس سے مراد کلام اللہ،کلام الرسول وکلام ائمہ شریعت وطریقت وکلام علمائے دین اہلِ رشد و ہدایت ہے۔اس سلسلۂ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علماء، علماء کا رہنما کلام ائمہ، ائمہ کا مرشد کلام رسول، رسول کا پیشوا کلام اللہ جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔فلاح ظاہر ہو یا فلاحِ باطن، اُسے اس مرشد سے چارہ نہیں، جو اس سے جدا ہے، بلاشبہ کافر ہے یا گمراہ اور اس کی عبادت برباد وتباہ۔

(۲)مرشدِ خاص:

اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ کسی عالم سنی، صحیح العقیدہ وصحیح الاعمال وجامع شرائطِ بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔یہ مرشدِ خاص جسے پیر وشیخ کہتے ہیں،اس کی بھی

دواقسام ہیں: شیخ اتصال، شیخ ایصال۔

(ا) شیخ اتصال:

یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پر نور سیّد المرسلین ﷺ تک متصل ہوجائے، اس کے لئے چار شرطیں ہیں:

(الف) شیخ کا سلسلہ باتّصالِ صحیح حضور اقدس ﷺ تک پہنچا ہو، بیچ میں منقطع نہ ہو، کہ منقطع کے ذریعے اتصال ناممکن ہے۔ بعض لوگ بلا بیعت محض بزعمِ وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بلا اذن مرید کرنا شروع کردیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کردیا گیا، اس میں فیض نہ رکھا گیا، لوگ براہِ ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہ اچھا تھا، مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بعض شرائط کے نہ ہونے کی وجہ سے قابلِ بیعت نہ تھا۔ لہٰذا اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے، ان تمام صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہوگا۔ یہ بیل سے دودھ نکالنے یا بانجھ سے بچہ پیدا ہونے کی خواہش کرنا ہے، جو عقلِ سلیم کے خلاف ہے۔

(ب) شیخ سنی العقیدہ ہو۔ بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا، نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک، آج کل بہت کھلے ہوئے، بددینوں بلکہ بے دینوں حتی کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکرودشمنِ اولیاء ہیں، مکاری کے لئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے، ہوشیار! خبردار! احتیاط لازم ہے:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست

ترجمہ: ”بہت سے ابلیس انسانی صورت میں ہیں، پس ہر ہاتھ میں

عقیدت کا ہاتھ نہیں دینا چاہئے“۔

(ج) عالم ہو، یعنی علم فقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کفایت کرتا ہو اور یہ بھی لازم ہے کہ عقائد اہلسنّت سے پورا واقف ہو، کفر واسلام وضلالت وہدایت کے فرق کا خوب جاننے والا ہو، ورنہ اگر آج بدمذہب نہیں ہے، توکل ہوجانے کا اندیشہ ہے: ”فَمَنْ لَّمْ یَعْرِفِ الشَّرَّ فَیَوْمًا یَقَعُ فِیْہِ“ (جو شر سے آگاہ نہیں، ایک دن اس میں مبتلا ہوجائیگا)۔

سینکڑوں کلمات وحرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل اپنی جہالت کی بنا پر ان میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اول تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ان کے قول یا فعل سے کفر سرزد ہوا اور بےخبری میں توبہ کا تصور ناممکن ہے، تو اس شر میں مبتلا ہی رہیں گے اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل تو ڈر جاتا ہے اور توبہ کرلیتا ہے، مگر وہ جو سجادۂ مَشیخت پر ہادی ومرشد بنے بیٹھے ہیں، ان کا پندارِ نفس انہیں حق قبول کرنے کی اجازت نہیں دے گا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”وَاِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُہٗ جَہَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِہَادُ“، ترجمہ: ”جب اس سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر، تو گھمنڈ اُسے گناہ پر ابھارتا ہے، (البقرہ:۲۰۶)“۔

اور اگر حق کو قبول کرتے بھی ہیں تو صرف اتنا ہی کہ خود توبہ اور تجدیدِ ایمان کرلیں گے۔ لیکن کفریہ قول یا فعل کی وجہ سے جو بیعت فسخ ہوگئی، اس کو بحال کرنے کے لیے اب کسی اور کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور نئے شیخ کے نام کا شجرہ اپنے مریدین کو دینا، خواہ وہ شیخِ اول ہی کا خلیفہ ہو، ان کا نفس گوارا نہیں کرتا۔ ان کو یہ بھی گوارا نہیں کہ بیعت فسخ ہونے کی وجہ سے وہ لوگوں کو بیعت کرنے کا سلسلہ روک دیں۔ لہٰذا وہ بیعت کے سلسلے کو منقطع ہونے کے باوجود جاری رکھتے رہیں اور پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ منقطع سلسلے سے اتصال ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا ان تمام خرابیوں سے بچنے کے لیے ضروری

ہے کہ پیرتمام عقائدِ اہلسنّت کا عالم ہو۔

(د) فاسق معلن نہ ہو، یعنی تمام فرائض، واجبات اور سُننِ مؤکّدہ کا عامل ہو اور تمام حرام، مکروہِ تحریمی اور اِساءت سے اجتناب کرتا ہو۔ اس شرط پر اگرچہ اتصال کا حصول موقوف نہیں ہے، کیونکہ محض فسق کی وجہ سے خود بخود بیعت فسخ نہیں ہوتی، لیکن پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب ہے اور تعظیم اور توہین بیک وقت جمع نہیں ہوسکتے، اس لیے پیر کا فسق سے پاک ہونا ضروری ہے۔ امام زیلعی تبیین الحقائق میں فاسق کے بارے میں لکھتے ہیں: ''فِیْ تَقْدِیْمِہٖ لِلْاِمَامَۃِ تَعْظِیْمُہٗ قَدْ وَجَبَ عَلَیْھِمْ اِھَانَتُہٗ شَرْعًا''، یعنی امامت کے لئے فاسق کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے، حالانکہ شریعت میں تو اس کی توہین واجب ہے۔

(۲) پیر کی دوسری قسم "**شیخِ ایصال**" ہے، اس کے لیے لازم ہے کہ مذکورہ بالا چاروں شرائط کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ نفس کی خرابیوں، شیطان کی مکاریوں اور خواہشات کا شکار ہونے سے آگاہ ہو۔ یہ شیخ دوسروں کی تربیت کرنا جانتا ہو اور اپنے متوسلین کے ساتھ مکمل شفقت سے پیش آتا ہو، ان کے عیوب پر انہیں مطلع کرے اور ان کا علاج بتائے اور طریقت کی راہ میں انہیں جو مشکلات پیش آئیں، اُن کا حل بتائے، نہ محض سالک ہو اور نہ نرا مجذوب، عوارف المعارف میں فرمایا: "یہ دونوں پیر بننے کے قابل نہیں ہیں"۔

اس لئے کہ سالک خود ابھی تک راہ میں ہے اور تربیت کا طریقہ نہیں جانتا، بلکہ مجذوبِ سالک ہو یا سالکِ مجذوب اور مجذوبِ سالک اولیٰ ہے، کیونکہ اگرچہ وہ مراد کو پاچکا ہے، لیکن وہ دوسروں کو سلوک کی منزل پر چلانے سے غافل ہے۔ اس لیے کہ مجذوبِ سالک مراد ہے اور سالکِ مجذوب مرید اور مرید سے مراد

افضل ہوتا ہے۔ پھر بیعت کی بھی دو قسمیں ہیں: بیعت برکت، بیعت ارادت۔

(۱) بیعت برکت کہ صرف تبرک کے لئے داخل سلسلہ ہوجانا، آج کل عام بیعتیں یہی ہیں بشرطیکہ نیک نیتی کے ساتھ ہوں، ورنہ جن کی بیعت کا مقصد دنیاوی اغراضِ فاسدہ ہوتی ہیں، وہ خارج از بحث ہے۔ اس بیعت کے لئے شیخِ اتصال کا شرائطِ اربعہ کا جامع ہونا کافی ہے۔ اس بیعت کا بھی بہت فائدہ ہے اور دنیا اور آخرت میں کارآمد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبین کے غلاموں میں نام شامل ہونا اور اُن کے ساتھ سلسلے کا اتصال خود اپنی جگہ باعثِ سعادت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:21، ص:505۔507، بتصرف، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید فرماتے ہیں:

(۲) بیعت کی دوسری قسم بیعتِ ارادت ہے، اس بیعت کا مطلب ہے کہ سلوک کے معاملات میں مرید اپنے ارادے اور اختیار پر انحصار کرنے کی بجائے اپنے آپ کو شیخ ومرشد، ہادیِ برحق اور واصل بحق (یعنی سلوک کے منازل طے کرنے والے) کے ہاتھ میں بالکل سپرد کردے، اسے مطلقاً اپنا حاکم ومالک ومتصرف جانے، اس کی رہنمائی میں راہ سلوک پر چلے، کوئی قدم اس کی مرضی کے بغیر نہ اٹھائے۔ اسے شیخ کی بعض ہدایات یا افعال اپنی فہم کے مطابق صحیح معلوم نہ ہوں، تو انھیں خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعال کی مثل سمجھے اور اپنی عقل کا قصور جانے، اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے، اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے۔ غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہوکر رہے۔ یہ بیعت سالکین ہے اور یہی مقصودِ مشائخ ومرشدین ہے۔ یہی بیعت اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے، یہی بیعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لی ہے۔

سیّدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فِی

الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمُكْرَهِ وَاَنْ لَّانُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ "،

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی ودشواری اور ہر خوشی ونا گواری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون چرانہ کریں گے"۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:21،ص:509،بتصرف،رضافاؤنڈیشن لاہور)

نوٹ: امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ کا فرمان ایسے مشائخ طریقت سے متعلق ہے جو عالمِ باعمل ہوں، شریعت وطریقت کو ایک دوسرے کی ضد نہ سمجھتے ہوں، شریعت کو سب امور پر حاکم مانتے ہوں، صرف بعض اَسرار ورموز کی ایسی باتیں اُن سے صادر ہوتی ہوں، جو عام لوگوں کے فہم سے ماورا ہوتی ہیں، حقیقت میں وہ شریعت کے خلاف نہیں ہوتیں۔ اس سے پیری کا لبادہ اوڑھنے والے بدعمل اور بے دین دھوکے باز مراد نہیں ہیں جو اپنے لوگوں کو ذبح کریں، عورتوں کے ساتھ بے حجاب اختلاط کریں اور بعض صورتوں میں بدکاری میں مبتلا ہوں۔ ہماری ماضیِ قریب کی تاریخ میں اس کے شواہد موجود ہیں۔

مزارات پرخرافات:

بعض مزارات کا ماحول بھی بدعات، خرافات، منکَرات، نشہ فروخت کرنے والے اور نشے کے عادی افراد کا گڑھ بن چکا ہے۔ بزرگانِ دین کے مزارات کو اِن بدعات وخرافات سے پاک رکھنا ضروری ہے۔ اسی لیے ہم نے سیہون شریف میں حضرتِ عثمان مروندی عُرف لعل شہباز قلندر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ کے مزارِ مبارک کے سانحے کے بعد علماء ومشائخ اہلسنّت کے ہمراہ وہاں حاضری دی اور پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''ہمارے نزدیک مروّجہ دھمال اور مرد وزن کے مخلوط رقص کا دینی روایات وتعلیمات سے نہ کوئی تعلق ہے اور نہ اس کا کوئی شرعی جواز ہے۔ اس کلچر کی وجہ سے

آوارہ منش اور نشے کے عادی لوگ یہاں آتے ہیں۔ اس کلچر کا تصوُّف، روحانیت، تزکیہ وتربیت اور عرفان واحسان سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ یہ اس کی ضد ہے۔ صوفیہ کے وجد اور تواجد کا مروّجہ دھمال سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اسی طرح اکابر علمائے احناف کے نزدیک عورتوں کو مزارات پر نہیں جانا چاہیے اور موجودہ خرابیوں کو دیکھا جائے تو پابندی کی حکمت اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے۔ محکمۂ اوقاف اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ مزارات پر بے اعتدالیاں ہو رہی تھیں اور بعض جگہ سجادگان اور مزارات کے متولّی اپنے مفادات کے لیے اِن غیر شرعی بے اعتدالیوں کا سَدِّ باب نہیں کرتے تھے۔ لیکن اب اوقاف کے ذمے داران نے ان کی جگہ لے لی ہے اور صورتِ حال پہلے سے ابتر ہو چکی ہے۔ محکمۂ اوقاف کی بہت سی مساجد میں محکمے کی طرف سے مقررہ امام ڈیوٹی پر موجود نہیں ہوتے اور وہاں لوگوں کو الگ سے امام کا انتظام کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح اوقاف کے زیرِ اہتمام مساجد کی تزئین وآرائش اور دیگر ضروریات کا اہتمام بھی لوگوں کے چندے سے ہوتا ہے۔ سو مزارات کے نظام میں اصلاح کی شدید ضرورت ہے اور اس کے لیے اہلسنّت وجماعت کے ثقہ علماء اور متشرّع مشائخ کا ایک نگران بورڈ بنایا جائے اور سجادگی کے لیے اس خانقاہ سے منسلک مُتدَیّن، باشرع، صحیح العقیدہ اور ذی علم شخص کا انتخاب کیا جائے۔ جاہل، بے عمل بلکہ بدعمل سجادہ نشین پیروں کو فی الفور معزول کیا جائے، علامہ اقبال نے کہا ہے:

ترکے میں ملی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن
یہی شیخِ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیمِ بوذر ودلقِ اویس وچادرِ زہرا



(۸)

الیکٹرانک میڈیا پر رمضان المبارک کی بابت شرعی اصلاح

جب سے آزاد الیکٹرانک میڈیا وجود میں آیا ہے، رمضان المبارک کا ٹائٹل لگا کر اُس کے تحت ہر طرح کی خرافات وبدعات اور غیر شرعی حرکات کو جمع کر دیا گیا ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے شراب کی بوتل پر آبِ طہور کا لیبل لگا دیا جائے۔ علمائے کرام کا تبلیغِ دین اور شریعت کے احکام بیان کرنے کے لیے ٹیلی ویژن پر جانا ہمارے نزدیک جائز ہے۔ لیکن علمائے کرام کو ایسے پروگراموں میں شرکت سے گریز کرنا چاہیے، جہاں ابتذال ہو، خرافات ہوں، رمضانِ مبارک، قرآنِ کریم اور دین کا تقدس پامال ہو۔ ہاں! اگر رمضانِ مبارک کے ٹائٹل کے تحت پروگرام خرافات سے پاک ہیں، تو علمائے کرام بصد شوق اس میں شرکت فرمائیں اور اپنے علم کے فیضان کو عام کریں۔

دیگر عنوانات کے تحت جو خرافات ہو رہی ہیں، اِن کی براہِ راست یا بالواسطہ ذمے داری علماء پر عائد نہیں ہوتی۔ گزشتہ سال میں نے ''فغانِ رمضان'' کے عنوان سے اپنے دردِ دل کو بیان کیا تھا، ہم اُسے یہاں شاملِ اشاعت کر رہے ہیں:

فغانِ رمضان:

جب سے ہمارا آزاد الیکٹرانک میڈیا وجود میں آیا ہے، نفع نقصان کا تخمینہ آج تک کسی نے نہیں لگایا کہ اس نے ہمیں دیا کیا ہے اور ہم سے لیا کیا ہے؟۔ اگرچہ آزاد میڈیا کے باوجود کرپشن کے آگے کوئی مضبوط بند

تو نہیں باندھا جاسکا، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی بدولت کرپشن کے خلاف ایک توانا آواز بلند ہو رہی ہے اور وقت کے حکمران ہمیشہ خوف زدہ رہتے ہیں۔ سو بلاشبہ یہ ایک مثبت پہلو ہے، اسی طرح کافی حد تک اب خبروں پر پردہ ڈالے رکھنا اور حقائق کو چھپانا عملاً ممکن نہیں رہا۔
اس کا دوسرا رخ یہ ہے کہ ہمارے آزاد میڈیا نے ہمارے سیاسی وسماجی مسائل کا کوئی مثبت اور قابلِ عمل حل پیش کرنے کی بجائے سنسنی خیزی پر زیادہ توجہ دی ہے، اس کا سبب مسابقت کا حکمت سے عاری رجحان ہے۔
اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دلیل واستدلال پر توجہ نہ ہونے کے برابر ہے، البتہ شور وغوغا بہت زیادہ ہے اور معقولیت پر جارحانہ انداز کو ترجیح دی جاتی ہے۔ پہاڑی ندی نالوں جیسا شور زیادہ ہے، سمندر جیسا سکوت اور دلیل واستدلال کی سَطوت وشوکت کم ہے۔ اِس کا سبب ریٹنگ بتائی جاتی ہے جو بجائے خود ایک سربستہ راز ہے، جس کی حقیقت سے میڈیا کی مارکیٹنگ کا شعبہ اور تشہیری ادارے ہی واقف ہوتے ہیں۔ اور اس میں بھی ذرہ برابر شک نہیں کہ آزاد میڈیا نے معاشرتی اور دینی اقدار کی پامالی کی صورت میں اہلِ پاکستان سے بھاری قیمت وصول کی ہے۔

اس میں سے ایک رمضان المبارَک کی تقدیس کی پامالی ہے۔ رمضان المبارَک میں لوگ عام دنوں کے برعکس ذہنی اور فکری طور پر دین کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں، عبادات کا ذوق بڑھ جاتا ہے اور یہ رمضان المبارک کی برکات کا ایسا اعجاز ہے جو ہر کس وناکس کو صاف نظر آتا ہے۔ رمضان المبارک کی فضیلت اور روزے کے احکام قرآن میں بیان کئے گئے ہیں اور احادیث کا ذخیرہ تو رمضان المبارک اور عباداتِ صوم

کے فضائل سے معمور ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:''جب رمضان داخل ہوتا ہےتو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی دروازہ بندنہیں رہتا،جہنم کے دروازے بندکردیئے جاتے ہیں اوران میں سےکوئی دروازہ کھلانہیں رہتا۔سرکش شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ان کوبیڑیاں پہنادی جاتی ہیں''۔

الغرض مجموعی ماحول کونیکیوں کے لیے سازگار اور گناہوں کے لیے ناسازگار بنادیا جاتا ہے۔مگرمیڈیا نے رمضان کی مارکیٹنگ شروع کردی، طرح طرح کے ٹائٹل سانگ،سلوگن اوررمضان کے نام پرلہو ولعِب اور تماشے سج گئے۔ انعام رمضان، مہمان رمضان، شان رمضان، ایمان رمضان اور نہ جانے کیا کیاعنوان وضع کیے گئے، ایک دل جلے نے کہا: بہتر یہ ہے کہ سب''دکان رمضان'' کا ایک ہی ٹائٹل لگالیں ،لیکن ٹائٹل میں کیا رکھا ہے۔''دکان رمضان'' ہی کا منظرتو ہر سوبپاہے اور اب اداکارائیں بھی ماہِ رمضان میں جنت کا راستہ دکھانے کے لیے میڈیاپر رونق افروز ہیں۔کوئی ہمیں بتائے کہ قرآن مجید اور رمضان کی تقدیس سےاسے کیانسبت ہے؟۔

رمضان المبارک کا مقدّس عنوان ہے اور مردوزن کا مخلوط اجتماع، بازاری ماحول، نماز کی فکرنہیں، بلکہ نماز سے دوری کا پورااہتمام ہے،بس صرف میلاٹھیلارہ گیاہے، درمیان میں تھوڑاسامذہب کا تڑکا اورچٹخارے کے لیے مذہب کی چٹنی ہے، باقی مارکیٹنگ ہے۔ ہارورڈیونیورسٹی سے ایم بی اے مارکیٹنگ کرنے والے بھی کیامارکیٹنگ کریں گے، جورمضان کا پروگرام کرنے والے مایۂ نازسیلز پرسن مذہب کا خوبصورت ٹائٹل لگا کر

کرتے ہیں، ان کی مہارت لاجواب ہے اوراس کی قیمت بھی وہ خوب وصول کرتے ہیں۔ایک صاحب نے بتایا کہ ایک معروف ٹیلیویژن چینل کے مارکیٹنگ کے شعبے میں رمضان کے سحر وافطار کے اشتہارات کی بابت میٹنگ ہورہی تھی،تو بتایا گیا کہ لاہور کی اذان بِک گئی ہے،کراچی کی اذان کا کنٹریکٹ ابھی باقی ہے۔اگریہی کچھ کرنا ہےتوکم ازکم رمضان کےتقدّس کوتوپامال نہ کیاجائے،کوئی اورعنوان بھی رکھاجاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:(۱)''اوران لوگوں کوچھوڑیے، جنھوں نے اپنے دین کوکھیل تماشا بنالیاہےاورجن کودنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور اس (قرآن) کے ساتھ ان کونصیحت کرتے رہو، کہیں یہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہلاکت میں مبتلا نہ ہوجائیں، (الانعام:70)''۔

(۲)''جن لوگوں نے اپنے دین کوکھیل اورتماشا بنالیا تھا،توآج کے دن ہم ان کونظرانداز کردیں گے،جس طرح انہوں نے اِس (قیامت کے)دن کی ملاقات کوبھلا رکھا تھااوروہ ہماری آیتوں کاانکارکرتے تھے، (الاعراف:51)''۔

سورمضان المبارک زبانِ حال سے فریادی ہے کہ اُس کی تقدیس وحُرمت کادامن علامہ اقبال کےقول کےمطابق''جفاپروفا'' کا دلکش لیبل لگا کرتار تارکیاجارہاہے۔ بھانڈپن اورآوارگی کومذہب اوررمضان کے پُرکشش غلاف میں لپیٹ کردین کےحصہ کےطور پرپیش کیاجارہاہے۔ دین کے ساتھ ایک تقدیس واحترام کا تصور ذہن میں آتا ہے، اسے آرٹ بنا کر آرٹسٹوں کےرحم وکرم پرچھوڑ دیا گیاہےاورشوخی وطنّازی کی نذرکردیا گیا ہے۔ہوناتو یہ چاہیے کہ جسے آرٹسٹ بننا ہے وہ تقدیس کا چولا اتارکراپنے

اصل رنگ میں آجائے، آرٹ کے شعبے لاتعداد اور رنگارنگ ہیں۔ جسے بھانڈ پن اور جُگت بازی کا شعبہ اختیار کرنا ہے، وہ اس رنگ میں آئے اور دورنگی چھوڑ دے۔ کسی فقہی اصول یا ضرب المثل کا سبب خاص ہوتا ہے، لیکن حکم عام ہوتا ہے، ساحرلدھیانوی نے کہا تو کسی اور تناظر میں تھا، لیکن ہمارے حسبِ حال ہے:

کہاں ہیں، کہاں ہیں، محافظ خودی کے
ثناخوانِ تقدیسِ مشرق کہاں ہیں

اس شعر میں آپ تھوڑا سا تصرف کر کے ''مشرق'' کی جگہ ''مذہب'' لکھ لیں، تو پیغام سمجھ میں آجائے گا۔ حیرت کا مقام یہ ہے کہ ہمارے وہ سرمایہ دار اور صنعت کار جو دین داری کی شہرت رکھتے ہیں، حج اور عمرے کا ناغہ نہیں کرتے، عام زندگی میں دینی مزاج کے حامل نظر آتے ہیں، وہ بھی چمک دمک، آب وتاب اور چکاچوند سے عاری خالص دینی آگہی کے حامل کسی پروگرام کو سپانسر کرنے اور اپنے اشتہار سے نوازنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، بس نیم لباس عورت اور تشہیری فنکاری لازم وملزوم ہیں۔ یہ دین کے حوالے سے ایسی ہی دورنگی اور منافقت ہے، جس کا منظر ہماری فلموں میں دکھایا جاتا تھا کہ ایک اداکار ایک منظر میں چور اور ڈاکو کے روپ میں نظر آتا ہے اور دوسرے منظر میں وہ مصلّٰی بچھائے نماز اور تسبیح ودرود میں مصروف نظر آتا ہے۔ سائل پوچھتا ہے: یہ کیسا تضاد؟، وہ جواب دیتا ہے: ''وہ میرا پیشہ ہے، یہ میرا مذہب ہے''۔ الغرض پیغام یہ ہے کہ دین کے ساتھ سب کچھ چلتا ہے اور چل رہا ہے اور یہی سکۂ رائج الوقت ہے۔

دوسری جانب ہماری خالص مذہبی جماعتیں اور مذہبی سیاسی جماعتیں ہیں،

جو اس شِعار سے بالکل لاتعلق ہیں، وہ ایک فرد کی غلطی پر تو آسمان سر پہ اٹھا لیتے ہیں، لیکن دین کی اِس منظم بے حرمتی کے آگے سپر انداز ہیں۔ آخر میڈیا تو سب کو ضرورت ہے، یہی وہ پیکرِ نازو انداز اور عَشوَہ طراز محبوب ہے، جس کی دلداری زاہد و رند سب کو عزیز ہے۔ دین کے حوالے سے اُن کی ترجیحات کافی بدل چکی ہیں، اُن کی ترجیحات کی فہرست میں خالص دین اور اس کے تقاضے بہت آخر میں آتے ہیں، ضروری نہیں کہ ہر مسئلے پر سڑکوں پر آکر احتجاج کیا جائے اور ریلیاں نکالی جائیں، میڈیا مالکان کے ساتھ ایک سنجیدہ نشست کا بھی اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

میں نے ۱۴۳۶ ہجری کی قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب ممنون حسین سے عاجزانہ اپیل کی تھی کہ سیرت النبی ﷺ پر محض نظریاتی خطابات سے آگے بڑھ کر عملی قدم اٹھائیں۔ اسلام کے نام پر قائم اس وطنِ عزیز میں اگر آپ کو دس بیس معتبر اور قابلِ احترام افراد نظر آتے ہوں، تو اُن کے ساتھ میڈیا مالکان کی ایک طویل نشست کا اہتمام کریں۔ یہ اہلِ فکر ونظر باہمی اتفاقِ رائے سے ہماری دینی، اَخلاقی اور معاشرتی اَقدار کا ایک کم از کم قابلِ قبول اور قابلِ عمل معیار وضع کریں اور پھر میڈیا مالکان اس پر رضا کارانہ طور پر عمل کریں اور اس پر نظر رکھنے کے لیے ایک مجلسِ نظارت (Vigilance Cell) قائم کریں۔ شاید اس سے پچیس تیس فیصد بہتری آجائے۔ لیکن یہ وہ بھاری پتھر ہے جس کو اٹھانے کے لیے کوئی بھی آمادہ نہیں ہے، ہر ایک کو اپنی عزت عزیز ہے اور اپنے لیے عافیت کا خواہاں ہے، ملک وملّت کی ترجیحات بعد میں آتی ہیں۔

ایک صاحب نے کہا تھا: اہلِ عزیمت تو اس دور میں ناپید ہیں، مگر اہلِ رخصت بھی رخصت پر چلے گئے ہیں، سو دین کی ناموس کے تحفظ کے لیے میدانِ عمل میں کوئی بھی موجود نہیں ہے اور راوی ہر سو چین ہی چین لکھتا ہے۔ جو سادہ مزاج عزیمت کی بات کرے، وہ از کارِ رفتہ ہے، Rigid ہے، یَبُوست زدہ ہے، دقیانوسی ہے، عصرِ حاضر کے تقاضوں سے بے خبر اور وقت کے لَمس سے نا آشنا ہے، غالب نے کہا تھا:

اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، انہیں کچھ نہ کہو
جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہیں

چیئرمین پیمرا ممتاز حسین قادری شہید کے جنازے کے مناظر کو الیکٹرانک میڈیا پر روکنے میں تو فعال نظر آئے، کیا وہ رمضان اور قرآن کی تقدیس کی حفاظت کے لیے بھی کوئی کردار ادا کریں گے؟۔ گزشتہ سال بھی نصف درجن سے زیادہ سنجیدہ کالم نگاروں نے اس جانب متوجہ کیا تھا، ان سب سے دستہ بستہ اپیل ہے کہ اس سال رمضان المبارک کی آمد سے پہلے اپنے قلم کی طاقت کو تقدیسِ قرآن و رمضان کے تحفظ کے لیے استعمال کریں، یہ ان کے فن کی زکوٰۃ ہوگی۔ سنا ہے کہ سوشل میڈیا پر تو دین دار لوگوں کی بھاری اکثریت فریاد کُناں رہتی ہے۔



(۹)

جمعۃ الوَداع کی بابت شرعی اصلاح

سال بھر کے تمام جمعوں کی فضیلت یکساں ہے۔البتہ حدیثِ پاک کی روشنی میں منجملہ فرائض کے ساتھ ساتھ رمضانِ مبارک کے تمام جمعوں کو بھی ایک اختصاص حاصل ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے رمضان میں ایک فرض ادا کیا،تو اُسے غیرِ رمضان کے ستّر فرائض کے برابر ثواب ملے گا''۔

سو اِس ارشادِ رسول کے مطابق رمضانِ مبارک میں دیگر فرائض کے ساتھ ساتھ جمعوں کا اجر بھی ستّر گنا بڑھ جاتا ہے۔مگر اس میں رمضانِ مبارک کے تمام جمعوں کی فضیلت یکساں ہے۔رسول اللہ ﷺ سے ''جمعۃ الوَداع'' کے نام سے کوئی مخصوص خطبہ ثابت نہیں ہے،نہ ہی خلفائے راشدین اور ائمۂ دینِ متین سے ثابت ہے۔لیکن ہمارے ہاں یہ شِعار رائج ہوگیا ہے کہ رمضانِ مبارک کے عام جمعوں کے مقابلے میں آخری جمعے میں حاضری زیادہ ہوتی ہے اور نعت خواں غمناک انداز میں اشعار پڑھتے ہیں اور لوگ وہی کیفیت اپنے اوپر طاری کرکے ان اشعار کو پڑھنا یا سننا باعثِ اجر سمجھتے ہیں،یہ کہیں سے ثابت نہیں ہے۔اس حوالے سے میں نے اخبارات میں ایک تفصیلی فتویٰ بھی لکھا تھا،جس کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:

جمعۃ الوداع کی شرعی حیثیت:

ہمارے خطے میں رمضانِ مبارک کے آخری جمعے کو ''جمعۃ الوَداع'' کے طور پر

منایا جاتا ہے اور بعض جگہ اس کے لئے جمعے کے خطبے میں ''اَلْوَداعُ الْوَداعُ یا شھرَ رمضانَ'' کے کلمات بھی پڑھے جاتے ہیں یا نعت خوان جمعہ کی نماز کے بعد یا رمضان مبارک کے آخری دن ''الوداع اے ماہ رمضان'' کی طرز کے اشعار ترنّم سے پڑھتے ہیں،سنت نبویہ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے،اگرچہ خرافات سے پاک ہونے کی صورت میں اباحتِ اصلیہ کی بنیاد پر اس کا صرف جواز ہے۔

امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی سے سوال ہوا:

(۱) ''رمضان المبارک میں نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ نے ''خطبۃ الوَداع'' پڑھا ہے یا نہیں؟۔

(۲) اگر حضور محمد رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھا ہے،تو سب سے پہلے خطبۃ الوَداع کس نے پڑھا ہے اور اس کا مُوجِد ومُختَرِع (اختراع کرنے والا) کون ہے؟،صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن یا ائمۂ مجتہدین وفقہاء ومُحدّثین رَحِمَھُمُ اللہُ تَعَالٰی۔

(۳) شریعتِ مُقدَّسہ مُطہَّرہ مُنوَّرہ مُحمّدیہ حنفیہ اہلسنّت وجماعت میں خطبۃ الوَداع کا کیا درجہ ہے؟،فرض یا واجب یا سنّت یا مستحب یا مباح؟،صاف صاف مُدلّل تحریر فرمائیں۔

(۴) جس جمعۃ الوَداع کو ''خطبۃُ الوَداع'' نہ پڑھا جائے،وہ جمعہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور ''تارک ''خطبۃُ الوَداع'' کس درجہ کا خاطی وگنہگار ہے،قابلِ ملامت وزَجَر ہے یا نہیں؟''۔

آپ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے جواب میں لکھا:

(۱) ''اَلوَداع جس طرح رائج ہے حضور اقدس ﷺ سے ثابت نہیں۔

(۲) نہ صحابۂ کرام ومجتہدین عِظام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، نہ ہی اس کا مُوجِد معلوم ہے۔

(۳) یہ اپنی حدِّ ذات میں مباح ہے، ہر مباح نیتِ حسن سے مستحب ہوجاتا ہے اور خارجی عوامل کی بنیاد پر خلافِ اولیٰ سے لے کر مکروہ تحریمی اور حرام بھی ہوسکتا ہے۔

(۴) جمعہ کے لیے خطبہ شرط ہے، **خاص "خطبۃُ الوَداع"** کوئی چیز نہیں، اس (خاص خطبے) کے ترک سے نماز پر کچھ اثر نہیں پڑتا، اس کے ترک میں کوئی حرج نہیں ہے، نہ ہی اس کے چھوڑنے والے پر زَجر وملامت جائز ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 8، ص: 451۔452، بتصرف)

فتاویٰ رضویہ میں مُندَرِج اس سوال میں سائل نے کتاب "شبیہ الانسان" کے ص:24 کے حوالے سے فارسی عبارت لکھی ہے، جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

ترجمہ: "رمضان کے آخری جمعہ میں حسرت وافسوس کے کلمات پڑھنا مباح ہے، لیکن اَسلاف سے منقول نہیں، ترک افضل ہے تاکہ عوام اسے واجب یا سنّت نہ بنالیں، شرط یہ ہے کہ اِس میں رسالت مآب ﷺ کی نسبت جھوٹ شامل نہ ہو، ورنہ حرام ہے، اور وہ یہ ہے:

اکثر محمد مصطفیٰ، محبوب ومطلوبِ خدا   گفتے دریں حسرتا، اے ماہِ رمضاں الوَداع

یعنی "خدا کے محبوب ومطلوب محمد مصطفی ﷺ (رمضان المبارک کے آخر میں) اکثر حسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے: اے ماہِ رمضاں الوداع"۔

اس کے بارے میں امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا: "اِس فتوے میں جو کچھ لکھا ہے، حرف بحرف صحیح ہے، سوائے اس

لفظ کے: "افضل ترک است"، اس کی جگہ یوں لکھنا چاہیے: "التزامش نہ باید، گاہے ترک ہم کنند تا کہ عوام گمانِ وجوب واستنان نہ کردند" (ترجمہ: اس کا التزام نہیں کرنا چاہیے، کبھی اسے ترک کردیں تاکہ عوام کو وجوب یا سنّت ہونے کا وہم نہ ہو)، فقد صرّح العُلَمَاءُ الکِرَامُ اَنَّ التَّرْکَ اَحیَاناً یُزِیلُ الاِیہَام ترجمہ: "علماء کرام نے تصریح کی ہے کہ بعض اوقات ترک کردینا عوام کے وہم کو زائل کردیتا ہے"، (حوالہ مذکورہ بالا)۔

آپ سے سوال کیا گیا:

"منکر رالوداع شریف کوئی عمل شرعی میں نقص رکھتا ہے اور یہ عمل درست ہے یا نادرست؟"۔ آپ نے جواب میں لکھا: "مروّجہ الوداع کے کرنے کا نہ کوئی شرعی حکم ہے اور نہ ہی شریعت میں اس سے منع کیا ہے، ہاں! علماء اس کا التزام نہ کریں، کبھی ترک بھی کریں کہ عوام واجب نہ سمجھنے لگیں اور سچی الوداع قلب سے ہے کہ رمضان شریف کے آنے سے خوش ہو اور جانے سے غمگین، اور اگر یہ حالت ہو کہ آنا بوجھ تھا اور جانے کے لیے گھڑیاں گنیں، تو جھوٹی الوداع ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 8، ص: 451۔454، بتصرف)

ایک بے اصل روایت کی وضاحت:

امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے دور میں عربی خطبے میں الوداع کے الفاظ کہے جاتے تھے جس کا جواز آپ نے اباحتِ اصلیہ کے ساتھ بیان فرمایا، لیکن ہمارے دور میں کچھ عرصے سے رمضان کے آخری جمعۃ المبارک، ستائیسویں شب اور چاندرات وغیرہ میں ترنّم کے ساتھ آدھ پون گھنٹے تک الوداع کے اشعار پڑھے جاتے ہیں جن میں کوشش کی جاتی ہے کہ لوگوں پر رقّت

طاری ہوجائے۔ اس کا سبب ہماری معلومات کے مطابق ''انیس الواعظین'' نامی غیر مستنداور بےاصل روایات پر مشتمل کتاب کی یہ روایت ہے:

''جوشخص رمضان المبارک کے آنے کی خوشی اور جانے کا غم کرے، اُس کے لیے جنت ہے اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اُسے جنت میں داخل فرمائے، (انیس الواعظین)''۔

انیس الواعظین نامی کتاب میں بے شمار موضوع اور من گھڑت روایات موجود ہیں۔ یہ روایت بھی کثیر تتبّع اور تلاش کے باوجود حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ملی۔ یہ بے اصل ہے اور محدثین کے بیان کردہ ضابطہ کے مطابق ایسی روایت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں ہے۔ امام اہلسنّت سے الوداع کے بارے میں جو سوال کیا گیا تھا، اس میں بھی یہ ذکر تھا کہ الوداع پڑھنے کا جواز اس بات سے مشروط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت نہ ہو اور اگر حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کی جائے تو ایسا کلام پڑھنا حرام ہے۔ سائل نے ایک جھوٹی روایت پر مبنی یہ شعر ذکر کیا:

اکثر محمد مصطفٰی، محبوب ومطلوبِ خدا گفتے دریں حسرتا، اے ماہِ رمضان الوداع

ترجمہ: یعنی خدا کے محبوب ومطلوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (رمضان المبارک کے آخر میں) اکثر حسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے: اے ماہِ رمضان الوداع۔

امام اہلسنّت رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے سوال میں مذکور جواب کی تائید ان الفاظ سے فرمائی: ''اس فتوے میں جو کچھ لکھا ہے حرف بہ حرف صحیح ہے''۔

عام لوگ اس بات سے آگاہ نہیں کہ ہم الوداع جس روایت کی بنیاد پر پڑھتے ہیں، وہ بے اصل ہے اور اس روایت کو بیان کرنا اور اس کا اعتقاد رکھنا جائز

اصلاحِ عقائدواعمال

نہیں ہے، اس لیے اب تک لوگ اس الوداع کو بڑے ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عمل ہماری بخشش کا ذریعہ ہے، ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔

جمعۃ الوداع کے بارے میں رائج بدعات کی بابت مولوی احمد بن مولوی عبداللہ سکندر پوری ہزاروی کے استفتاء کے جواب میں علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ متوفّٰی 1304ھ، نے ایک مفصل ومدلّل رسالہ لکھا ہے اور اس کے آخر میں قولِ فیصل کے طور پر لکھتے ہیں:

''وَالْإِنْصَافُ أَنَّ قِرَاءَةَ خُطْبَةِ الْوَدَاعِ إِذَا كَانَتْ مُشْتَمِلَةً عَلٰى مَعَانٍ صَحِيْحَةٍ وَأَلْفَاظٍ لَطِيْفَةٍ، لَمْ يَدُلَّ دَلِيْلٌ عَلٰى مَنْعِهَا وَلَيْسَ فِيْهَا اِبْتِدَاعٌ وَّضَلَالَةٌ فِيْ نَفْسِهَا، لٰكِنَّ الْاَوْلٰى هُوَ الْاِتِّبَاعُ لِطَرِيْقَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَأَصْحَابِهٖ، فَإِنَّ الْخَيْرَ كُلَّهُ فِي الْاِتِّبَاعِ بِهٖ، لَا سِيَّمَا إِذَا وُجِدَ اِلْتِزَامُ مَا لَمْ يَلْزَمْ، وَظُنَّ مَا لَيْسَ مِنَ الشَّرْعِ مِنَ الشَّرْعِ وَمَا لَيْسَ بِسُنَّةٍ مِّنَ السُّنَّةِ، وَقَدْ تَقَرَّرَ فِيْ مَقَرِّهٖ أَنَّ كُلَّ مُبَاحٍ أَدّٰى إِلَى اِلْتِزَامٍ غَيْرِ مَشْرُوْعٍ وَإِلٰى إِفْسَادِ عَقَائِدِ الْجَهَلَةِ وَجَبَ تَرْكُهُ عَلَى الْكَمَلَةِ۔

فَالْوَاجِبُ عَلَى الْعُلَمَاءِ أَلَّا يَلْتَزِمُوْا عَلٰى قِرَاءَةِ مِثْلِ هٰذِهِ الْخُطْبَةِ، لِكَوْنِهٖ مُؤَدِّيًا إِلٰى اِعْتِقَادِ السُّنِّيَّةِ، وَقَدْ وَقَعَ ذٰلِكَ مِنَ الْعَوَامِّ، حَيْثُ اِهْتَمُّوْا بِمِثْلِ هٰذِهِ الْخُطْبَةِ غَايَةَ الْاِهْتِمَامِ وَظَنُّوْهَا مِنَ السُّنَنِ الْمَأْثُوْرَةِ حَتّٰى اَنَّ مَنْ يَّتْرُكُهَا يَنْسِبُوْنَهٗ إِلٰى سُوْءِ الْعَقِيْدَةِ، وَمِنْ ثَمَّ مَنَعَ الْفُقَهَاءُ عَنْ اِلْتِزَامِ قِرَاءَةِ سُوْرَةِ الدَّهْرِ وَتَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ فِيْ صَلَاةِ فَجْرِ الْجُمُعَةِ مَعَ كَوْنِهٖ ثَابِتًا فِي الْأَخْبَارِ الْمَشْهُوْرَةِ وَعَنْ سَجْدَةٍ مُنْفَرِدَةٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْوَتْرِ وَأَمْثَالِ ذٰلِكَ مِمَّا يُفْضِيْ إِلٰى ظَنِّ الْعَوَامِّ أَنَّهٗ مِنَ السُّنَّةِ وَأَنَّ مُخَالَفَتَهٗ بِدْعَةٌ وَنَظَائِرُهٗ كَثِيْرَةٌ فِيْ كُتُبِ الْعُلُوْمِ شَهِيْرَةٌ۔

وَقَدْ بَلَغَ اِلْتِزَامُ خُطْبَةِ الْوَدَاعِ وَالْاِهْتِمَامُ بِهَا فِيْ أَعْصَارِنَا وَدِيَارِنَا إِلٰى حَدٍّ

أَفْسَدَ ظُنُوْنَ الْجَهَلَةِ فَعَلٰى أَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِيْنَ هُمْ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ إِذَا فَسَدَ فَسَدَ الطَّعَامُ، أَنْ يَّتْرُكُوا الْاِلْتِزَامَ، هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَلَعَلَّ عِنْدَ غَيْرِيْ أَحْسَنُ مِمَّا عِنْدِيْ، وَهٰذَا آخِرُ الْكَلَامِ فِيْ هٰذِهِ الرِّسَالَةِ‘‘۔

ترجمہ: انصاف کی بات یہ ہے کہ اگر خطبۃ الوداع صحیح معانی اور لطیف الفاظ پر مشتمل ہو، تو نہ اس کی ممانعت پر کوئی دلیل موجود ہے اور نہ اس میں فی نفسہٖ کوئی بدعت وضلالت ہے۔ لیکن افضل و اولیٰ یہ ہے کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کے طریقے کی پیروی کی جائے، کیونکہ پوری کی پوری خیر اسی اتباع میں ہے۔ خاص طور پر ایسی صورتحال میں کہ جب (شریعت کی رو سے) غیر لازم چیز کو لازم بنالیا جائے اور وہ چیز جو شریعت میں نہیں ہے، اُسے شریعت (کا مطلوب) گمان کرلیا جائے اور جو سنت نہیں ہے، اُسے سنت سمجھا جائے۔ اور یہ بات اپنی جگہ ثابت ہوچکی ہے کہ ہر مباح کام جو غیر مشروع چیز کے التزام اور جہلاء کے عقائد کے بگاڑ کی طرف پہنچائے، (علمائے) کاملین پر اس کا ترک واجب ہے۔

پس علماء پر واجب ہے کہ وہ ایسے خطبوں کے پڑھنے کا التزام نہ کریں، کیونکہ یہ التزام ان کے سنت ہونے کے اعتقاد تک پہنچاتا ہے اور عوام سے اس اعتقاد کا وقوع ہوبھی چکا ہے، کیونکہ وہ ایسے خطبوں کا نہایت اہتمام کرتے ہیں اور انہیں سننِ ماثورہ سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ کوئی انہیں چھوڑے تو وہ اسے بدعقیدہ کہتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے فقہائے کرام نے جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ الدہر اور سورۃ السجدۃ پڑھنے کا التزام کرنے سے منع فرمایا ہے، حالانکہ اس کا ثبوت اخبارِ مشہورہ سے ہے اور اسی طرح فقہائے کرام نے نماز وتر کے بعد الگ سے ایک سجدہ کرنے

سے بھی منع فرمایا ہے۔ اور اس جیسی کئی مثالیں ہیں جو عوام کے ذہن میں اُن امور کے سنت ہونے اور ان کی مخالفت کے بدعت ہونے کا تاثر پیدا کرتی ہیں اور مشہور کتابوں میں ایسی چیزوں کی بہت سی مثالیں مل جائیں گی۔

’’خطبۃ الوداع‘‘ کا التزام واہتمام ہمارے زمانے اور ہمارے خطے میں اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ جاہلوں کے ذہن میں اس کے مشروع یا سنت ہونے کا عقیدہ پیدا ہوگیا ہے۔ پس اہلِ علم، جو طعام میں نمک کی طرح ہیں کہ اس کا توازن بگڑ جائے تو طعام بدمزا ہوجاتا ہے، پر لازم ہے کہ اس کے التزام کو ترک کریں۔ یہ میری رائے ہے اور ہوسکتا ہے کہ کسی دوسرے (صاحبِ علم) کے پاس مجھ سے بہتر رائے ہو، (رَدْعُ الْاِخْوَان عَنْ مُحْدَثَاتِ آخِرِ جُمُعَةِ رَمَضَان، ص:77-76)‘‘۔ اس سے اکابر علماء کی تواضع معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی مجتہَد فیہ مسئلے کے بارے میں مدلل ومفصل بحث کرنے کے باوجود اپنی رائے کو حرفِ آخر قرار نہیں دیتے اور دیگر علماء کے لیے احترام کے جذبات رکھتے ہیں۔

اس لیے علماء پر لازم ہے کہ لوگوں کو اصل صورتِ مسئلہ سے آگاہ کریں کہ اس روایت کا پڑھنا اور الوداعی اشعار پڑھ کر یا سن کر چند آنسو بہا کر یہ سمجھنا کہ ہم جنت کے حق دار ہوگئے، درست نہیں ہے۔ اگر کوئی اباحتِ اصلیہ کی بنیاد پر ایسی الوداع پڑھنا ہی چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس میں غلو سے بچے اور الوداع سے پہلے لوگوں میں یہ اعلان کرے کہ کوئی اُس بے اصل روایت کی بنیاد پر اس الوداع میں شرکت نہ کرے، یہ ایک مباح کام ہے جس کی فضیلت اور ثواب پر اصلاً کوئی حدیث نہیں ہے۔ البتہ اگر رمضان کی رخصتی کا غم دل پر طاری ہے اور بے اختیار آنسو نکل آئے، تو یہ مستحسن ہے۔ ہم نے عشق ومحبت کے سارے تقاضے اپنے قلب پر طاری کرنے اور

اصلاحِ عقائدواعمال

اپنےعمل کے سانچے میں ڈھالنے کی بجائے خوش گلو نعت خوانوں کے سپرد کردیئے ہیں۔

رمضانِ مبارک کی تربیت کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت کے ذوق وشوق کو زندگی کا لازمی حصہ بنایا جائے اور اسلام کو مکمل صورت میں قبول کیا جائے۔ ہاں! اگر کوئی یہ دعا کرنا چاہے کہ اے سارے جہانوں کے پروردگار! یہ سعادت زندگی میں بار بار نصیب فرما، تو یہ ''درازیِ عمر بالخیر'' کی دعا ہے اور ایسی دعائیں اور تمام مسنون دعائیں کثرت سے کرنی چاہئیں۔



(۱۰)

جمعۃ المبارک کے خطبہ کی بابت اصلاح

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمازِ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے، تو وہ آپ کے عہدِ مبارک میں قرآن مجید کی نازل شدہ آیات کے ابلاغ اور احکام شرعیہ کی تبلیغ کا مؤثر ذریعہ تھا، بعض اوقات جہادی مہمات کی تشکیل بھی اس موقع پر ہوتی تھی۔ خلفائے راشدین بھی اپنے خطبات میں امت کے اجتماعی معاملات اور ریاستی امور کے بارے میں ہدایات جاری فرماتے، یہ موجودہ دور میں امریکا کے ''اسٹیٹ آف دی یونین ایڈریس'' سے ملتی جلتی صورت تھی۔ فرق یہ ہے کہ اسلام میں حکومت اور نظم اجتماعی اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کی بجا آوری کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ آج کل جمعۃ المبارک کے خطبات احکام شریعت کی تبلیغ کا ذریعہ ہیں۔

اصل مسنون تو عربی خطبہ ہے، جو عہدِ نبوت سے توارُث اور تسلسُل کے ساتھ چلا آرہا ہے۔ لیکن چونکہ سب لوگ عربی نہیں جانتے، اس لئے غیر عربی ممالک میں تبلیغ کے لیے مسنون خطبے سے پہلے مقامی زبان میں خطاب کیا جاتا ہے اور خطبۂ مسنونہ سنت رسول کی اِتباع میں عربی میں دیا جاتا ہے۔ خطبائے کرام پر لازم ہے کہ خطباتِ جمعہ کو تعلیمِ دین کا ذریعہ بنائیں، ہر جمعۃ المبارک کے خطاب میں موقع کی مناسبت سے

چند شرعی مسائل بھی بیان فرمایا کریں۔

اگر ہمارے خطبائے کرام لوگوں کے رُوبرو روزمرہ اور عملی زندگی میں پیش آنے والے مسائل پر بات کریں، دینی رہنمائی کے ساتھ ساتھ ان کی دینی معلومات میں اضافہ کریں، ان کے سامنے حالاتِ حاضرہ کے تقاضوں سے ہم آہنگ دینی مسائل کی تطبیق کریں اور اخلاقی واصلاحی امور پر جامع، مفصل اور مدلّل انداز میں گفتگو کریں، تو ہمارا تجربہ ہے کہ لوگ بصد شوق سننے کے لئے آتے ہیں۔ خاص طور پر نوجوان زیر بحث موضوع پر غور بھی کرتے ہیں، ان کے ذہنوں میں جو اِشکالات اور سوالات پیدا ہوتے ہیں، ان کا بھی اظہار کرتے ہیں اور اس طرح مثبت اور تعمیری انداز میں ربط باہمی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ لوگوں پر کوئی بات مسلط نہ کی جائے بلکہ دلیل اور استدلال سے انہیں قائل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ ترجمہ: ''(لوگوں کو) اپنے رب کے راستے (یعنی دین) کی طرف حکمت اور پرتاثیر نصیحت کے ذریعے بلاؤ اور احسن طریقے سے بحث (یا مکالمہ) کرو، (نحل: 125)''۔

(۱۱)

توبہ کی بابت شرعی اصلاح

ہمارے ہاں بہت سے دینی امور سے اُن کی روح نکال کر رسمی حیثیت دے دی جاتی ہے، جیسے گزشتہ چند سالوں سے ٹیلی ویژن چینلز پر اور مجالس میں خوش گلو نعت خواں ''میری توبہ قبول ہو'' پر مشتمل اشعار پڑھ کر سب کو توبہ سے فارغ کر دیتے ہیں، حالانکہ توبہ نعت خوانی کے انداز میں اشعار پڑھنے کا نام نہیں ہے، بلکہ توبہ ایک مربوط قلبی اور روحانی عمل کا نام ہے، جس کی روح یہ ہے:

(الف) بندۂ مومن اپنی معصیتوں اور گناہوں کا اللہ تعالیٰ کے حضور اقرار کرے۔

(ب) پھر اُن پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نادم وشرمسار ہو اور اللہ تعالیٰ سے اُن کی معافی مانگے، حدیثِ پاک میں ہے: ''اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ ،یعنی گناہوں پر ندامت ہی (حقیقی) توبہ ہے، (سنن ابن ماجہ: ۴۲۵۲)''۔

(ج) شرعی تعلیمات کے مطابق اُن گناہوں اور تقصیرات کی تلافی کرے، مثلاً:

(1) جتنی قضا نمازیں اُس کے ذمے باقی ہیں، اُن کی قضا پڑھے۔

(2) ماضی کے سالوں کی جو زکوٰۃ اُس کے ذمے ہے، اُسے ادا کرے۔

(3) ماضی میں جو روزے چھوٹ گئے ہیں، اُن کی قضا رکھے۔

(4) بندوں کی جو حق تلفی ہوئی ہے، اس کی تلافی یا ازالہ کرے اور اُن سے معافی مانگے۔

(5) دیگر شعبوں میں بھی تلافی کی جو صورتیں شریعت نے مقرر کی ہیں، اُنکو اختیار کرے۔

(6) اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ آئندہ وہ ان گناہوں کا اعادہ نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ سے اس پیمانِ وفا پر قائم رہنے کی توفیق مانگے۔

(7) علانیہ گناہوں کی توبہ بھی علانیہ کرنی ہوگی، حدیث پاک میں ہے:

''عَنْ مُعَاذٍ، قَالَ:قُلْتُ:یَارَسُولَ اللهِ!أَوْصِنِی، فَقَالَ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللهِ مَا اسْتَطَعْتَ، وَاذْکُرِ اللهَ عِنْدَ کُلِّ حَجَرٍ وشَجَرٍ، وَمَا عَمِلْتَ مِنْ سُوءٍ فَأَحْدِثْ لِلّٰهِ فِیهِ تَوْبَةَ السِّرِّ بِالسِّرِّ، وَالْعَلَانِیَةُ بِالْعَلَانِیَةِ''۔

ترجمہ: ''حضرت معاذ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ)! مجھے وصیت فرمایئے، آپ ﷺ نے فرمایا: جس قدر تمہارے بس میں ہے، اللہ کے تقوے کو اپنے اوپر لازم کرلو اور اللہ کو ہر شجر وحجر کے پاس (یعنی ہر مقام پر) یاد کرو اور تم نے کوئی گناہ کیا ہو تو اللہ کی رضا کے لیے جلد توبہ کرو، پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ اور علانیہ گناہ کی علانیہ، (المعجم الکبیر للطبرانی:331)''۔

دعا میں ترنم کی شرعی حیثیت:

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے والدِ ماجد رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خان رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی آدابِ دعا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ادب:۳۶:

دعا میں سجع اور تکلُّف سے بچے کہ باعثِ شُغلِ قلب وزوالِ رِقّت ہے، حدیثِ پاک میں آیا: اِیَّاکُمْ وَالسَّجْعَ فِی الدُّعَاءِ ، (دعا میں ہم آواز الفاظ سے بچو)۔

(احیاء علوم الدین، کتاب الاذکار والدعوات، الباب الثانی، ج:۱،ص:۴۰۵)

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اس کی شرح

میں لکھتے ہیں:

قَالَ الرِّضَا: ''اورحضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سجع کا آنا ہے نہ کہ سجع کا لانا اور ممنوع مُسَجَّع کرنا ہے، نہ کہ مُسَجَّع ہونا کہ مُشَوِّشِ خاطر وہی ہے، نہ کہ یہ، ولہٰذا حضرتِ مصنفِ عَلّامہ قُدِّسَ سِرُّہٗ نے لفظِ تَکَلُّف زیادہ فرمایا''۔

ادب:۳۷:

راگ اورزمزمے(ترنُّم) سے احتراز کرے کہ خلافِ ادب ہے۔

ادب:۳۹:

بہتر ہے کہ جو دعائیں حدیثوں میں وارد اور دنیا وآخرت کی اکثر مرادوں کی جامع ہیں، انہی پر اکتفا کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نیک حاجت دوسرے کے مانگنے کو نہ چھوڑی۔(اَحْسَنُ الْوِعَالِآدَابِ الدُّعَا،ص:85-84)

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں:

علامہ کمال الدین ابن ہمام رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے یہی بات کہی اور اُن کے شاگرد محقق ابنِ امیر الحاج حلبی نے اس کی بہت تحسین کی:

''دعامیں گلے بازی(یعنی گانے کے انداز) کو میں جائز نہیں سمجھتا، جیسا کہ آج کل کے قاری کرتے ہیں اور یہ فعل ایسے لوگوں سے بھی صادر ہوتا ہے جوسوال اور دعا کے معنی سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ ایک قسم کا کھیل اور مذاق ہے۔ اگر مشاہدے کے اعتبار سے دیکھا جائے تو کوئی سائل جو بادشاہ سے اپنی حاجت کی درخواست کررہا ہو اور اپنے سوال کو گویّوں کی طرح گا کر آواز کی بلندی اور پستی اور آواز کو بنا بنا کر مانگے تو ایسے سائل کو کھیل اور مذاق کی تہمت دی جائے گی کہ مقام، الحاح وزاری کا ہے، نہ کہ گانے کا''۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۲۸،ص:۱۶۵)

ان اصولوں کی روشنی میں ہر مسلمان خَلوت میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرے اور توبہ واستغفار کرے، البتہ جو گناہ کسی نے عَلانیہ کیے ہوں تو اُسی فورم پر اُن سے رجوع کرے اور استغفار کے علاوہ جو گناہ تعیین کے ساتھ اُسے یاد ہوں، اُن کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔ مُعیَّن گناہوں کے لیے عمومی توبہ کافی نہیں ہے۔

قضائے عمری:

ہمارے اس خطے میں ایک بے اصل روایت چلی آرہی ہے کہ بعض بڑی راتوں میں دو یا چار نفل قضائے عمری کی نیت سے پڑھ لیے جائیں تو یہ ساری عمر کی قضا نمازوں کی تلافی کا سبب بن جائیں گے اور عمر بھر کی نمازوں کا مواخذہ نہیں ہوگا، یہ روایت باطل ہے، گمراہی کا سبب ہے، بدعت واختراع ہے اور نہ جانے کس نے یہ شارٹ کٹ ڈھونڈا ہے۔ عاقل وبالغ ہونے کے بعد ہر نماز کی جوابدہی شریعت کی رو سے لازم ہے، اگر بروقت ادا نہ کی ہو تو اُس کی قضا پڑھے۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ سے سوال ہوا: ''بعض مشایخ سے منقول ہے: بعض نمازیں نفل کی، مثلاً رمضانِ مبارک کے آخری جمعہ کی نماز سے قبل چار رکعت نفل پڑھ لیے جائیں، تو یہ عمر بھر کی قضا نمازوں کی تلافی کا سبب بن جائیں گے''، آپ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

''نماز قضائے عمری کہ آخر جمعہ ماہ مبارکِ رمضان میں اس کا پڑھنا اختراع کیا گیا اور اس میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نماز سے عمر بھر کی اپنی اور ماں باپ کی بھی قضائیں اُتر جاتی ہیں، محض باطل وبدعت سَیِّئَہ شَنِیْعَہ ہے، کسی معتبر کتاب میں اصلاً اس کا نشان نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:7،ص:418-417، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دوسرے مقام پر آپ سے سوال ہوا: ''رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں

عوام النّاس امام کی اقتدا میں پانچ وقت کی نماز قضائے عمری پڑھتے ہیں، یہ درست ہے یا ممنوع ؟، کیونکہ قضا نماز جب تک ادا نہ کی جائے، ساقط نہیں ہوسکتی۔ اگر کوئی شخص رمضان کے آخری جمعہ کو تمام عمر کی قضا نمازوں کی نیت سے قضائے عمری پڑھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ تمام عمر کی نمازیں ساقط ہوجائیں گی، تعجب کی بات ہے''، آپ جواب میں لکھتے ہیں:

''فوت شدہ نمازوں کے کفارہ کے طور پر جو یہ طریقہ (قضائے عمری) یاد کرلیا گیا ہے، یہ بدترین بدعت ہے، اس کے بارے میں جو روایت ہے، وہ موضوع (یعنی خود ساختہ ہے اور کہیں بھی ثابت نہیں ہے) ہے، یہ عمل سخت ممنوع ہے، ایسی نیت واعتقاد باطل ومردود ہے، اس جہالتِ قبیحہ اور واضح گمراہی کے بطلان پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے، حدیث پاک میں ہے:

''عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ ،قَالَ قَتَادَةُ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي''۔

ترجمہ: ''انس بن مالک بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے (فرض) نماز بھولے سے رہ گئی، تو جونہی یاد آئے، اسے پڑھ لے، (نماز کے قضا ہونے پر) اس کے بغیر کوئی کفارہ نہیں ہے، حضرت قتادہ نے استشہاد کے طور پر سورۂ طٰہٰ آیت:14 کی تلاوت کی: ''وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي'' (ترجمہ:) اور میری یاد کیلئے نماز قائم کیجیے، (مسلم:684)''۔

علامہ علی القاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ تے ہیں:

حدیث: ''جس نے رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض نماز ادا کرلی، اُس سے اس

کی ستر سال کی فوت شدہ نمازوں کی تلافی ہوجاتی ہے''۔

(اَلْاَسرارُ الْموضوعة فِي الاَخبارِ الموضوعة، رقم الحدیث:953، ص:242)

یہ یقینی طور پر باطل ہے، کیونکہ یہ اس اجماع کے خلاف ہے کہ عبادات میں سے کوئی شئے سابقہ سالوں کی فوت شدہ عبادات کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔

امام ابن حجر مکی ''شرح منہاج للامام النووی'' میں پھر علامہ زرقانی ''شرح مواھب اللدنیہ للامام قسطلانی'' رَحِمَهُمُ اللّٰہُ تعالیٰ میں فرماتے ہیں:

''اس سے بھی بدتر وہ طریقہ ہے جو بعض شہروں میں ایجاد کرلیا گیا ہے کہ جمعہ کے بعد پانچ نمازیں اس نیت سے ادا کرلی جائیں کہ اس سے سال یا تمام سابقہ قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ہوجاتا ہے، اس عمل کے حرام ہونے کی وجوہ نہایت واضح ہیں، (شَرحُ الزّرقانی علی المواھبِ اللّدنیہ وَاَمَّا حَفِیْظَةُ رَمَضَانَ، ج:7، ص:110)''۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:8، ص:154 تا 156، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن لاہور)

طٰہٰ:14 کی تفسیر میں علامہ غلام رسول سعیدی رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''اس حدیث (مسلم:684) سے معلوم ہوا کہ جو شخص سونے کی وجہ سے یا کسی کام میں مشغولیت کی وجہ سے یا غفلت کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکا ہو، اس پر اس نماز کی قضا کرنا واجب ہے، (تبیان القرآن، ج:7، ص:355)''۔

صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''قضائے عمری کہ شبِ قدر یا اخیر جمعہ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک نماز سے ادا ہوگئیں، یہ باطل محض ہے، (بہارِ شریعت، حصہ چہارم، ص:708)''۔

قضائے عمری کا یہ تصور اسی طرح باطل ومردود ہے، جیسے ہمارے پاس بعض

علاقوں سے سوال آتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں اور کسی مولوی صاحب نے یا کسی پیر صاحب نے اسے کہا کہ دو دیگیں پکا کر فقیروں میں بانٹ دو اور بیوی سے رجوع کرلو، یہ بھی باطل ومردود ہے اور کسی کے پاس حرام کو حلال کرنے کا یہ اختیار نہیں ہے، یہ شریعت میں سراسر تصرّف ہے اور اختراع ہے، اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ تِلْكَ الْخُرَافَات۔

وضاحت:

ہم صرف غیر مُتَشَرِّع (بے شرع) اور غیر مُتَدَیِّن (غیر دیندار)، جاہل اور بے عمل بلکہ بدعمل پیروں اور منکرات کے حامل عاملوں سے عوامِ اہلسنّت کو اجتناب کی تلقین کرتے ہیں۔ اس کا لزومی معنی یہ ہے کہ امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے بیان کردہ معیار پر جو عالم، مُتَشَرِّع اور مُتَدَیِّن پیرانِ طریقت رُشد وہدایت کے مناصب پر فائز ہیں، انہیں ایک گونہ اطمینان ہونا چاہیے کہ اُن کے لیے گنجائش پیدا ہو رہی ہے اور ہم بالواسطہ طور پر عوام کو اُن کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح جب ہم جاہل اور بے عمل بلکہ بدعمل واعظین سے عوام کو اجتناب کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، تو ذی علم اور باعمل خطبائے کرام اور واعظینِ کرام کو سکون کا سانس لینا چاہیے کہ اُن کے لیے گنجائش پیدا ہو رہی ہے اور ہم عوام کو بالواسطہ اُن کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ
آمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ

تائیدات وتصدیقات
علماءومشائخ اہلسنّت وجماعت
صوبہ پنجاب

استاذ الاساتذہ، شیخ طریقت، شیخ الحدیث

علامہ ابوالخیر حسین الدین شاہ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ

سرپرستِ اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

بانی و مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، سٹیلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

بانی و مہتمم جامعہ آمنہ ضیاء البنات، ہمک، ماڈل ٹاؤن، متصل ڈی ایچ اے اسلام آباد

سرپرستِ اعلیٰ تنظیم علمائے ضیاء العلوم والمدینہ (چیریٹیبل) ہیلتھ سنٹر، اسلام آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

علماء ومشائخ اہلسنّت کی علمی اعانت، مشاورت اور تائید وتوثیق کے ساتھ شیخ الفقہ والحدیث حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب مُدَّاللّٰہُ تَعَالٰی ظلہ العالی صدر تنظیم المدارس اہلسنت وجماعت پاکستان نے ''اصلاحِ عقائد واعمال'' کے عنوان سے یہ کتاب مرتّب کی، اس کی تقدیم سے ہر قاری کو بحسن وخوبی اندازہ ہوجائے گا کہ:

"یہ کتاب اخلاص ورضائے الٰہی کے جذبے سے مرتّب کی گئی ہے، اس کا مقصد کسی تنظیم، فرد، افراد یا طبقے کو ہدف تنقید بنانا مقصود، نہ ہی کسی کی طرف تعریض، توریہ یا ایہام مطلوب ہے، بلکہ صرف اور صرف اصلاح مقصد ہے"۔

لہٰذا سب اہلِ علم پر لازم ہے کہ اس کتاب کو کھلے ذہن سے پڑھیں۔ مؤلّف اور اُن کے معاونین کے بارے میں حُسنِ ظن سے کام لیں اور اُن کے جذبہ اصلاح کو "اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ" کی صورت میں دیکھیں۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کتاب کے مسوّدے کو کمپوز کرنے کے بعد مفتیانِ کرام کی موجودگی میں بار بار خواندگی کی گئی اور باہمی مشورہ سے حذف واضافہ بھی کیا

گیا۔ اسے زیادہ سے زیادہ مقبول عام بنانے کے لیے امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے حوالہ جات سے مدلّل ومُبرہَن کیا گیا ہے، تاکہ اہلسنّت پر حجت قائم ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی! وارثانِ علمِ نبوّت، حاملانِ شریعتِ مطہرہ، متکلمین، محدثین، مفسرین، فقہاء اور اصفیاء نے ہر دور میں اسلامی عقائد واعمال میں اہلِ ہوا اور جُہّال کے خودساختہ تصورات وافعال کا مدلّل رد کرتے ہوئے اصلاح فرمائی، جس کی برکت سے آج قرآن وسنت کی پاکیزہ تعلیمات اصل شکل میں موجود ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "اصلاحِ عقائد واعمال" بھی اسی سلسلہ اصلاح وہدایت کی کڑی ہے۔

اسلامی تعلیمات کی ہمہ گیری، علماء وصوفیاء کی مساعی جمیلہ اور مجاہدین کی قربانیوں سے پیغامِ اسلام چاردانگِ عالَم میں پھیلا، اس سے جہاں مسلمانوں کی آبادی بڑھی، وہیں نئے نئے فتنے بھی پیدا ہوئے اور مسائل بھی بڑھے۔ ماضی کی بہ نسبت آج اصلاح کی زیادہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ تمام اہلِ درد کی تمنا تھی کہ کوئی نہ کوئی آگے بڑھے اور منظّم انداز سے اصلاح کے مشن کا پرچم بلند کرے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت مفتی اعظم پاکستان استاذ المدرسین مفتی منیب الرحمن صاحب زید مجدہ کو اس کی توفیق عطا فرمائی، تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنْہُ وَجَزَاہُ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرَ الْجَزَاء۔

ہم سب کو ''تَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرّ'' (الآیہ) پر عمل کرتے ہوئے اس پیغام کو عام کرنے میں مُمِدّ ومعاون بننا چاہیے۔ میری خواہش تھی کہ یہ کام حکمت کے تحت انجام پائے تاکہ ''کَلِمَۃُ الْحَقِّ اُرِیْدَ بِھَا الْبَاطِل'' کے مصداق معاندین اسے منفی مقاصد کے لیے استعمال نہ کریں۔ میں اس تحریر کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کرسکا، لیکن

"گلستانِ مہرعلی" جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کے ناظمِ تعلیمات اور استاذ الحدیث علامہ حافظ محمد اسحاق ظفر صاحب نے اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور انہوں نے بتایا کہ میلاد النبی ﷺ، نعتِ پاک مصطفیٰ ﷺ، ایصالِ ثواب اور دیگر عنوانات پر اصلاحی گفتگو سے پہلے قرآن وحدیث سے اُن کا حکم، نفسِ جواز واستحباب بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

لہٰذا مجھے یقین ہے کہ اب نہ اپنے لوگ اس سے بدکیں گے، نہ بلیک میل کر سکیں گے اور نہ ہی مخالفین اسے منفی مقاصد کے لیے استعمال کر سکیں گے اور بتوفیق اللہ تعالیٰ "معمولاتِ اہلسنت" پہلے سے زیادہ ذوق وشوق اور تمام تر شرعی آداب کے ساتھ جاری وساری رہیں گے اور امید کامل ہے کہ یہ کاوش ان معمولات وشعائر کو ہر قسم کی بدعات سیئہ سے پاک وصاف رکھنے میں نمایاں کردار ادا کرے گی، اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَظِیْم! میں نے خود بھی اس سال (۱۴۳۸ھ) ماہ ربیع الاول میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ایک اصلاحی پمفلٹ "**سنی بھائیوں کے نام دردمندانہ گزارش**" کے عنوان سے شائع کیا جسے اہلِ محبت واہلِ درد نے اپنے طور پر ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کیا، فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءَ۔

صدقۂ جاریہ:

اس کتاب کے حوالے سے بھی اسی شِعار کو اپنانا چاہیے! اصلاح امت کے ارادے سے ائمۂ کرام، خطبائے عظام، مشائخ طریقت اور دین کی راہ میں کھلے دل سے مالی وسائل صرف کرنے والے اہلِ خیر کو چاہیے کہ اس کتاب کو بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں شائع کرائیں اور کالج و یونیورسٹیز، سرکاری دفاتر اور عامۃ الناس تک اسے پہنچائیں۔ یہ ایصالِ ثواب کا بہترین طریقہ بلکہ صدقہ جاریہ ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ نقشِ اول ہے، حرفِ آخر نہیں ہے، لہٰذا اس کتاب کے دیگر حصے بھی وقفے وقفے سے آتے رہیں گے، رفتہ رفتہ یہ سلسلہ اصلاح بڑھتا رہے گا، اسلامی عبادات وتہذیب کے مراکز، مدرسہ، خانقاہ، محراب ومنبر کے علمی، عملی اور مالی معاملات کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ تعلیم کی بہ نسبت تربیت کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ نہایت احتیاط، حکمت وموعظت، اخلاص اور تحمل وبرداشت کے ساتھ اس سمت قدم اٹھنا چاہیے! تکبر، ریاست پرستی، تحقیر الناس، حُبِّ دنیا وجاہ، طمع، ریا، سمع، عُجب، کذب، غیبت، بہتان اور سوئے ظن جیسے امراض کے علاج پر صوفیائے کرام نے زیادہ توجہ فرمائی ہے۔

گزارش:

مسائل کو زیر بحث لاتے وقت اکابر اہل سنت کے علمی اختلاف، صوفیہ وعُرفا کے معمولات اور بدعت حسنہ کے مراتب واقسام، واجب، مندوب، اور مباح (جنہیں عرف عام میں بدعت نہیں کہا جاتا) کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ناصح، مصلح اور مربی کو اخلاص، شفقت اور تحمل وبرداشت کے ساتھ قدم بڑھانا چاہیے!

مجھے یقین ہے کہ اس کاوش کی برکت سے جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو "مسلکِ اہل سنت وجماعت" کو اپنی اصل شکل میں سمجھنے کا موقع ملے گا اور وہ اس کی طرف راغب ہوں گے۔ "اہل سنت" کے بارے میں جو منفی پروپیگنڈے کیے جاتے رہے ہیں، اِس سے اُن کا نہ صرف سدِّ باب ہوگا، بلکہ قلع قمع بھی ہوگا۔ میں اس اصلاحی کاوش کی تائید وتوثیق کرتا ہوں۔

میں صمیمِ قلب سے دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کے طفیل اخلاص پر مبنی اس کاوش کو قبولِ عام عطا فرمائے، امت کے لیے نفع رساں

بنائے ۔ اہلِ منبر ومحراب اوراصحابِ سجادہ کو اسے عام کرنے اور برتنے کی سعادت نصیب فرمائے ۔اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ خطا کارکوبھی سچی توبہ کی توفیق دے، آمین یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بجاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن ۔



حضرت علامہ صاحبزادہ سیّد ارشد سعید کاظمی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

سینیر نائب صدر تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

علامہ پروفیسر مفتی اعظم مفتی منیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب بعنوان ''اصلاح عقائدواعمال''فقیر کوموصول ہوئی۔اس پرفقیر کا تبصرہ مندرجہ ذیل ہے:

حضرت مفتی صاحب نے مروّجہ نعت خوانی اور پیشہ ورنقیبوں کے بارے میں جوتحریر فرمایا، وہ بہت خوب ہے کہ ان محافل میں عام طور پر پیشہ ورنعت خواں نظر آتے ہیں جو عجیب وغریب وضع وقطع اختیار کیے ہوئے ہوتے ہیں۔ان کی ظاہری سج دھج دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کا مطمحِ نظر اللہ تعالیٰ کی رضا کی بجائے دنیاوی منفعت کا حصول ہے۔

محافل کروانے والے حضرات محافل نعت پر لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے خرچ کردیتے ہیں جبکہ ہمارے مدارس مالی اعتبار سے یتیم ہیں اورجن میں قَالَ اللّٰہُ اور قَالَ الرَّسُوْل کی باقاعدگی سے تعلیم دی جاتی ہے،ان پرخرچ کرنے کے بارے میں توجہ ہی نہیں کرتے بلکہ انہیں قابل اعتناء ہی نہیں جانتے۔اس کتاب میں عام نقیب محفل کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے کہ وہ بعض اوقات ایسے عقائد بیان کردیتے ہیں، اگراس وقت علماء بولیں تو تخریب کار قرار پائیں،اگر خاموش رہیں تو بعد میں جواب دینا مشکل ہوجائے۔

اس کتاب کی قابل اصلاح باتوں میں ہم مفتی صاحب کے ساتھ ہیں اور

اپنے طور پر اپنے حلقے اور اپنی حدود میں ان کی اصلاح کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، چونکہ فقیر اپنے شیخ ومرشد، استاذ اور والد گرامی حضرت غزالیٔ زماں رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے مزاج سے آشنا ہے، اس لیے اتنا عرض کرتا ہے کہ اگر ان کے زمانہ میں یہ نئی نئی خرافات جو اصل دین اور با ادب نعت خوانی وغیرہ کے علاوہ ہوتیں، تو یقیناً آپ علیہ الرحمہ بھی ان کے خلاف ایک عظیم بند باندھ دیتے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمت عطا فرمائے کہ ہم اِسراف اور دیگر لا یعنی امور کے انسداد میں کوشش کرتے ہوئے پورا اتریں، آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن۔



حضرت علامہ صاحبزادہ محمد فیض الرسول رضوی زِیْدَ مَجْدُھُمْ
سجادہ نشین، آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان، فیصل آباد
رئیس الجامعہ، جامعہ محدث اعظم (اسلامک یونیورسٹی) رضانگر، چنیوٹ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اہلسنّت و جماعت آج جس کربناک صورتحال سے دوچار ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ عقائد اور اعمال کی مختلف بدعات نے اسلامی معاشرہ کو نڈھال کردیا ہے، مسجدیں ویران، مدرسے بے چراغ اور خانقاہیں ملنگوں اور منشیات فروش قلندروں کی آماجگاہیں بن چکی ہیں۔ دین کا لبادہ اوڑھ کر جاہل ملاں اور مذہب بیزار دانشور دین اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ ادب سے ناواقف گویے سٹیجوں پر عشق نیلام کرتے نظر آرہے ہیں اور وہ تارے یکے بعد دیگرے ڈوبتے چلے جارہے ہیں جو زندگی کے صحراؤں میں بھٹکنے والوں کو اپنی منزل کا نشان بتاتے تھے۔ ہمارے اکابرین نے روافض، خوارج اور بدمذہبوں کے خلاف نظریاتی پختگی کی جو دیوار قائم کی تھی، آج صلح کلی کے نام پر اسے گرایا جارہا ہے۔ ہر طرف مایوسی کا اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ امید کی کوئی کرن کسی گوشہ سے بھی جھانکتی نظر نہیں آرہی۔ ایسے میں مفتی منیب الرحمن صاحب نے عوام الناس میں بعض اعتقادی اور عملی کمزوریوں کی اصلاح کے لیے کتاب ''اصلاح عقائد واعمال'' تحریر کی ہے۔

یہ کتاب اپنی نوعیت کی ایک منفرد اصلاحی کوشش ہے۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے مفتی صاحب کو بہترین صلہ عطا فرمائے۔ اہل علم حضرات سے میری گزارش ہے کہ زیرِ نظر کتاب کا گہری نظر سے مطالعہ فرمائیں اور کلمۂ حق بلند کرتے ہوئے عوام الناس کی اصلاح کی کوشش فرمائیں، اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم سب کے حامی وناصر ہوں۔

اساطین واکابر جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فتنوں کے اس دور میں جہاں اسلام دشمن عناصر میڈیا اور دیگر ذرائع سے اپنا زہر پھیلا رہے ہیں وہیں اپنے بعض نادانوں کی حرکتیں بھی دین ومسلک کے لیے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہیں۔ایسے حالات میں حضرت مفتی اعظم محمد منیب الرحمن دامت برکاتہم العالیہ کا اصلاحِ امت کے لیے تقریر وتحریر وتصنیف کے ذریعے سعی فرمانا مسلمانوں پر احسانِ عظیم ہے۔

آپ کے خطابات عوام وخواص کے لیے عام فہم اور اصلاحی پیغام پر مشتمل ہوتے ہیں۔آپ نے وقت کی ضرورت کے پیش نظر ان فتنوں کا سد باب کرنے کے لیے ''اصلاحِ عقائدواعمال'' کے نام سے تحقیقی کتاب لکھی ہے جس میں قرآن وسنت سے عقائد واعمال کے اصلاحی پہلوؤں کو بڑے احسن انداز میں واضح فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم القدسیہ کی اس عظیم کوشش کو نافع ومقبول عام بنائے۔

دستخط کنندگان:

حضرت علامہ محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی مُدَّ ظِلُّہُم	ناظم اعلیٰ
استاذ الاساتذہ حضرت علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی مُدَّ ظِلُّہُم	شیخ الحدیث وناظم تعلیمات
استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ڈاکٹر فضل حنان سعیدی مُدَّ ظِلُّہُم	شیخ الحدیث
حضرت علامہ مفتی محمد تنویر القادری زِیۡدَ مَجۡدُہُمۡ	مفتی
حضرت علامہ مفتی محمد اکمل قادری زِیۡدَ مَجۡدُہُمۡ	نائب مفتی
حضرت علامہ محمد فاروق شریف زِیۡدَ مَجۡدُہُمۡ	مدرس اعلیٰ
حضرت علامہ احمد رضا سیالوی زِیۡدَ مَجۡدُہُمۡ	نائب ناظم تعلیمات

علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَۃ

شیخ الحدیث، جامعہ ہجویریہ، مرکز معارف اولیاء

دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

راقم (محمد صدیق ہزاروی سعیدی) نے آپ کی کتاب ''اصلاحِ عقائدواعمال'' کو اول سے آخر تک لفظ بلفظ پڑھا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ بلا مبالغہ اصلاحِ احوال کے لیے اس سے بہتر پیغام نہیں ہوسکتا۔

آپ نے مرض کی تشخیص بھی کی اور علاج بھی تجویز کیا اور اپنی تحریر کو قرآن وسنت اور اقوال مفسرین سے مُزَیَّنۡ وَمُدَلَّل فرمایا اور خاص طور پر امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ کا نہایت حکمت بھرا پیغام بھی سنایا تاکہ اعلیٰ حضرت کے نام پر کھانے والوں کو کچھ تو احساس ہو۔یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ جو بھی اس کتاب کو پڑھے گا، وہ راہِ حق کے قریب ہو جائے گا۔

میری گزارش ہے کہ حضرت مفتی صاحب مُدَّظِلُّہٗ کے اس پیغام، جو درحقیقت قرآن وسنت اور اکابر امت کا پیغام ہے، کو عام کرنے کے لیے اہلسنّت کے تمام اہل درد حضرات اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کی بھرپور سعی کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے توسل سے حضرت علامہ مفتی محمد منیب الرحمن صاحب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اس بیش قیمت کتاب کی افادیت میں برکات عطا فرمائے اور اسے قبولِ عام فرمائے، آمین ثم آمین۔



حضرت علامہ مفتی محمد رمضان سیالوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ
خطیب جامع مسجد داتا دربار، لاہور
شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ، داتا دربار لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نوائے قلوبِ دردمنداں

اللہ رب العزت کی یہ سنت کریمہ رہی ہے کہ جب بھی باطل اور گمراہی نے کسی بھی صورت میں سر اٹھایا تو اس کی سرکوبی اور خاتمے کیلئے حق اور ہدایت کو اس نے پوری طاقت سے ظاہر فرمایا اور انسانی معاشرے کی تطہیر فرما کر اسے از سرِ نوعزت اور دوام عطا فرما دیا، یہ سلسلہ حضرت آدم سے نبی کریم ﷺ تک نبوت کی صورت میں اور حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، فقہاء عظام، اولیاء کبار اور مجددین امت محمدی ﷺ اور صلحائے عظام کے ذریعے جاری رہا ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اسلام کی نمائندہ جماعت "اہل سنت و جماعت" کو ہر دور میں جن چیدہ مسائل اور تحدّیات (Challenges) کا سامنا رہا ہے ان میں سے اہم اندرونی انتشار اور اباحت واستحباب کے نام پر سنت نبوی ﷺ سے دوری ہے، جس کے نتیجہ میں عمومی ماحول و معاشرہ فطری تساہل کی بنیاد پر فرائض وسنن کا تارک یا غافل جبکہ مستحبات پر مُصر اور خوب متحرک نظر آتا ہے، ایسے ماحول اور حالات میں عمومی افراد تو کیا خواص بھی حق گوئی اور اصلاح ودرستی کی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور

مصلحین وواعظین بھی "چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی"، کی روش کو اپنا کر کام چلانے میں عافیت سمجھتے ہیں۔

سابقہ احوال کے تناظر میں ہمارے اس عہد میں بھی اہلسنّت و جماعت کو جن چند مسائل اور خرابیوں بلکہ بعض خرافات کا ایک طویل عرصے سے سامنا ہے، ہر دردمند اور مخلص اس پر پریشان اور ان امور میں اصلاح اور رہنمائی کا خواہش مند تھا۔ اگرچہ انفرادی اور جزوی طور پر ہلکے پھلکے انداز میں کوئی نہ کوئی بات، فتوای، بیان، خطاب، تبصرہ، تجزیہ، کالم اور کتابچہ کہیں نہ کہیں سامنے آجاتا تھا لیکن ان سارے امور اور مسائل پر علمی اور خالص اصلاحی انداز میں مبسوط کام کی اشد ضرورت تھی، جس کو پورا کرنے کی سعادت ہمارے اس عہد کی اس عظیم علمی، فکری اور اصلاحی شخصیت کو میسر آئی ہے جو اسم بامسمّٰی "منیب الرحمن" ہیں۔ آپ کی شخصیت کسی بھی تعارف کی محتاج نہیں ہے، علمی وفکری، تحقیقی، تحریری، عملی، تبلیغی اور امامت واصلاحی دنیا کے تمام القابات اور Titels آپ کے نام نامی کے ساتھ لگ کر اپنے اور حضرت کے وقار میں اضافے کا سبب بنتے ہیں، میری مراد استاذ العلماء حضرت مفتی منیب الرحمن دَامَتْ بَرَکَاتُھُمْ وَ اَدَامَ اللّٰہُ ظِلّھم سے ہے۔ آپ نے اپنے علمی، فکری، معاشرتی اور اصلاحی مقام و مرتبہ اور اس کی ذمہ داری کا مکمل احساس وادراک فرما کر اپنی مذہبی ومسلکی ذمہ داری کو کما حقہ پورا کر کے عہد حاضر کے بے شمار مخلصین کے بوجھ کو ہلکا اور کم کر دیا ہے اور معاندین ومعترضین کی جانب سے اہل سنت و جماعت پر قرض کو بھی چکا دیا ہے۔

اس کام کی بنیاد اگرچہ امام اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے تجدیدی اور اصلاحی فرمودات پر ہے جو اہلسنّت و جماعت کی نشاۃ ثانیہ کے آج بھی رہنما اور اساسی اصولوں کا درجہ رکھتے ہیں، لیکن عصر حاضر کے مسائل کو جس خوبصورت انداز میں الفاظ کی لڑیوں میں پرویا گیا ہے، پڑھنے

والا اسے مکمل کئے بغیر اور عمل کا جذبہ اپنے اندر موجزن محسوس کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔

اہل سنت و جماعت کو درپیش عصر حاضر کا شاید ہی کوئی مسئلہ یا موضوع ہو جو اس کتاب میں زیر بحث نہ ہو، کتاب کیا ہے، علمی اور فقہی جزئیات کے ساتھ حسب موقعہ اصطلاحات والفاظ کا استعمال اس قدر خوبصورت ہے کہ کتاب کسی ادبی شہ پارے سے کم نہیں، حسب موقع اشعار نے اس کے وقار علمی میں مزید اضافہ کر دیا ہے، ”فغان رمضان“ کا اچھوتا عنوان ساحرلدھیانوی کے شعر سے مزین کیا ہے، یہ جس درد کو ظاہر کرتا ہے وہ کسی دردمند سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا:

”کہاں ہیں، کہاں ہیں، محافظ خودی کے ثناخوانِ تقدیس مشرق کہاں ہیں

شریعت، طریقت وتصوف، اقسام بیعت کے تحت جو تربیتی اور اصلاحی انداز اپنایا گیا ہے وہ حقیقت تصوف کو آشکار کرنے کے لئے کافی ہے۔ مزارات پر ہونے والی خرافات کی نشاندہی اور اصلاحی تجاویز کسی نعمت سے کم نہیں ہیں اور فتوی کفر کے اجراء میں احتیاطِ شرعی کے تحت کفر لزومی اور کفر التزامی کی نفیس ودقیق علمی بحث، خصوصا اخراج عن اہل السنۃ کا اصول موجودہ دور کی فرقہ پرستی کے خاتمے میں بہت مُمِد ثابت ہوسکتا ہے۔ اس ضمن میں مذاہب ونظریات باطلہ کی تردید کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام اور اہل بیت کے مراتب و مقام پر اہلسنّت وجماعت کے موقف کی تشریح کے ساتھ خوارج وتفضیلی نظریات وعقائد کا صریح رد، احقاقِ حق کے تقاضوں کو خوب پورا کر رہا ہے۔ وعظ ونعت خوانی کے ساتھ واعظین ونعت خوان حضرات کے لئے مکمل ضابطہ اخلاق بلکہ ضابطۂ حیات موجود ہے جبکہ منتظمین محافل نعت ذکر کردہ 17 اصلاحات پر عمل کر کے محافل کو قابل رشک وقابل تقلید بلکہ Ideal بنا سکتے ہیں، یہی نہیں نقیبان محفل بھی اپنی اصلاح کے لئے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں، کیونکہ اس میں شاعرانہ اور نقیبانہ بلکہ واعظانہ خرافات کی خوب خبر لینے کے ساتھ اس کی بھرپور اصلاح بھی کی گئی ہے۔

رمضان المبارک میں ”رمضان نشریات“ کا آرٹسٹوں کے ذریعے جس طرح تقدس پامال کیا جاتا ہے، نیز جمعۃ الوداع کی بابت پائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالے اور اصلاح کی تجاویز صرف عوامی نہیں حکومتی اور انتظامی افراد کے لئے کسی دعوت فکر سے کم نہیں۔ تحفظ ناموس رسالت کے عنوان میں بلاگرز اور سوشل میڈیا کی فتنہ انگیزیوں کی نشاندہی حضرت قبلہ مفتی صاحب دامت فیوضہم کے بارے میں اس تاثر عمومی کو مزید پختہ کرتی ہے کہ آپ کی نظر عصر حاضر کی قانونی ترمیمات پر بہت گہری ہے۔

الغرض کتاب اپنی جامعیت اور علمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ اسے ہر سنی خود پڑھے، دوسروں کو پڑھ کر سنائے، اپنے گھر میں اس کتاب کے درس کا اہتمام کرے اور اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ طبع کرا کے ہر طبقے میں تقسیم کرے، تاکہ اس عظیم کام کے اثرات حضور ﷺ کی پوری امت تک پہنچیں۔ حضرت علی بن عثمان المعروف حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے وسیلے سے دعا ہے کہ اللہ کریم حضرت قبلہ مفتی صاحب کا سایا اہل سنت و جماعت پر تادیر قائم رہے اور آپ کے فیوضات علمی قیامت تک صدقہ جاریہ کی صورت میں جاری وساری رہیں، آمین۔ فقیر اس کتاب کے عنوانات، مندرجات اور تجاویز کی مکمل تائید کرتا ہے۔



حضرت علامہ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَة

شیخ الحدیث ومہتمم اعلیٰ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور
سجادہ نشین، آستانہ عالیہ نوریہ قادریہ
مدیر اعلیٰ، ماہنامہ نور الحبیب (اوکاڑا)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ! سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت سرکار ابد قرار ﷺ، آپ کے صحابہ کبار رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ اور ائمہ مجتہدین رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی کے طریقہ پر گامزن چلے آ رہے ہیں، اب کچھ عرصہ سے بعض طبقات کی غفلت، بے علمی یا بدعملی کی بنا پر عقائد ومعمولاتِ اہل سنت میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے، مستحبات ومستحسنات کو فرض اور واجب کے مقابلے میں زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، بلکہ فرائض اور واجبات و سُنَنِ هُدیٰ سے لاپرواہی اور بے عملی کو فروغ دیا جارہا ہے، اندریں حالات اصلاح احوال کی شدید ضرورت ہے۔

حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن دامت برکاتہم العالیہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ''اصلاح عقائدواعمال'' کے نام سے ایک رہنما نصاب مرتب کر دیا ہے، جس میں بگاڑ کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ عقائدواعمال کی صحیح اور حقیقی صورت کو واضح کر دیا ہے۔

اندازِ بیان اصلاحی اور مُدَلَّلْ وَ مُبَرْهَن ہے، احقر کتاب کا بالاستیعاب تو مطالعہ نہیں کر سکا، البتہ اس کے بعض مقامات کا غائرانہ اور اکثر مقامات کا طائرانہ جائزہ لیا ہے، مجھے قوی امید ہے کہ یہ کتاب اصلاح عقائدواعمال کے لیے مفید ثابت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ جلَّ وعلا حضرت مفتی صاحب اور ان کے معاونین ومویدین کی اس کاوش کو شرف قبولیت اور جزائے خیر سے نوازے، آمین بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

حضرت علامہ صاحبزادہ محمد مظہر فرید شاہ زِیْدَ مَجْدُهُمْ

ناظمِ اعلیٰ جامعہ فریدیہ ساہی وال
رکن شعبۂ امتحانات تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کائنات کا جمال۔۔۔۔توازن واعتدال

نظامِ کائنات کا مرکزی نقطہ توازن واعتدال ہے، کسی بھی مقام پر افراط وتفریط ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔ عقائد، اعمال اور اخلاقیات بھی نتیجہ خیز اسی وقت ہو سکتے ہیں جب کہ یہ بھی متوازن ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ رات بھر عبادت کرنے، ہمیشہ روزہ رکھنے اور کبھی شادی نہ کرنے کا عہد کرنے والے صحابہ کے رویوں کو غیر متوازن قرار دے کر توازن اختیار کرنے کے لیے حضور ﷺ نے اپنی ذات کو بطور نمونہ پیش فرمادیا۔

عصرِ حاضر میں بھی بعض افراد، جماعتوں، تنظیموں، سیاستدانوں، شاعروں، خطیبوں، ادیبوں، روحانی اداروں، واعظوں، نعت خوانوں، مصنفوں، پرنٹ اور بالخصوص الیکٹرانک میڈیا نے انفرادیت کے اظہار، ناموری اور شہرت، اموال کی جمع آوری اور نمود ونمائش کی خاطر توازن چھوڑ کر افراط وتفریط ہی کو اختیار کرلیا ہے اور بعض سادہ لوح لوگوں نے اسی رویہ کو بغیر کسی حصول ووصول کی خواہش کے بزعم خویش رضائے الٰہی کے لیے اپنی کم علمی اور فکری بے بضاعتی کی وجہ سے بھی اختیار رکھا ہے۔

ایسے حالات میں صحیح کو سقیم سے، کھرے کو کھوٹے سے، مقبول کو مردود سے اور حقیقت کو مجاز سے متمیز اور متشخص کرنا یقیناً احیاء دین کی تحریک کا عظیم حصہ ہے۔ امت مسلمہ کی اصلاح کے لیے کوشش کرنے والے صاحبان ذوق بالخصوص مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب، حضرت علامہ

مولانا پیر سیّد کرامت حسین شاہ صاحب اور حضرت علامہ مولانا غلام رسول قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی مساعی جمیلہ کو اللہ جل جلالہ قبول فرمائے اور امت مسلمہ کو تعمیل کی توفیق عطا فرمائے، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔



اساطین واکابر جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

محترم جناب حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے رفیق کار مفتی وسیم اختر المدنی کی معاونت سے کتاب ''اصلاحِ عقائد واعمال'' تحریر فرما کر عقائد اہلسنّت کی اصلاح کی اور ان کے معمولات کو غیر شرعی خرافات سے پاک کرنے کی سعی جمیل فرمائی ہے۔ آج کے اس پُرفتن اور پر آشوب دور میں ہر سنجیدہ، باشعور اور ذمہ دار اہلسنّت ایسی اصلاحات کے لیے فکر مند ضرور تھا۔ لیکن کچھ ذاتی مصروفیات اور بعض اپنوں کی شدید مخالفت کے ڈر سے قلم اٹھانے کی ہمت نہ کر سکے۔ لیکن حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن جیسی عظیم اور ذمہ دار شخصیت نے یہ اہم ذمہ داری نبھائی اور حالات کی نبض پر ہاتھ رکھ کر تمام معمولاتِ اہلسنّت کے لیے اصلاحی تجاویز پیش کیں۔ کتاب کی اہمیت کے پیش نظر تمام علماء، واعظین اور خطباء کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اپنے حلقہ میں اسے عملی جامہ پہنائیں اور مدرسین اپنے طلبہ کو آگاہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب، ان کے معاونین اور ہر اس شخص کو جزائے خیر عطا فرمائے، جو اس پر عمل کرے اور دوسروں کو اس پر عمل کی دعوت دے۔

دستخط کنندگان:

استاذ الحدیث والتخصص حضرت علامہ اعجاز احمد القادری دَامَتْ بَرَكَاتُهُم الْعَالِيَه
شیخ الحدیث والفقہ حضرت علامہ وارث علی دَامَتْ بَرَكَاتُهُم الْعَالِيَه
استاذ الحدیث والتخصص حضرت علامہ غلام مصطفی بندیالوی دَامَتْ بَرَكَاتُهُم الْعَالِيَه
حضرت علامہ مفتی عزیز احمد القادری دَامَتْ بَرَكَاتُهُم الْعَالِيَه
حضرت علامہ مفتی محمد غلام رسول القادری دَامَتْ بَرَكَاتُهُم الْعَالِيَه
رئیس المدرسین حضرت علامہ مولانا عبد الرشید سعیدی زِيْدَ مَجْدُهُم
مدرسِ اعلیٰ حضرت علامہ محمد رضوان علی رزاقی زِيْدَ مَجْدُهُم

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ سیّد ضیاء الحق سلطانپوری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ
مہتمم وشیخ الحدیث
جامعہ ضیاء العلوم، مولوی محلہ صدر، راولپنڈی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مجھے آپ کی جانب سے ای۔میل کے ذریعہ ایک تحریر بعنوان ''اصلاح عقائدواعمال'' ملی، جسے میں نے پہلی فرصت میں حرف بحرف پڑھا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت تا قیامت رکھے، آپ کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، یہ قدم جو آپ نے اٹھایا ہے اس سے گم گشتہ راہ، راہِ ہدایت پر آجائیں گے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ یہ سلسلہ جاری رکھیں گے۔ نیز بعض مسائل ایسے بھی ہیں جس بارے ہمارے مسلک سنی حنفی بریلوی میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے، ان کے لیے بھی اتفاق کا سبب بنے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے، انہیں بروئے کار لاکر امت مسلمہ کی رہنمائی فرماتے رہا کریں۔

استاذ الاساتذہ علامہ پروفیسر ڈاکٹر مفتی محمد ظفر اقبال جلالی زِیْدَ مَجْدُھُمْ
پرنسپل وشیخ الحدیث جامعہ اسلام آباد
اسلام آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کلماتِ تحسین

مفتیٔ اعظم پاکستان، بین الاقوامی شہرت یافتہ اسکالر، ممتاز دانشور حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب اطال اللہ عمرہٗ کی پروقار شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ایک جہاندیدہ، بیدار مغز فقیہ اور ثقہ مفتی ہیں۔ آپ گونا گوں اوصاف وکمالات کے جامع ہیں۔ پاکیزہ فکر، طہارت عمل اور اصابت رائے آپ کا امتیازی جوہر ہے۔ متانت، سنجیدگی، حلم وبردباری، تقویٰ وطہارت اور اعلیٰ ظرفی دیکھ کر سلف صالحین کی پُرخلوص زندگی ذہن وفکر میں گردش کرنے لگتی ہے۔ دعوت وارشاد، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، افتاء وقضاء میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل ہے۔ آپ کی ذات والا صفات علم وعمل، تصلب واعتدال، حکمت ودانائی، دل جوئی ودل آسائی، سادگی وتوکل، خوش گمانی وخوش بیانی کا ایسا نورانی امتزاج ہے جو خود ان کو روشن رکھتا ہے اور ان سے ملنے والوں کو بھی پُرنور کر دیتا ہے۔ جب آپ کا اسم گرامی زبان پر آتا ہے تو آپ کی صورت خوشبو بن کر دل ودماغ کو معطر کر دیتی ہے۔ جیسے آپ کا نام ثقاہت واعتماد کا حوالہ ہے، ایسے ہی آپ کا کام بھی قابل اعتماد اور قابلِ فخر ہے۔

آپ نے دنیا بھر میں تبلیغی دورے کیے اور دنیا کے کونے کونے میں دین متین کی خدمت کے لیے صدائے حق بلند کی۔ درس وتدریس، وعظ ونصیحت کے ذریعے علم کے نور سے ایک عالم کو روشن کیا۔ آپ نے مختلف علمی وتحقیقی محافل

ومجالس میں دین اسلام کی اصلی صورت کو عیاں کیا۔ الغرض آپ نے ہرفورم اور ہر سطح پر اہل سنت و جماعت کے عقائد ونظریات اور معمولات کی ترجمانی کی۔

آپ کا اندازِ تحریر خوب ہے، جس میں شگفتہ بیانی، تسلسل عبارت کا عنصر پنہاں ہے اور آپ کی زبان بھی شستہ اور عام فہم ہے جس کی جھلک آپ کی تصانیف سے بخوبی عیاں ہوتی ہے۔ مسلک اہلسنّت و جماعت کے عقائد واعمال میں افراط وتفریط کو دیکھ کر دل بہت کڑھتا تھا اور اہلسنّت کی عقائد واعمال کے لحاظ سے موجودہ بگڑتی صورتحال کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا تھا اور ضرورت تھی کہ کوئی مستند عالم دین، صائب الرائے مفتی، اہلسنّت و جماعت کی اس صورت حال کو بے نقاب کرے اور اعتقادی غلطیوں اور عملی خامیوں کی اصلاح کے لیے مقدور بھر کوشش کرے۔

جب جلیل القدر فاضل محتشم حضرت صاحبزادہ غلام مرتضیٰ ہزاروی زیدشرفہ ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ شیخوپورہ کی وساطت سے آپ کی حقائق سے لبریز، فکر انگیز تالیف ''اصلاح عقائد واعمال'' توثیق وتائید کے لیے موصول ہوئی تو اسے دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ ماشاء اللہ مستند دلائل و براہین سے مرصع ومزین ہے۔ قبلہ مفتی صاحب نے عصر حاضر کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اہلسنّت و جماعت میں پائے جانے والے امراض کی شناخت کی اور اس کا حل بھی پیش کیا جو یقیناً آپ کی دردمندانہ سوچ وفکر کی عکاسی کرتا ہے اور یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ قبلہ مفتی صاحب کی یہ کاوش دورحاضر کی ضرورتوں اور شرعی تقاضوں کے عین مطابق ہے جو آپ کی صحت مند فکر اور پرخلوص عمل کا نتیجہ ہے اور اس تحریر کو دیکھ کر سلف صالحین کے احقاق حق کا جذبہ اور ابطال باطل کی ہمت وجرأت کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ گویا کہ آپ نے مختصر مگر جامع، مدلل اور واضح انداز میں امت مسلمہ کو عقائد واعمال کے لحاظ سے درپیش

مسائل کا ادراک کرتے ہوئے حل پیش کیا ہے۔

زیرنظر کتاب ''اصلاحِ عقائد واعمال'' میں آپ نے مختلف عنوانات پر سیر حاصل بحث کی۔ افضلیت حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امیر معاویہ کے حوالے سے عقائد میں بگڑتی سوچ، تکفیر کے معاملے میں راہِ اعتدال سے انحراف، میلاد النبی ﷺ کی محافل وجلوس میں خرافات اور اعراس مقدسہ میں غیر شرعی رسوم، تحفظ ناموس رسالت جیسے اہم فریضہ کے معاملے میں امت مسلمہ کی سستی وغفلت، منبرومحراب پر براجمان کچھ جاہل خطباء کی طرف سے منبرومحراب کے تقدس وحرمت کو پامال کرنا، رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں میڈیا پر اینکر پرسن اور اداکاروں کا دین کی من گھڑت تشریح کرنا وغیرہم جیسی خرافات کی آپ نے نشاندہی بھی کی اور اصلاحی ہدایات بھی بیان کی ہیں۔

ان علمی وتحقیقی مسائل پر تحقیق پیش کرنے پر محترم مفتی صاحب کو جس قدر خراج تحسین پیش کیا جائے، کم ہے۔ بلامبالغہ آپ کی تصنیف نے دور حاضر کی ایک بہت بڑی علمی واصلاحی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ یہ کتاب ہر عام وخاص کی ضرورت ہے، لہٰذا ہر مکتبہ اور لائبریری کی زینت ہونی چاہیے، مساجد کے ائمہ وخطباء، مدارس کے اساتذہ وطلبہ اور ہر مسلمان کو اس کتاب سے استفادہ کرنا چاہیے۔

دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل اور تقریر وتحریر اور خدمت دین میں مزید خلوص وبرکت عطا فرمائے اور پروردگار عالم مفتی صاحب کی اس کاوش کو قبول فرماتے ہوئے اس کتاب کو قبولیت عام بخشے اور قبلہ مفتی صاحب کو اس کارِخیر پر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی چشتی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَة

شیخ الحدیث، دارالعلوم انوارِ رضا، راولپنڈی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بدایۃً علم خِلقتِ انسان کے ساتھ وصفِ لازم بلکہ راجح ہے، آدم علیہ السلام کے پیدا ہوتے ہی ان کو علم عطا کر دیا گیا۔ جوں جوں افرادِ انسان بڑھے، تقاضا ہائے علم بڑھتے گئے اور علوم کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ انہیں اگر تقسیم اُولیٰ میں دو حصوں پر تقسیم کیا جائے تو منقولات اور معقولات کہلائیں گے، جب کہ ان میں ترجیح منقولات کو ہے، اس لیے کہ یہ دنیا میں دخیلِ کامیابی ہیں اور بنیادی وجہِ ترجیح منقولات کی ہے کہ وہ موقوف علی النقل ہیں، ان کا بنیادی مآخذ قرآن مجید ہے اور اس کے ساتھ ہی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعدہٗ مجتہدین، فقہاء، مستنبطین ہیں۔ اس طرح ضرورت لازم بنے کہ ان کے بغیر زندگی محال قرار پائی۔

ان سے ماخوذ علم کئی شعبوں میں تقسیم، تقریر و تحریر ان میں نمایاں ہیں، حتیٰ کہ اہلِ علم نے علم کی انواع واجناس، فرائض وواجبات، مستحبات ومستحسنات کو نیز قرطاس پر جگہ دی کہ فرائض وواجبات کے ساتھ مستحسنات کو نہ صرف شامل کیا بلکہ یوں ترجیح دی جانے لگی کہ ان پر عمل پیرا ہونے سے کثرتِ ثواب یقینی ہے، جو سببِ نجات بن سکتا ہے۔

تا آنکہ کرم فرماؤں نے بجائے خودی کے خودنمائی کو ترجیح دی۔ اُمورِ مستحبہ کے بجالانے بشمول اس غلطی کے کہ فرائض وواجبات کو نظر انداز کر کے ریاکاری پر مبنی مستحبات کو ترجیح اس تزویر میں دی کہ اصل عبادات اور بنیادی علمی ضروریات اور عملی اقدامات وتقاضے معدوم ہونے لگے، حتیٰ کہ ہمارے احباب نے بھی ان ہی نقصان دہ

پہلوؤں کو اپنایا اور قوم کو حقیقی عملی اور علمی ضروریات سے دور رکھا۔ اب اس خرابی نے تعلیم وتعلم اور درس وتدریس کو نظر انداز کر کے ایسے معمولات میں مخمور کر دیا کہ اہل سنت، تصنیف وتالیف اور تعلیم وتعلم اور درس وتدریس سے محروم ہونے لگے بلکہ مکمل دور ہو چکے ہیں۔

حتیٰ کہ نباضِ ملت اسلامیہ حضرت العلام مولانا مفتی منیب الرحمن صاحب نے اس خامی کو نہ یہ کہ محسوس کیا بلکہ اصلاحِ امت کی راہ متعین کرتے ہوئے اس کے متبادل نظام پیش کیا کہ ہمیں ان ریاکاری کے اعمال سے قدرے دور رہ کر امت کی حقیقی اصلاح کرنی ہے اور یہ بوجھ اہل علم، صاحبانِ طریقت نے اٹھانا ہے، اس تفصیل سے اس غلطی اور کمزوری کا حل پیش کیا ہے کہ شاید وباید۔

امید کی جانی چاہیے کہ تمام علماء اہل سنت اور مشائخ اہل سنت ان کی اس عنوان پر لکھی تحریر الموسوم ''اصلاح عقائد واعمال'' پر عمل پیرا ہوں گے تاکہ اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو اور اس میں درجہ اصلاح احوال کے ارشادات کو اپنایا جائے اور ہر ذمہ دار شخصیت اپنے اپنے حلقہ میں اس پر خود بھی عمل پیرا ہو اور اپنے منتسبین، متعلقین، متوسلین کو اس کتاب پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرے۔ یوں اصلاح عقائد واعمال کا پہلو اتنا اجاگر ہو کہ باقی احباب بھی اس کو اپنے لیے رشد وہدایت کی راہ قرار دیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ تمام مسلمانوں کو اس متعین کردہ راہ پر چلنے کی توفیق بالعموم اور اہل سنت کو بالخصوص عطاء فرمائے، (آمین ثم آمین)، ایں دعاء از من واز جملہ جہاں آمین باد۔



استاذ العلماء حضرت علامہ محمد یعقوب ہزاروی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ضیاء العلوم

ڈی بلاک، سٹیلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

فقیر پر تقصیر غَفَرَلَہٗ رَبُّہُ الْقَدِیْر نے رسالہ مبارکہ ''اصلاح عقائدواعمال'' تصنیف لطیف حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن اَدَامَ اللّٰہُ تَعَالٰی فُیُوْضَاتِھِمْ کا مطالعہ کیا ہے، ماشاء اللہ بہت عمدہ اور بہتر ہے اور جس قدر انہوں نے تحقیق فرمائی قابل تحسین ہے۔ یہ رسالہ مسائل صحیحہ مُحَقَّقَہْ مُنَقَّحَہ پر مشتمل ہے۔ اس وقت ایسے مسائل بیان کرنے کی بہت ضرورت تھی کہ عوام صحیح مسائل پائیں اور گمراہی سے بچیں۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کو اس سعی جمیل کی جزاء جزیل عطا فرمائے۔ اس رسالہ کو اہلسنّت میں شائع ومعمول اور دنیا وآخرت میں نافع ومقبول فرمائے۔

(آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین) وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔



استاذ العلماء حضرت علامہ عبدالرزاق بھترالوی حطاروی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ

مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم جماعتیہ مھریہ، راولپنڈی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْغَفَّارُ وَالصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارُ وَصَحَابَتِہِ الْاَخْیَارُ وَآلِہِ الْاَطْھَار اَمَّا بَعْدُ! قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ''وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ -

ترجمہ کنزالایمان: ''اورتم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے''

(آل عمران:104)

رَب تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اچھی باتوں کے حکم اور برائی سے روکنے کا کام خود مصطفی کریم ﷺ نے فرمایا۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ نے مستحسن طریقے سے اسے سرانجام دیا۔ پھر یہی کام علماء نے شروع فرمایا اور آج تک نبھا رہے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ حق بات کہنے والے علماء کو معرض وجود میں لاتا رہے گا۔

یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر وباہر ہے کہ حق بات کہی جائے، جو مدلّل ہو، لایعنی خرافات نہ ہوں۔ عقائد واعمال، ذکر واذکار، خطابات وتقریر میں غُلُوّ اور حد سے تجاوز نے معاشرے کی اصلاح کی بجائے بگاڑ پیدا کیا۔

حضرت علامہ مفکر اسلام مدبر احوال مفتی اعظم مولانا منیب الرحمن مُدَّظِلُّہٗ الْعَالِیْ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئرمین ہونے کی حیثیت سے آپ نے جس ذمہ داری کو نبھایا اور نبھا رہے ہیں اس کی تحسین وتوصیف ہر ذی شعور نے کی، بلکہ ضروری ہے زیادہ سے زیادہ اس کی تحسین وتوصیف کی جائے۔ چاند کے اعلان پر آپ کے کلمات طیبات سن کر ہی سمجھ لیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمی کمال

عطا فرمایا اور آپ کے فتاویٰ کو روزنامہ جنگ کے جمعہ ایڈیشن میں محبت سے پڑھتا ہوں ،آپ زیادہ تر فتاویٰ رضویہ سے استدلال کرتے ہیں ۔مُدَلَّل طریقے سے حق بیان کرنا آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔

میلاد النبی ﷺ کے جلوس کے متعلق غُلُوّ کے خلاف روزنامہ جنگ میں آپ کے مطبوعہ فتویٰ کو میں اپنی تصنیف ”نجوم القرآن“ میں شامل کر چکا ہوں ۔مفتی صاحب نے اصلاح وعقائد واعمال کتاب تحریر کرکے احسان عظیم فرمایا ۔ایک ایک مضمون میرے دل کی آرزو ہے، میرے دل کا سرور اورروح کا چین ہے، بلکہ ہر منصف مزاج اورراہِ حق پر قائم شخص کے دل کی آرزو ہے ۔نعت خوانی اچھا کام ،لیکن نعت خوانوں کی تصاویر والے اشتہار براعمل ہے۔نعت خوانی جہاں قابل تعریف ہے وہاں نعت خوانوں کا پیسے مقرر کرنا قابل مذمت ہے۔نعت خوانی قابل تحسین ہے،لیکن نمازوں کا ضیاع قابلِ مذمت ہے ۔پھر عقائدِ اہلسنّت کے خلاف جاہلانہ غلو والے اشعار قابلِ مذمت ہیں۔

تقاریر وخطابات اگر قرآن وحدیث اور صالحین صادقہ کے مصلحانہ اقوال پر مشتمل ہوں،تو یقیناً اصلاحِ عقائد واعمال کا ذریعہ ہیں۔لیکن موضوع روایات اور باطل اقوال پر مشتمل تقاریر وخطابات عقائد بگاڑنے کا سبب بنتے ہیں ۔تقاریر میں جب نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت پر عمل ہوتو وہی شریعت میں مقبول ہیں، ورنہ مردود ہیں۔تقاریر میں ضرورت پڑنے پر ایک انگلی سے اشارہ کرنے پر اکتفا ہوتو مسنون ہے،مقرر کبھی اٹھے،کبھی بیٹھے،کبھی میز پر مکے مارے،کبھی ادھر منہ بنائے ،کبھی ادھر،کبھی اپنی پگڑی گرائے ،کبھی بال بکھیرے اس سے تو بھانڈ مراثی اچھے ہیں،ان کا کام ہی ڈرامے بازی ہے۔دین کے مُبلّغ جب ڈرامہ باز بن جائیں،تو پھر وہ یقیناً مُخرِّبِ عقائد واعمال ہیں۔

مقرر ومبلغ جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تقریر کرے، بلانے والے ان کی حوصلہ افزائی کے لئے اس کی معاونت اپنی خوشی سے کریں تو وہ درست ہے،لیکن پیسے مقرر کرکے مبلغ کا جانا اور گویئے (مقرر) کو پیسے مقرر کرکے بلانا دونوں ہی قابل مذمت ہیں۔آج کل مقررین اور نعت خوانوں کا پیسے مقرر کرکے جانا اور محافل نعت کے منتظمین کا ہزاروں روپے مقرر کرکے انہیں بلانا دین اسلام کی توہین اور شریعتِ مصطفوی ﷺ سے بغاوت ہے۔ان کے مقاصد دین اسلام کی اشاعت وترویج تو ہو نہیں سکتے،معلوم نہیں درپردہ مقاصد کیا ہیں؟۔خانقاہی نظام اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کا مَنہَج جب تک صحیح نہیں ہوگا،تو مثبت نتائج نہیں نکلیں گے۔

نقابت کا ایک پیشے کی صورت اختیار کرنا ایک بدعت ہے، بہروپیے نقیب جو وقت ضائع کرتے ہیں،اگر وہ وقت کسی محقق عالم دین کو دیں تو لوگوں کو مسائل کا پتا چلے۔صرف گانے کی طرز پر نعتیں وتقاریر اور وقت کے ضیاع کا سبب بننے والی نقابت پر مشتمل محافل میں جانے کی بجائے اللہ اللہ کرنا اور گوشہ نشینی بہتر ہے۔

کاش کہ اہلسنّت کو صحیح مدارس قائم کرنے کے فوائد سمجھ آئیں اوراپنے صدقاتِ جاریہ کا پیسہ ان پر خرچ کریں۔دینی مدارس کا ہر معاملے میں ٹانگ اڑانا کہاں کا انصاف ہے؟،اللہ کرے ہر پاکستانی کو سمجھ آجائے کہ ملک کیوں ٹوٹا اور یہود ونصاریٰ کے عزائم کیا ہیں۔اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے ۔تفضیلیوں نے اہلسنّت کے اتحاد کو افتراق میں بدل دیا ہے،راقم نے بھی اپنی کتابوں ”نجوم التحقیق“ اور ”جواہر التحقیق“ میں احقاقِ حق کردیا ہے ۔محترم منیب الرحمن مدظلہٗ العالی نے ایک ایک مسئلہ کو مُدَلَّل اور مُحَقَّق بیان کرکے اپنے عہد کے علماء کا فرضِ کفایہ ادا کیا ہے،اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور علماء کو اس پیغام کو عام کرنے کی جرأت اور سعادت وتوفیق عطا فرمائے،آمین۔

پیرطریقت حضرت علامہ صاحبزادہ خواجہ محمد حسن باروی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیر باروشریف، فتح پور، لیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بوئے گل، نالہ دل

مفکر اسلام، نباض وقت، مفتی اعظم علامہ پروفیسر مفتی منیب الرحمن دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ وَ اَدَامَ اللّٰہُ فُیُوْضَہٗ بلاشبہ عصر حاضر کے ایک عظیم فقیہ، جید عالم دین، سچے عاشق رسول اور سواد اعظم مسلک اہلسنّت و جماعت کے حقیقی رہنما اور ترجمان ہیں ۔ اعلیٰ حضرت اسی سواد اعظم کے قائد ہیں، برصغیر پاک و ہند سمیت پوری ملت اسلامیہ انہیں اپنا قائد اور روحانی پیشوا مانتی ہے۔

مخالفین اہلسنّت آج اپنے اوچھے ہتھکنڈوں اور طاغوتی قوتوں کے بل بوتے پر سواد اعظم کو بریلوی کہہ کر ایک مسلکی برانڈ کا تاثر قائم کر کے عالمی سطح پر اَھلُ السّنّۃ والجماعۃ سے الگ کرنے کی شعوری سازش کر رہے ہیں اور کسی حد تک وہ اس میں کامیاب بھی ہوئے، مگر اس میں اپنوں کی مہربانیوں کا بھی دخل ہے، حالانکہ اعلیٰ حضرت تو اہلسنّت کے مسلّمہ امام تھے، آپ امام اعظم سیّدنا ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مقلد اور سلسلۂ طریقت میں قادری تھے۔ آپ کو اپنے مولد کی نسبت سے بریلوی کہا جاتا ہے۔

اس تناظر میں ایسے حضرات کا وجود غنیمت اور اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے، جو عہدِ حاضر میں اہلسنّت کو صحیح سمت لے جا رہے ہیں، علامہ اقبال نے کہا تھا:

بھٹکے ہوئے آہو کو، پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو، پھر وسعتِ صحرا دے

ان میں سر فہرست حضرت قبلہ مفتی صاحب ہیں، جن کی زندگی کا ہر لمحہ دینِ اسلام کی خدمت کے لیے وقف ہے، ان کا مشن کوئی نیا نہیں بلکہ سَلَف صالحین کے مشن کی تجدید ہے، آپ کی فکر قرآن وسنت اور شِعارِ اَسلاف کے تابع ہے، یہ المیہ ہے کہ ہر دور میں مصلحین کی راہ میں روڑے اٹکائے گئے ہیں اور مفتی صاحب کو یہ کانٹے چننے پڑ رہے ہیں اور کسی کی ملامت کی پرواہ کیے بغیر اپنے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں، وہ علامہ اقبال کے ان اشعار کی تصویر ہیں:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلۂ مسجد ہوں، نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ نے کہا تھا:

نہ مرا نوش ز تحسیں ،نہ مرا نیش ز طعن
نہ مرا گوش بمدحے ،نہ مرا ہوشِ ذمے
منم وکُنجِ خمولے کہ نہ گنجد دروے
جز مَن و چند کتابے و دوات و قلمے

انہوں نے دینی ،اخلاقی ،معاشرتی معاملات کی اصلاح اور بدعات کے خاتمے کے لیے اپنے قلم اور زبان کا بھرپور استعمال کیا اور آج کے اس پرفتن دور میں فسق وفجور اور بدعات ومنکرات کے رد میں زبانی اور قلمی جہاد کی ایک نئی مثال قائم کی ۔ وہ امور جو فی الواقع بدعت ہیں یا جنہیں دینی شعار کی مخالفت کا ادنیٰ شائبہ بھی ہے، خواہ وہ ہماری عملی زندگی میں ہوں، مساجد وخانقاہوں میں ہوں اور عوام الناس جہالت کی بنا پر اسے ثواب سمجھ کر کر رہے ہوں، مفتی صاحب نے ان کے بارے میں صدائے حق

بلند فرمائی اور کلمۂ حق کہنے میں اپنے اور بیگانے میں تمیز رَوا نہیں رکھی۔انہوں نے ہر مقام پر قلم وزبان سے مدرسہ وخانقاہ کی حرمت کی پاسداری کی۔زیرِ نظر کتاب ''اصلاحِ عقائدواعمال'' اسی تناظر میں لکھی گئی ہے، جو ہمارے لیے نعمت غیر مترقبہ ہے۔

مجھے عزیز القدر مولانا غلام مرتضیٰ اعظمی کی وساطت سے مفتی صاحب کا حکم ملا کہ میں اس کتاب پر اپنے تاثرات لکھوں، حالتِ سفر میں، میں اس کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کرسکا، لیکن چیدہ چیدہ مقامات کو دیکھا اور ہر مسئلے کو قرآن وحدیث، سلف صالحین اور امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ کے حوالہ جات سے مزیّن پایا۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب ہمارے مشائخ طریقت، نوجوان علماء وخطباء اور دین سے محبت رکھنے والے ہر فرد کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوگی۔ میں اس کتاب کے تمام مندرجات کی مکمل تائید اور توثیق کرتا ہوں اور اہلِ خیر سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت اور ابلاغ کا اہتمام فرمائیں۔

ہمارے آستانے سے مجلّہ ''الفقیر'' کے مدیر محترم علامہ طاہر عزیز باروی زیدمجدہٗ وقتاً فوقتاً مفتی صاحب کی قلمی نگارشات کو اس مجلّے میں شائع کرتے رہتے ہیں اور میں ان سے کہوں گا کہ اس کتاب ''اصلاحِ عقائد واعمال'' کے اہم مضامین کو ماہنامہ ''الفقیر'' میں شائع کرتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھاسکیں۔

میری خواہش ہے کہ اصلاح کے سلسلے کو جاری رکھا جائے اور اس کتاب کے مزید حصے بھی آئیں تاکہ اِحقاقِ حق اور اِبطالِ باطل کا فریضہ بکمال وتمام ادا ہو اور سب پر اللہ کی حجت قائم ہو۔ اللہ کریم حضرت قبلہ مفتی صاحب کا سایا ہم پہ قائم رکھے اور ہمیں قرآن وحدیث کی تعلیمات مقدسہ کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

دعوت بالحکمہ وموعظہ حسنہ کے مثیل مجسم

حضرت علامہ پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ

امیرِ اعلیٰ، ادارۃ المصطفیٰ انٹرنیشنل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قبلہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب کا قیمتی وجود اس عہدِ زبوں کے لیے سرمایۂ افتخار اور نادرِ روزگار ہے۔آپ کے علمی وفکری خطابات اور مختلف رسائل وجرائد میں چھپنے والی منزل نواز تحریریں امت کی صحیح رہنمائی کا موثر ذریعہ ہیں۔اہلسنّت وجماعت میں درآنے والی خرافات اور ان کے تدارک کے لیے آپ کی جرأت رِندانہ اور کاوشیں قابلِ ستائش ہی نہیں قابلِ تقلید بھی ہیں۔یہی اہلسنّت وجماعت اور اسلام کی حقیقی شناخت اور روشن چہرہ ہے، جسے بعض لوگوں کی جہالت، ہٹ دھرمی، افتادِ طبع اور سطحی مفادات نے دھندلا کر رکھ دیا ہے۔

مفتی صاحب نے ''اصلاحِ عقائد واعمال'' کے ذریعے اسلام کا اصلی روپ اور حقیقی چہرہ اجال دیا اور جُہلاء وسُفہاء کی جانب سے ڈالی گئی دھول ہٹا کر مسلک کی حقیقی تصویر واضح کردی ہے تاکہ سب پر حجت قائم ہوجائے کہ ہمارے عقائد وہ نہیں ہیں جو بے دین ملنگوں، جاہل پیروں اور وعظ فروش مولویوں کے کردار وعمل سے ظاہر ہورہے ہیں، بلکہ ہمارے عقائد واعمال قرآن وحدیث کی تعلیمات کا عکسِ جمیل ہیں۔اپنے حصے کا کام سرخروئی کی ضمانت ہے جو ہمارے ممدوح کرگزرے۔دریں حالات یہ راستہ اگرچہ بہت پیچیدہ، کٹھن اور حوصلہ فرسا تھا، لیکن:

آئینِ جواں مرداں حق گوئی وبے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اب اس کی اشاعت وترسیل ہماری دینی ومسلکی ذمہ داری ہے۔ میرے خیال میں اس کتاب کومختلف زبانوں میں منتقل کر کے پوری دنیا تک پہنچانا وقت کی اشد ضرورت بھی ہے اور ہمارے لیے وسیلۂ سعادت بھی۔ ہمارے فکری مخالفین کو ہمارا حقیقی چہرہ اس آئینے میں دیکھنے کی توفیق ملے تو زبانِ طعن زہر اگلنے کی بجائے غلط فہمی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوجائے گی۔اللہ جلّ شانہٗ اس کتاب کو امت کے لیے نافع بنائے اور مفتی صاحب قبلہ کو عمرِ خضر نصیب کرے، حیاتِ جاودانش دہ کہ حسنِ جاوداں دارد۔



حضرت علامہ حافظ محمد رمضان اویسی زِیْدَ مَجْدُھُمْ
ناظم اعلیٰ جامعہ ریاض المدینہ
جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

مفتی اعظم پاکستان جناب علامہ منیب الرحمٰن کی کتاب ''اصلاحِ عقائدواعمال'' کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھنے کا موقع میسر آیا جو ہمارے لیے ایک سعادت ہے۔
مسلک حق اہلسنّت وجماعت کا مصداق جو صحابۂ کرام ،تابعین کرام ،تبع تابعین ، ائمۂ مجتہدین اور سلفِ صالحین کے شعارِ حق وصداقت اور سوادِ اعظم کا جادۂ مستقیم ہے،مفتی صاحب ہمارے مسلک کے حقیقی ترجمان ہیں ، انہوں نے اسے خرافات کی میل جھاڑ کر اپنی اصل شکل میں پیش کیا ہے اور تمام علماء کی جانب سے ذمے داری کو نبھایا ہے۔

''اصلاحِ عقائدواعمال'' پڑھنے کے بعد بے ساختہ دل کی گہرائیوں سے ان کے حق میں دعائے خیر زبان پر آتی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ انہیں اسی طرح احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں سرخرو رکھے، آمین۔



حضرت علامہ محمد احسان اللہ نقشبندی زِیْدَ مَجْدُهُمْ

مدرس ومفتی، جامعہ مدینۃ العلوم، گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، اَمَّا بَعْدُ!

مفتیِ شہیر مولانا منیب الرحمٰن صاحب دامَ ظِلُّہٗ کی مختصر کتاب ''اصلاحِ عقائد واعمال'' کے اکثر حصے کے مطالعے سے مشرّف ہوا، اسے دلائل وبراہین سے مزیّن ومُبَرہَن اور مسلکِ حق اہلسنّت والجماعت کے موقف کے عین مطابق پایا۔ خاص طور پر قرآن وسنت کے دلائل کے ساتھ ساتھ اکثر مسائل میں فتاویٰ رضویہ اور امام اھلِ السّنّۃ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی دیگر کتب سے اپنے موقف پر تائیدی حوالہ جات پیش کرنا، کتابِ مذکور کی صحت کی بیّن دلیل ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر علمائے حق کی امتیازی شان ہے۔ الحمد للہ! مفتی صاحب دامَ ظِلّہٗ نے اس معاملے میں اچھی پیش رفت فرمائی ہے۔ مولیٰ کریم ان کی سعیِ جلیلہ کو بارآور فرمائے اور اس کتاب کو سرگردان ہائے بادیۂ ضلالت کے لیے وسیلۂ ہدایت بنائے، آمین۔

تائید:

مفتی احسان اللہ صاحب نے کتاب ''اصلاحِ عقائد واعمال'' کا جامع تعارف لکھ دیا ہے، میں اس سے کلی طور پر متفق ہوں، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے، جنہوں نے وقت کی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

حضرت علامہ قاری اکرام اللہ مجددی زِیْدَ مَجْدُهُمْ
ناظم، جامعہ مدینۃ العلوم، گوجرانوالہ

حضرت علامہ سجاد حسین حنیف محمدی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ

جامعہ ریاض الاسلام، گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مفتی منیب الرحمٰن صاحب کی شائع کردہ کتاب ''اصلاحِ عقائد واعمال'' کا چند مقامات سے مطالعے کا شرف حاصل ہوا، جس سے پتا چلا کہ آپ نے مرض کی تشخیص کے ساتھ ساتھ اس کا علاج بھی بتایا ہے۔ اس کتاب میں مفتی صاحب نے جن عقائد واعمال کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے، موجودہ دور میں اس کی سب سے بڑی ضرورت تھی، اس پر عمل پیرا ہوکر ہم روشن زندگی کی طرف پلٹتے ہیں۔ مفتی صاحب مسلکِ حق اہلسنّت وجماعت کے ترجمان ہیں، ان کا اندازِ بیان مدلّل اور آسان ہے، اس سے ہر کوئی فیض یاب ہوسکتا ہے۔ اس کتاب میں صرف خرافات کی نشاندہی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ عقائد واعمال کی صحیح اور حقیقی صورت کو بھی واضح کیا ہے۔

اہلسنّت میں نفوذ کرنے والی خرابیوں کا سبب دین کا لبادہ اوڑھنے والے بے عمل خطیب، پیشہ ور نعت خوان اور مذہب سے بیزار دانشور ہیں، کسی نے سچ کہا ہے:

تو اِدھر اُدھر کی نہ بات کر، یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے گِلہ نہیں، تیری رہبری کا سوال ہے

مفتی صاحب نے رہزنوں سے مسلک کے روشن چہرے کو بچانے کے لیے رہبری کا حق ادا کیا ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب اور ان کے رُفقاء کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اُن کی اس سعیِ جمیل کو ماجور فرمائے اور قبولِ عام عطا فرمائے، آمین۔



حضرت علامہ حافظ محمد اشرف سعیدی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَة

ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ غوثیہ (عیدگاہ) پتوکی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، اَمَّا بَعْدُ!

بخدمت اقدس حضرت قبلہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب حَفِظَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ كُلِّ سُوْءٍ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محترم جناب علامہ غلام مرتضیٰ صاحب زیدمجدہ نے آپ کی تالیف ''اصلاحِ عقائد واعمال'' سے شادکام فرمایا اور اسے پڑھ کر اپنے تاثرات کے اظہار کی ترغیب دلائی، حالانکہ میں اس قابل نہیں ہوں۔

اہلسنّت میں دخیل خرافات کے تدارک کے لیے جناب کی کتاب ایک قابلِ ستائش عمل ہے۔ بلاشبہ یہ عظیم کوشش ہے جو عظیم شخصیت سے صادر ہوئی ہے۔ سرورعالم ﷺ کی ہرسنت اپنے اندر برکتوں کا سمندر رکھتی ہے۔ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی اس سنت: ''مُتَوَاصِلُ الْاَحْزَانِ، دَائِمُ الْفِكْرَةِ، لَيْسَتْ لَهُ رَاحَةٌ، طَوِيْلُ السَّكْتِ، لَا يَتَكَلَّمُ فِيْ غَيْرِ حَاجَةٍ'' کا مصداق سمجھتا ہوں۔

ایسے رہنماؤں کا دست وبازو بننا سب کے لیے باعث شرف ہے اور آپ کو خراجِ تحسین پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا وآخرت میں مزید عزتوں سے نوازے، آمین بجاہ سیّدالمرسلین ﷺ



استاذالعلماء حضرت علامہ حافظ بشیر احمد فردوسی گولڑوی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَة

مہتمم وشیخ الحدیث، جامعۃ الفردوس، حاصل پور، ضلع بہاولپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دردِ دل رکھنے والے پیرِ طریقت صاحبزادہ سیّد خلیل الرحمٰن شاہ صاحب زیدمجدہٗ نے اتوار 10 ستمبر 2017ء جامعہ غوثیہ حنفیہ عارف والا میں عظیم الشان ''تاجدارِ ختمِ نبوّت کانفرنس'' منعقد کی۔ اُس میں خصوصی طور پر مفکّرِ اسلام، نبّاضِ قوم حضرت العلاّم مفتی محمد منیب الرحمٰن صاحب صدر تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان وچیئرمین مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان تشریف لائے۔ کانفرنس کے مین سیشن سے پہلے تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان کے زیرِ اہتمام کئی ڈویژن کے اکابر اور نمائندہ علماء کے ساتھ مفتی صاحب کی ایک خصوصی نشست منعقد ہوئی اور آپ نے اس سے خطاب کیا، یہ اہتمام پیر صاحب کے صاحبزادے اور تنظیم کے کوآرڈینیٹر علامہ سیّد محمد احمد شاہ بخاری زیدمجدہٗ نے کیا تھا اور یہ اُن کی انتظامی صلاحیت کا آئینہ دار تھا۔

اس موقع پر مفتی صاحب نے مجھ سے فرمایا: ''میں نے موجودہ حالات کے تناظر میں ''اِصلاحِ عقائدواعمال'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، آپ اِس پر اپنی رائے کا اِظہار فرمائیں''۔ بندہ ناچیز نے اِس کتاب کا مطالعہ کیا، عصرِ حاضر میں اہلسنّت وجماعت کو جو مسائل درپیش ہیں، آپ نے احسن انداز میں ان کا شرعی حکم بیان فرمایا ہے۔ دراصل کچھ عرصہ سے اہلسنّت وجماعت کے عقائد واعمال میں کئی خرابیاں در آئی ہیں، ان کے منجملہ اسباب یہ ہیں: جاہل خطباء، بےعلم پیرانِ عظّام اور بےعمل نعت خواں حضرات نے اہلسنّت وجماعت کے عقائد کو بیان کرنا شروع کر رکھا ہے، جبکہ وہ خود قرآن وسنّت کے فہم سے خالی ہیں۔ انہیں خود عقائد ومسائل کا صحیح

اِدراک نہیں، جس کی وجہ سے خرابی بڑھتی چلی گئی۔

جولوگ صاحبِ علم تھے، اُنہوں نے مصلحت کا لبادہ اوڑھ لیا اور عموماً خاموشی اِختیار کی، اس کے نتیجے میں جہلاء کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ اس پر بعض حضرات نے کسی حد تک اس کے سدِّ باب کی کوشش کی، ان میں خاص طور پر میرے شیخِ طریقت نصیرِ ملّت صاحبزادہ علامہ سیّد نصیر الدّین نصیر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا نامِ نامی سرِ فہرست ہے۔ اب عصرِ حاضر کے مفکّر، مصلحِ قوم اور امّتِ مسلمہ کا درد رکھنے والے قبلہ مفتی محمّد منیب الرحمٰن صاحب زیدمجدہٗ نے توانا آواز بلند کی اور جہاد باللّسان کے بعد جہاد بالقلم کا آغاز کیا ہے اور ہر مسئلہ کو پوری وضاحت کے ساتھ نہایت آسان اور عام فہم انداز میں دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ البتہ بعض مقامات پر فقط فتاویٰ رضویہ شریف کے حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے، اگر چہ اِمامِ اہلسنّت کا نام ہی سند ہے، لیکن بہتر ہوتا کہ اِن کے ساتھ قرآن وسنّت کے حوالہ جات سے مسئلہ کو واضح کیا جاتا تا کہ کسی کو اِنکار کی گنجائش نہ رہتی۔ بندہ ناچیز کی گزارش ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنّت اور امّت کا درد رکھنے والے اِس قلمی جہاد میں مفتی صاحب سے تعاون فرمائیں تا کہ اہلسنّت وجماعت کے عقائد واعمال پر اغیار کے رکیک الزامات واتہامات کا تسلّی بخش جواب آجائے اور اپنے پرائے ہر ایک کو پتا چلے کہ ہماری جماعت اِن خرافات سے منزّہ اور مبرّا ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ کریم قبلہ حضور مفتی اعظم پاکستان کی اِس کاوش کو شرفِ قبولیّت عطا فرمائے، آمین بجاہ النّبی الکریم ﷺ۔



رہبرِ شریعت پیرِ طریقت علامہ پیر سیّد خلیل الرحمٰن شاہ بخاری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ

چیف آرگنائزر جماعتِ اہلسنّت پاکستان

سجادہ نشین آستانۂ عالیہ قادریہ منظور العارفین ٹھیکواں شریف، عارف والا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعْلٰی دَرَجَۃَ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْھَادِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ وَتَابِعِیْھِمْ وَتَبَعَتِھِمْ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ الْمُجْتَھِدِیْنَ وَالْمُسْتَنْبِطِیْنَ خُصُوْصًا عَلَی الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ سِرَاجِ الْاُمَّۃِ اِمَامِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَلٰی سَائِرِ الْفُقَھَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ، اَمَّا بَعْدُ!

اللہ رب العزت کی حمد وثنا اور حضور سرورِ انبیاء ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد عرض گزار ہوں کہ مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن دامت برکاتہم العالیہ کی خلوص ومحبت سے تحریر کردہ کتاب ''اصلاحِ عقائد واعمال'' پڑھ کر بے حد دلی اطمینان وسکون اور خوشی محسوس ہوئی کہ رب ذوالجلال کے فضل وکرم اور رسولِ مکرم ﷺ کی نذرِ عنایت سے آج بھی حقیقی مصلحین امت موجود ہیں اور وہ تا قیامت ان شاء اللہ تعالیٰ موجود رہیں گے۔

انہی حقیقی مصلحین امت میں سے حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب ہیں، جو ہر معاملے میں کسی ''لومۃ لائم'' کی پرواہ کیے بغیر شرعی اصول وضوابط اور احکامات کی پابندی پر زور دیتے ہوئے ہر بڑے اور چھوٹے کو فوراً تنبیہ فرما دیتے ہیں۔

آپ کی یہ تصنیفِ مبارک بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور یہ جہاد بالقلم کی زندہ مثال ہے کہ کسی کی توہین وتنقیص کیے بغیر آپ نے قرآن وحدیث، ائمۂ مجتہدین اور

مفسرینِ کرام کے اقوال کے ذریعے وارثینِ منبرومحراب کی خصوصاً اورعوام الناس کی عموماً اصلاح فرمائی۔

اگرامتِ مسلمہ کا ہرآدمی مفتی صاحب کے پندونصائح سے بھرے اقوال پر عمل پیرا ہوتو یقیناً امتِ مسلمہ آج پھراپنے اسلاف کا وہی مقام حاصل کرلے گی ،جس کو آج وہ کھوچکے ہیں۔آج ہم ڈاکٹر علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے اس شعر کا مصداق بنے ہوئے ہیں:

تھے وہ آباء تمہارے ہی، مگرتم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے، منتظرِ فردا ہو

لیکن اگر ہم قرآن وحدیث اور اقوالِ سَلَف کے ساتھ ساتھ مفتیٔ اعظم پاکستان زیدشرفہٗ کی اس تصنیفِ لطیف پرعمل پیرا ہوں تو وہ دن دورنہیں جب امتِ مسلمہ مجتمع اورمتحد ہوکر باطل کا مقابلہ کرنے میں سرخرو ہوگی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب کوصحت وعافیت کے ساتھ عمرِ خضری عطافرمائے اوراسی طرح اصلاحِ امتِ مسلمہ کے لیے دن رات کام کرتے رہنے کی سعادت عطافرمائے۔اللہ تعالیٰ آپ کی کتاب ''اصلاحِ عقائد واعمال'' کوشرفِ قبولیت عطافرماتے ہوئے امتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے،آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تائیدکنندگان:

(۱) حضرت علامہ صاحبزادہ پیرسیّدمحمداحمد بخاری زِیْدَ مَجْدُھُمْ
کوآرڈینیٹرضلع پاکپتن، تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

(۲) صدرالمدرسین علامہ عبدالرسول رضوی زِیْدَ مَجْدُھُمْ

تائیدات وتصدیقات

علماء ومشائخ اہلسنّت وجماعت

صوبہ سندھ

استاذ العلماء حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَة

استاذ الحدیث وناظم تعلیمات

دارالعلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

سخنِ جمیل

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اوراس کے محبوب مکرم ﷺ کے فیضان کرم سے زمانہ قدیم سے علمائے ربّانی اور مشائخ حقّانی نے حق کی تائید اور باطل کی تردید نیز مسلک اہلسنّت پر بھر پور کام کیا اس سلسلے میں علمائے فرنگی ،علمائے بدایوں، علمائے بریلی،علمائے رام پور،علمائے مراد آباد،علمائے خیر آباد ،علمائے کچھوچھا شریف نیز علمائے کرام مشائخ عظام سیال شریف اور گولڑہ شریف کی خدمات تاریخ کے درخشاں اورتاباں ابواب میں موجود ہیں۔

اس سلسلے میں ،میں اگران تمام علمائے کرام اور مشائخ عظام کے درس وتدریس ،تبلیغ وارشاد اورعلمی وتحقیقی تصانیف کا ذکر کروں تو ایک ضخیم اورعظیم کتاب مرتّب ہوسکتی ہے،لیکن سرِ دست میں اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔

ہمارے زمانے میں بھی عقائد باطلہ اورخیالات فاسدہ کے حامل پیدا ہونا شروع ہوئے ،جن کے تعقب اور تردید کے لیے دارالعلوم نعیمیہ میں 13 اپریل 2017 کو دس بجے صبح اہلسنّت کے علمائے کرام ومشائخ عظام کا ایک اہم اجلاس زیرصدارت حضرت علامہ قاضی مفتی منیب الرحمن مہتمم دارالعلوم نعیمیہ وچیرمین مرکزی

رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان منعقد ہوا،اس اجلاس میں راقم الحروف کے علاوہ شرکائے کرام کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱)علامہ پیرغلام رسول قاسمی — (۲)علامہ مفتی محمد رفیق الحسنی
(۳)علامہ مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی — (۴)علامہ مفتی محمد اکمل مدنی قادری
(۵)علامہ مفتی محمد ابوبکرصدیق الشاذلی — (۶)علامہ محمد رضوان احمد نقشبندی
(۷)علامہ مفتی احمد علی سعیدی — (۸)علامہ مفتی محمد اسماعیل نورانی
(۹)علامہ مفتی محمد عابد مبارک — (۱۰)علامہ مفتی محمد وسیم اختر المدنی
(۱۱)علامہ مفتی خالد کمال — (۱۲)علامہ مفتی محمد عمران شامی
(۱۳)علامہ سیّد نذیر حسین شاہ — (۱۴)علامہ مفتی محمد آصف
(۱۵)علامہ مفتی محمد نذیر جان نعیمی — (۱۶)علامہ مفتی محمد عبداللہ نورانی

بحمدہٖ تعالیٰ اتفاقِ رائے سے ایک کتاب بنام ''اصلاحِ عقائدو اعمال'' ترتیب دینے کی تائید کی گئی۔ یہ کارِعظیم الحمدللہ مکمل کرلیا گیا ہےاوران شاءاللہ العزیز کتاب عنقریب منظرعام پرآرہی ہے۔ میں اس کتاب کی تکمیل پرتمام علمائے کرام اور مشائخ عظام کودل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔دعا ہے کہ رب ذوالجلال اپنے حبیب مکرم رَءُوف و رَحِیم ﷺ کے طفیل ان تمام علمائے کرام ومشائخ عظام کوصحت وعافیت اورسلامتیٔ ایمان کے ساتھ تادیر قائم ودائم رکھے،آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الآمین ﷺ ،شاعر نے کیا خوب کہاہے:

رہتا ہے نام باقی کتابوں سے، اے امیر!
اولاد سے تو بس، یہی دو پشت چار پشت



حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَة
مفتیٔ اعظم سندھ وشیخ الحدیث، جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر
سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مفتی منیب الرحمن صاحب کی مرتّبہ کتاب بعنوان ''اصلاحِ عقائدواعمال'' گزشتہ دنوں مجھے موصول ہوئی اور میں نے روزانہ تھوڑا تھوڑا کر کے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ میں نے اس کو پچانوے فیصد بالاستیعاب پڑھا ہے اور مجھے یقین ہے کہ جو پانچ فیصد میری نظر سے نہیں گزری، ان شاءاللہ وہ بھی پچانوے فیصد کی طرح مُدَلَّل و مُبَرھَن ہوگی۔

اس کتاب کے مندرجات سے مجھے مکمل اتفاق ہے اور میں اس کی تصدیق، توثیق اور تصویب کرتا ہوں اور الحمد للہ! مجھے اس سے سو فیصد اتفاق ہے، کیونکہ یہ سارا علمی مواد عقائدواعمال کی اصلاح سے متعلق ہے۔

میں دعا کرتا ہوں ہے اللہ رب العزت آپ، آپ کے رُفَقاء اور اُن تمام اہل علم واہلِ فکر ونظر، جن کا اس مشن میں آپ کو علمی اور فکری تعاون حاصل رہا، کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، اس کاوش کو اہلسنّت وجماعت میں اصلاح کا ذریعہ بنائے اور قبولِ عام عطا فرمائے، اس کی اشاعت ہم سب کا دینی فریضہ ہے۔



استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد رفیق حسنی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَة
مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم
گلستانِ جوہر، بلاک ۱۵، کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ!

میں نے کتاب ''اصلاح عقائدواعمال'' ابتدا سے انتہا تک حرفاً حرفاً دیکھی، میں اس کے تمام مندرجات سے حرف بہ حرف متفق ہوں۔

میں اس کتاب کی تصدیق اور تصویب کرتا ہوں۔ موجودہ حالات میں اصلاح عقائداوراحوال کی اشدضرورت تھی اوراس کے لئے انداز بھی قدرے جارحانہ مناسب تھا، کیونکہ معاملہ بہت زیادہ بگڑ چکا ہے، ایسے حالات میں زجراورتشدید سے اصلاح ہوتی ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ! مفتی صاحب نے موجودہ حالات کے تقاضوں کے مطابق اپنی تحریر کا انداز جارحانہ اورسخت رکھا ہے، بعض علماء اسے ناپسند کریں گے مگر درحقیقت اسی انداز سے ہی اصلاح کا عمل موثر ہوسکتا ہے۔ مفتی صاحب کا مسلک اہلسنّت وجماعت کے لوگوں کے ساتھ اخلاص شک اورشبہ سے پاک ہے۔ علماءاورمشائخ کی اصلاح سے ہی عوام کی اصلاح ہوگی۔ آج کل کی خرافات علماء کی نرمی اور مداہنت کی وجہ سے ہورہی ہیں۔ بے شک اسلاف ہمیشہ اصلاح کے معاملات میں شدت سے کام لیتے رہے ہیں، کتب فقہ کے اکثر فتاویٰ زجراورتوبیخ اوراطلاق کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی کوشش اور کاوش کو کامیابی عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔



استاذ العلماء حضرت علامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ

بانی ومہتمم وصدر دارالعلوم قمرالاسلام

بانی وصدر شاہ ہمدان ٹرسٹ انٹرنیشنل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رب رحیم ورحمٰن نے اپنے عبد منیب حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن حَفِظَہُ اللّٰہُ الرَّحْمٰن کو غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا ہے، اس کے ساتھ ساتھ ان صلاحیتوں کو اعلیٰ دینی وملی مقاصد کے لیے نہایت شائستگی اور عمدگی سے بروئے کار لانے کی پیہم توفیقات بھی عطا فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور لطف وعنایت سے حضرت مفتی صاحب زید مجدہ امت مسلمہ کی صلاح وفلاح کے لیے بھرپور اور پرخلوص زبانی وقلمی جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

آپ کی زیر نظر تالیف ''اصلاح عقائد واعمال'' اس اصلاحی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس میں آپ نے مسلکِ اہلسنّت وجماعت، جس کی پہچان اور امتیازی شان ہی راہ اعتدال ہے، کے بعض افراد وطبقات میں نفوذ کرنے والی اعتقادی وعملی بے اعتدالیوں بلکہ بعض خرافات کی اصلاح کی سعی مشکور فرمائی ہے اور اسے علماء ومشائخ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃ کی تائیدات وتوثیقات سے مزیّن کیا ہے، اس سے اس کتاب کی ثقاہت، حقانیت اور صحتِ معنوی ہر شک وشبے سے بالاتر ہوگئی ہے، آپ نے تمام علماء ومشائخ کا فرضِ کفایہ ادا کرکے انہیں بھی عنداللہ اور عندالناس سرخرو ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔ اس اعتبار سے آپ کا عوام اہلسنّت کے ساتھ علماء ومشائخ اہلسنّت پر بھی احسان ہے جس پر آپ اور آپ کے مصاحبین، معاونین اور مؤیدین بجا طور پر تحسین وستائش اور شکر وسپاس کے مستحق ہیں، فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَحْسَنَ الْجَزَاءَ وَاَجْزَلَ عَلَیْھِمُ الْبَرَکَاتُ۔

حضرت مفتی صاحب زید فضلہ نے جس دردمندی اور دل سوزی سے یہ تالیف فرمائی ہے، امید واثق ہے کہ خشیتِ الٰہی اور درد ملت رکھنے والے ارباب شریعت وطریقت کے لیے یہ طمانیت اور فرحت کا باعث بنے گی، راقم آثم کے لیے تو یہ بے حد طمانیت وراحت اور انبساط ونشاط کا باعث بنی ہے۔ کیونکہ اہلسنّت وجماعت کی موجودہ درماندگی وزبونی کے درماں اور اس کے بعض افراد وطبقات کی بے اعتدالی وبے راہروی کی اصلاح کے لیے اس کی اشد ضرورت تھی۔

رب قدیر مجھ فقیر پر تقصیر کو بھی اس نہج پر زبان وقلم کے ذریعے اصلاحی کوشش وکاوش کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ جمعہ کے خطابات کے علاوہ دیگر اجتماعات خاص طور سے اعراس بزرگانِ دین کے اجتماعات میں توفیق نصیب ہوتی رہتی ہے۔

جنوبی افریقا میں اہلسنّت وجماعت کے دینی وروحانی حلقوں کے اجتماعات اور معمولات بھی بے اعتدالی اور بے راہ روی سے دوچار ہیں، وہاں بہت زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے۔ راقم آثم کو ۲۰۰۳ء سے ان اجتماعات وتقریبات میں مدعو کیا جاتا ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ! عوامی خطباء ومقررین کے عوام کو خوش کرنے اور داد وتحسین حاصل کرنے والے خطابات کے شِعار سے ہٹ کر اصلاحی گفتگو کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ راقم آثم کو مذکورہ بالا بے اعتدالی وبے راہ روی اور اختراعات وخرافات کی اصلاح کی جانب فاضل مؤلف مفتی منیب الرحمٰن حَفِظَہُ اللّٰہُ الرَّحْمٰن کو توجہ دلانے کی توفیق بھی نصیب ہوئی تھی۔

اللہ رب العزت کی رحمت وعنایت سے امیدوار ہوں کہ ''اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ'' کا مصداق صلاح وفلاح کے اس عظیم کارِ خیر میں شامل اجر کر لیا جاؤں گا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ، وَذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، وَبِالْاِجَابَۃِ جَدِیْرٌ۔

بسا اوقات منکرات، ممنوعات ومکروہات کے سد باب کے لیے مشتبہات ومباحات ومستحبات میں تجاوزات کے انسداد کی ضرورت بھی پیش آتی ہے، جب دوا کے ذریعہ مرض کا علاج نہ ہوتو آپریشن کی نوبت آجاتی ہے، اس کی نظائر زیر نظر کتاب میں بھی ہیں، میں اختصار کوملحوظ رکھتے ہوئے صرف ایک نظیر پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں:

تفضیلی اہلسنّت سے خارج ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس امت میں انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ماننا اہلسنّت وجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اس کے برخلاف کسی اور صحابی خواہ حضرت عمر یا حضرت عثمان یا حضرت علی رضی اللہ عنہم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ماننا اہلسنّت سے باہر نکلنا اور روافض کی وادی میں قدم رکھنا ہے۔ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے سوال ہوا: ''زید کی والدہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی شیر خدا کرّم اللہ وجہہ کے برابر کسی صحابی کا رتبہ نہیں''، تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: ''زید کی والدہ عقیدہ مذکورہ کے سبب اہلسنّت سے خارج اور ایک گمراہ فرقے تفضیلیہ میں داخل ہے، جن کو ائمہ دین نے رافضیوں کا چھوٹا بھائی کہا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۲۱، ص:۱۵۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

شارح بخاری حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ''نُزْھَۃُ الْقَارِیْ شَرْحُ صَحِیْحِ الْبُخَارِیْ'' میں غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب کی صحیحین کے راوی محمد بن فضیل پر کی گئی یہ جرح کہ وہ منسوب برفض ہیں، پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تنقید فتاویٰ رضویہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

''یہ بکف چراغی قابل تماشہ کہ ابن فضیل کے منسوب بہ رفض ہونے کا دعویٰ کیا اور ثبوت میں عبارت تقریب رمی بالتشیّع، ''ملا جی کو بایں سال خوری ودعوائے محدثی آج تک

اتنی خبر نہیں کہ زبانِ متاخرین میں شیعہ روافض کو کہتے ہیں خَذَلَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی جَمِیْعًا، بلکہ آج کل کے بیہودہ مہذبین روافض کو رافضی کہنا خلاف تہذیب جانتے اور انہیں شیعہ ہی کے لقب سے یاد کرنا ضروری مانتے ہیں۔ خود ملاجی کے خیال میں اپنی ملائی جی کے باعث یہی تازہ محاورہ تھا یا عوام کو دھوکہ دینے کے لیے متشیع کو رافضی بنایا، حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حسنِ عقیدت رکھتا اور حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو ان میں افضل جانتا شیعی کہا جاتا، بلکہ جو صرف امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تفضیل دیتا اسے بھی شیعی کہتے، حالانکہ یہ مسلک بعض علمائے اہلسنّت کا تھا، اسی بنا پر متعدد کو شیعہ کہا گیا، بلکہ کبھی محض غلبہ محبتِ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شیعیت سے تعبیر کرتے، حالانکہ یہ محض سنیت ہے، (نزہۃ القاری، ج:۵، ص:۶۶۷)''۔

جب بے راہ روی اور بے دینی عام ہوجائے، اعتدال وتوازن کے بجائے افراط وتفریط کی راہ اختیار کرلی جائے، مباحات سے تجاوز کرکے مکروہات وممنوعات ومحرمات کا ارتکاب کیا جانے لگے، مستحبات ومندوبات کو فرائض وواجبات سے زیادہ اہمیت دی جانے لگے، بلکہ فرائض، واجبات اور سنن الہدیٰ سے بے پروائی اور لاتعلقی کا اظہار ہونے لگے، غیر شرعی رسومات وخرافات کو شرعی احکام وتعلیمات کی حیثیت دی جانے لگے، تو دین وملت کا درد رکھنے والے مصلحین کو حتی الوسع تمام مؤثر ومناسب اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔

مومن کی شان اور پہچان تو یہ ہے کہ اس کی خواہشات، اس کے عزائم، اس کا مزاج، اس کی طبیعت تابعِ شریعت ہوں۔ سیّدی ضیاء الامت حضرت علامہ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے تفسیر ضیاء القرآن میں حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا قول نقل کیا ہے:

وَكَمَالُ الْاِيْمَانِ اَنْ يَّكُوْنَ الطَّبِيْعَةُ تَابِعَةً لِلشَّرِيْعَةِ

ترجمہ: ایمان کامل یہ ہے کہ طبیعت شریعت کے تابع ہو اور طبیعت اس چیز کا تقاضا ہی نہ کرے جس کا شریعت نے حکم نہ دیا ہو‘‘۔

مگر المیہ یہ ہے کہ اب شریعت وطریقت دونوں کو بھی طبیعت کے تابع بنایا جارہا ہے۔

زیرِ نظر تالیف اپنے جلیل القدر مؤلف علامہ مفتی منیب الرحمن حَفِظَہُ اللّٰہُ الرَّحْمٰن کے دردِ دل اور سوزِ دروں کی آئینہ دار ہے، جس کا ذکر انہوں نے امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے حوالے سے اس شعر کے ذریعہ کیا:

مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
اگر دم در کشم، ترسم کہ مغزِ اُستخواں سوزد

انہوں نے ایک سو صفحات پر مشتمل اس کتاب میں اہلسنّت وجماعت کے بعض افراد وطبقات میں نفوذ کر جانے والی تقریباً تمام اعتقادی اور عملی کمزوریوں، بے اعتدالیوں، غیر شرعی رسومات اور خرافات کا احاطہ کر کے اصلاح کی پُرخلوص اور پُرسوز کوشش وکاوش فرمائی ہے، جس پر جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے، بجا ہے۔

رب کریم اپنے حبیب کریم علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل مؤلف نبیل، فاضل جلیل علامہ مفتی منیب الرحمن حَفِظَہُ اللّٰہُ الرَّحْمٰن کی اس تالیف لطیف کو اپنے لطف وکرم کے شایانِ شرفِ قبول سے نوازتے ہوئے بیش از بیش ثمر بار فرمائے اور عوام وخواص کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، آپ کو اور آپ کے رفقائے کار، مصاحبین، معاونین اور مؤیّدین زِیْدَ عِلْمُهُمْ کو اجرِ عظیم اور ثوابِ جزیل عطا فرمائے، آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔



تائیدات وتصدیقات

علماء ومشائخ اہلسنّت وجماعت

صوبہ خیبر پختونخوا

حضرت علامہ مفتی ابوالفضل محمد سبحان قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَة
شیخ القرآن والحدیث جامعہ قادریہ نوشہرہ روڈ، مردان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محترم مفتی منیب الرحمن صاحب کی مرتبہ کتاب (اصلاحِ عقائدواعمال) کو پڑھ کر دلی سکون ہوا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب علمی وروحانی دنیا کی اصلاح کے لیے روشن مینار ہے اور اس میں تقریباً تمام شعبوں اور افراد کا ذکر موجود ہے جو بظاہر خود مصلح نظر آتے ہیں لیکن وہ خود اصلاح کے محتاج ہیں۔ لہٰذا میں تمام مصلحین امت کو دردمندانہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو اپنے اوپر تنقید نہ سمجھیں بلکہ اپنے لیے سامان رشدوہدایت سمجھ کر اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔

اللہ کریم ہم سب کو اپنی اصلاح کی توفیق نصیب فرمائیں اور مفتی صاحب کی مساعی جمیلہ قبول فرمائیں۔



حضرت صاحبزادہ علامہ ڈاکٹر نورالحق قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَة
سابق وفاقی وزیر وایم این اے، لنڈی کوتل، خیبرایجنسی
مہتمم دارالعلوم جنیدیہ غفوریہ جمرود روڈ، پشاور
سجادہ نشین پیرطریقت حضرت حاجی گل صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ رُسُلِهٖ وَ أَفْضَلِ خَلْقِهٖ حَبِيْبِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَأَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، أَمَّابَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ!

پیش نظر کتاب مخدومی مفتی اعظم پاکستان پروفیسر منیب الرحمن صاحب زِيْدَ مَجْدُهٗ اور آپ کے معتمد رفقاء کار، ذی احتشام علماء اور محققین کی بروقت اور جرأت مندانہ کاوش ہے، جس کیلئے امت مسلمہ بالعموم اور اہلسنّت و جماعت بالخصوص ممنون و مُتَشَكِّر ہیں۔

اصلاح وتعمیر ایک جاری عمل اور مثبت و مستحسن اقدام ہے۔ بظاہر جمود وانتشار کے شکار سواد اعظم کو سنبھلنے اور منظم ہونے کیلئے اس کتاب میں متعین طریقہ عمل اور رویوں کو اپنانا انتہائی ناگزیر ہے۔ اہلِ جُبّہ ودستار، وارثانِ منبر ومحراب اور جانشینانِ خانقاہ ومزار کیلئے اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى کے فرمودات وارشادات سے فرار ممکن نہیں، کیونکہ آپ رَحِمَهُ اللّٰه نے ایک سچے عاشق رسول، سالک صوفی اور مُتَبَحِّرْ عالمِ دین کے طور پر شریعتِ مُطَهَّرَه کا خلاصہ قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمایا ہے۔

اس سے پہلے کہ اغیار ہم پر شدید معاندانہ اور متعصّبانہ تنقید کے ساتھ یلغار کریں، ہمیں دردِ دل کے ساتھ اپنی صفوں کے اندر سے اٹھنے والی ندائے حق کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیے، کیونکہ ہم عقیدۂ حق پر عمل پیرا امتِ وَسَط ہیں۔

میری دعا ہے: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کے طفیل دردِ دل سے لکھی جانے والی کتاب ''اصلاحِ عقائدواعمال'' کو فاضل مؤلّف کی توقعات سے بدرجہا زائد کامیابی نصیب فرمائے، یہ عہدِ حاضر اور آئندہ آنے والے علمائے ربّانیین کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو اور اصلاح کے میدان میں کام کرنے والوں کو حوصلہ عطا کرے اور ان کے عزم کو اس سے استقامت نصیب ہو، اللہ تعالیٰ عامّۃ المسلمین اور عوامِ اہلسنّت کے دل ودماغ کی زمین کو اس کتاب میں پیش کردہ انوارِ ہدایت کے جذب کرنے اور عمل کے سانچے میں ڈھالنے کی سعادت وتوفیق عطا فرمائے، آمِّیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِیْمَات۔



حضرت علامہ مفتی اظہار اللہ زِیْدَ مَجْدُھُمْ
دارالعلوم عربیہ، پھام گلی
تحصیل اوگی، ضلع مانسہرہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس پرفتن دور میں عام مسلمانوں اور خاص طور پر اہلسنّت وجماعت کو مختلف قسم کے فتنوں کا سامنا ہے۔ خاص طور پر نام نہاد جعلی پیر اور دین کے نام پر دنیا کمانے والے جاہل واعظین مسلک حق اہلسنّت وجماعت وفرقہ ناجیہ کو کافی نقصان پہنچا رہے ہیں۔

حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے زیرِ نظر کتاب ''اصلاح عقائد واعمال'' لکھ کر اِحقاقِ حق کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ بے شک مفتی صاحب اس حدیث شریف کا مصداق ہیں: ''یَحْمِلُ ھٰذَاالعِلْمَ مِنْ کُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُہٗ، یَنْفُوْنَ عَنْہُ تَحرِیفَ الغَالِینَ وَانْتِحَالَ المُبْطِلِینَ وَتَأْوِیْلَ الجَاھِلِینَ، (مرقات المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح)''۔

مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ ان بہروپیوں کے خلاف بھی قلم کو حرکت دیں جو یہ کہتے ہیں کہ دل صاف ہونا چاہیے، ظاہر جیسا بھی ہو، حالانکہ ظاہر اور باطن ایک دوسرے سے مربوط ہیں، ظاہر سے وجود ملتا ہے اور باطن سے اسکی تکمیل ہوتی ہے۔



تائیدات وتصدیقات

علماءومشائخ اہلسنّت وجماعت

صوبہ بلوچستان

حضرت علامہ مفتی فتح محمد نقشبندی سیفی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَة

مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ فیض العلوم نقشبندی سبی، بلوچستان

مہتمم جامعہ انوار مدینہ، سیف اللہ کالونی، کوئٹہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، اَمَّا بَعْدُ!

حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن جل مجدہٗ کی کتاب مستطاب ''اصلاحِ عقائد واعمال'' کماحقہ اسم بامسمّٰی ہے، اس کتاب کو از اول تا آخر حرف بحرف اس عاجز نے پڑھا۔ جناب مفتی صاحب نے علمی وشرعی تحقیق کے اصولوں کے مطابق دلائلِ حقّہ اور سلف صالحین کے حوالہ جات سے اپنے موقف کو ثابت کیا ہے تا کہ ہر ایک پر حجتِ شرعی قائم ہو۔

حضرت علامہ مفتی صاحب نے مختلف عنوانات کے تحت شریعت وطریقت میں فرق کرنے والوں کا رد، تصوف کا صحیح مفہوم، بیعت کی اقسام، مزارات مبارکہ پر ہونے والی خرافات، الوداع رمضان ودیگر مسائل کے متعلق صحیح رہنمائی فرما کر علمی واصلاحی ضرورت کو پورا فرمایا ہے۔

دعا ہے کہ اہلِ علم حضرات اپنے خطابات وتقاریر میں اس کتاب کے حوالے سے لوگوں کے عقائد کی درستگی فرمائیں گے۔ اللہ جلّ جلالہٗ حضرت مفتی صاحب کے علم وعمل اور ان کی دینی خدمات پر ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔



حضرت علامہ حبیب احمد نقشبندی دَامَتْ بَرَکَاتُھم الْعَالیة

بانی ومہتمم وشیخ الحدیث

جامعہ اسلامیہ نوریہ، کوئٹہ وجامعہ امام اعظم خاران

بلوچستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مصلحِ امت، نقادِ اہلسنّت، قاطع شرک وبدعت حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن مُدَّ ظِلُّہُ العالی کی تصنیف جدید بنام ''اصلاح عقائد واعمال'' کے چند مباحث ومسائل کا بغور مطالعہ کیا۔ علامہ نے مسلک حق اہلسنّت کے مقدس محبوبات ومعمولات اور محاسن کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور غیر ضروری اور نامناسب اختلاطات کی نفی فرمائی ہے، یہ بہت ہی احسن اقدام ہے۔ خدا کرے کہ خواص وعوام اہلسنّت اپنے ان مصلح پیشواؤں کے پندونصائح پر متوجہ ہوں اور اپنے پاک مسلک کو منکرات سے بچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم ﷺ کی اطاعت میں زندگی گزاریں۔

علامہ صاحب نے نہایت خلوص ومحبت سے جن کوتاہیوں کی نشاندہی فرمائی ہے، ان سے اجتناب واحتراز کیا جائے۔ ضد وعناد کی بجائے علامہ صاحب کی اصلاحی فکر ''الدین النصیحة'' کے جذبے کے تحت دل سے قبول کیا جائے اور ان کے لیے درازیٔ عمر وصحت وعافیت کی دعا کی جائے۔ فقیر دعا گو بھی ہے اور دعا جو بھی ہے۔



استاذ العلماء شیخ الحدیث

حضرت علامہ مفتی محمد حیات قادری چشتی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَة

بانی ومہتمم دارالعلوم حنفیہ رضویہ، ہجیرہ پونچھ آزاد کشمیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مفکر اسلام حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن، صدر تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان وسیکرٹری جنرل اتحادِ تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان، چیئرمین مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان، مفتی ومہتمم دارالعلوم نعیمیہ کراچی کی دینی، ملی خدمات کو پورے پاکستان بشمول آزاد کشمیر اور پوری دنیا میں جانا، پہچانا اور مانا جاتا ہے۔ آپ کئی سالوں سے چیئرمین مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں، یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا تمام مکاتبِ فکر میں یکساں احترام ہے اور آپ کے فیصلے کو سب دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں۔ آپ کے اصلاحی بیانات کو پوری دنیا میں بڑی توجہ سے سنا جاتا ہے۔ آپ نے سالہا سال کے تجربات کے بعد ''اصلاحِ عقائدواعمال'' کے عنوان سے جو کتاب تالیف کی ہے، یہ یقیناً امت مسلمہ کے لیے گرانقدر سرمایہ ہے۔ ہم دل سے ان کو اس سعی جمیل پر مبارکباد پیش کرتے ہیں، امید ہے کہ یہ کاوش اہلسنّت وجماعت میں اصلاحِ عقائدواعمال کا مؤثر ذریعہ ثابت ہوگی، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں ماجور فرمائے اور اسے قبولِ عام عطا فرمائے۔

میں اپنے ادارے کے تمام فاضلین کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ مفتی صاحب کے اس علمی اور اصلاحی کاوش سے بھرپور استفادہ کریں، اس اصلاحی مشن میں ان کے رفیقِ سفر اور اس کی اشاعت اور ابلاغ میں ان کے مُمِدّ ومعاون بنیں۔



تائیدات وتصدیقات

علماء ومشائخ اہلسنّت وجماعت

یوکے، امریکا، ماریشس

مفکرِ اسلام، خطیب العصر

حضرت علامہ محمد قمر الزماں اعظمی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ

سکریٹری جنرل

ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِداً وَّمُصَلِّیاً وَّمُسَلِّماً!

بحمدہٖ تعالیٰ! آج حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ منیب الرحمٰن زیدؔ مجدہ کی کتاب ''اصلاحِ عقائدواعمال'' نظرنواز ہوئی ہے، بے پایاں مسرت ہوئی۔ میں ساؤتھ افریقا کے سفر کے لیے پابرکاب ہوں، اس لیے پوری کتاب کے حرفاً حرفاً مطالعے کا شرف حاصل نہ کرسکا، البتہ سرسری طور پر کتاب کی زیارت سے فیض یاب ہوا۔

حضرت علامہ نے اس کتاب میں ان تمام مفاسد کی نشاندہی کی ہے جو آج کل ہمارے معاشرے میں رواج پارہے ہیں، جن کا سدِّ باب بہت ضروری ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے بیش تر مقامات پر اپنے موقف کی تائید میں امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے فتاویٰ جات کا حوالہ پیش فرمایا ہے، ان کے اس طرزِ استدلال سے یقیناً اہلسنّت وجماعت کا ہر طبقہ مطمئن ہوگا اور اہلسنّت وجماعت کے مذہبی حریفوں کے لیے بھی لمحۂ فکریہ ہوگا جو ان تمام خرافات وبدعات کا الزام اہلسنّت کے سرڈالتے ہیں۔

امام اہلسنّت علیہ الرحمہ نے اگر ایک طرف اہلسنّت کے مراسم ومعمولات کو استدلال کی زبان عطا فرمائی ہے تو دوسری طرف ان تمام بدعات وخرافات کا ردفرمایا

ہے جو دین کے نام پر ہمارے معاشرے کا حصہ بنتی جارہی تھیں۔ اپنے فتاویٰ جات کے ذریعے امام اہلسنّت نے ردِّ بدعات ومنکرات کا ایک عظیم کارنامہ انجام دیا، حضور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی طرح انہوں نے اپنے دور میں پھیلی ہوئی تمام بدعتوں کا قلع قمع فرمایا۔ آج ہماری غفلت اور بے حسی کی وجہ سے وہ بدعات وخرافات پھر معاشرے میں دراندازہورہی ہیں، جن کے انسداد کے لیے امام احمد رضا نے پوری زندگی قلمی جہاد فرمایا۔

بلاشبہ محافل میلاد ونعت خوانی اہلسنّت وجماعت کے شعائر میں سے ہے اور آج پوری دنیا میں یہ محافل ہماری شناخت ہیں، مگر ان مستحب امور کو جس طرح سے منایا جارہا ہے، وہ ناقابلِ قبول ہیں۔ اسی طرح بزرگانِ دین کے اَعراس کے قائلین بھی آج کے بیش تر اَعراس میں داخل ہونے والی بدعاتِ سیئہ کی تردید اپنا دینی فریضہ تصور کرتے ہیں۔

نعت خوانی کے باب میں بدعقیدہ، بدعمل یا فسق وفجور میں مبتلا نعت خوانوں کی حوصلہ شکنی اور ان کے جلبِ منفعت اور ہوسِ زرگری کی تردید انتہائی ضروری ہے۔ نعت خوانی کے نام پر مردوزن کا اختلاط شدید حرام ہے، جس جس سے روکنا ہر پابندِ شریعت اور حساس مسلمان کی ذمے داری ہے۔

آج کا آزاد اور سیکولر میڈیا جہاں ایک طرف بے دینی کے رجحانات کو تقویت پہنچارہا ہے، وہیں اس طرح کی مخلوط محافل کا انعقاد کرکے مسلم معاشرے میں بے راہ روی کی حوصلہ افزائی کررہا ہے۔

مفتیٔ اعظم پاکستان کے اس قلمی جہاد کی تائید کے ساتھ ساتھ دعا کرتا ہوں کہ علماء ومشائخ اہلسنّت کے لیے یہ صدا بانگِ درا ثابت ہو۔



پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت حضرت علامہ

صاحبزادہ پیر حبیب الرحمن محبوبی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَة

مہتمم وشیخ الحدیث: جامعہ صفۃ الاسلام، بریڈفورڈ، یوکے

سجادہ نشین دربارِ عالیہ ڈھانگری شریف، میرپور، آزاد کشمیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

عَنِ الْاِمَامِ الشَّافِعِی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّهُ قَالَ لَوْلَمْ یَنْزِلْ غیر هٰذِهِ السُّوْرَة لَکَفَتِ النَّاسَ لِأنها شَمِلَتْ جَمِیْعَ عُلُوْمِ الْقُرْآنِ، اَخْرَجَ الطِّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَالْبَیْهِقِیُّ فِی الشُّعُبِ عَنْ اَبِیْ حُذَیْفَةَ وَکَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ، قَالَ کَانَ الرَّجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا الْتَقَیَا لَمْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یُقْرِئَ اَحَدُهُمَا عَلَی الْآخَرِ سُوْرَةَ وَالْعَصْرِ، ثُمَّ یُسَلِّمَ اَحَدُهُمَا عَلَی الْآخَرِ، فِیْهَا اِشَارَةٌ اِلٰی حَالِ مَنْ لَّمْ یُلْهِهِ التَّکَاثُرُ، وَلِذَا وُضِعَتْ بَعْدَ سُوْرَتِهٖ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُلُّ النَّاسِ یَغْدُو فَبَایِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا۔

ترجمہ: ''اورزمانہ کی قسم!، بے شک ہر انسان ضرور نقصان میں ہے، سوا اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور انہوں نے ایک دوسرے کو دینِ حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی، (العصر: ۱۔۳)''۔ امام شافعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ سے روایت ہے: انہوں نے کہا: سورۃ العصر کے سوا اگر اور کوئی بھی (قرآن یا حکم) نازل نہ ہوا ہوتا، تو (بھی) یہ سورت لوگوں کے لیے تمام علومِ قرآن کی جامع ہوتی، طبرانی نے ''المعجم الاوسط'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں ابوحذیفہ سے روایت کیا ہے، اور ان کے کئی ساتھی تھے، انہوں نے کہا: (صحابۂ کرام کا معمول یہ تھا

کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی بھی دو صحابی آپس میں ملتے، تو جدا ہونے سے پہلے ایک دوسرے پر سورۃ العصر کی تلاوت کرتے (یعنی وہ ایک دوسرے کو اس کے مضامین کی طرف متوجہ کرتے رہتے)، پھر ایک دوسرے کو سلام کرتے (اور رخصت ہوجاتے)، اس میں ایسے شخص کے حال کی طرف اشارہ ہے، جسے کثرتِ دولت کی خواہش نے اللہ سے غافل نہ کردیا ہو، اسی لیے (ترتیبِ مصحف کے اعتبار سے) سورۃ العصر کو سورۃ التکاثر کے بعد رکھا گیا ہے، (روح المعانی، سورۃ العصر)''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہر شخص جب صبح کرتا ہے، وہ اپنے نفس کا سودا کرتا ہے، پھر ان میں سے کوئی اپنے آپ کو (عذابِ جہنم سے) آزاد کرنے والا ہوتا ہے اور کوئی (عذاب کا سزاوار بن کر) اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہوتا ہے، (صحیح مسلم: ۲۲۳)''۔

قرآنی آیات احادیث نبویہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی اُس کے لیے سب سے قیمتی دولت ہے، اس کی قدر و قیمت کا مدار عقائد واعمال کی درستگی پر ہے، اس کے ثمرات انعامِ الٰہی کی صورت میں قیامت کے دن عنایت ہوں گے۔ راقم کو وحیدِ فکر کے حامل، فرید شخصیت کے مالک، جن کی علمی تمکنت، فقہی ثقاہت، ملی و ملکی وجاہت مسلمہ ہے، ایک زمانہ معترف ہے، کی تصنیف ''اصلاحِ عقائد واعمال'' موصول ہوئی۔ عبقری العصر، مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن متعنا اللہ المنان بطول حیاتہ الی طول الزمان کی اس تالیف کے تمام مباحث کو حتی المقدور پڑھنے کی کوشش کی ہے، میرے بعض تاثرات حسبِ ذیل ہیں:

(۱) مصنف محترم خلوصِ نیت سے اصلاحِ امت چاہتے ہیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادِ مبارک: ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (بخاری: ۱)'' کے مصداق ان شاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل یقیناً اجرِ عظیم کے حقدار

ہوں گے۔

(۲)مفتی صاحب کا وجود باجود اہلسنّت وجماعت کے لیے اس پُرفتن دور میں حجت کا درجہ رکھتا ہے۔

(۳)مفتی صاحب حقیقۃً منیب الرحمٰن ہیں، بلاشبہ آپ ان علمائے ربانیین سے ہیں جو حجۃ اللہ علی الارض ہیں۔

(۴)کتاب مستطاب پڑھنے سے اعلیٰ حضرت کے متعلق پھیلائی گئی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ودفاع بھی ہوجائے گا۔

(۵)مصنف علّام کی یہ تصنیف منیف آیات واحادیث کا حاصل ہے۔

(۶)مصنف علّام نے اپنی تصنیف منیف میں آیات واحادیث نبویہ سے استدلالات کی روشنی میں بکثرت فتاویٰ رضویہ کے حوالہ جات پیش کر کے واضح کر دیا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کسی مذہب ومسلک کے بانی نہیں ہیں، بلکہ ترجمان، شارح اور مبلغ ہیں اور ان کی تعلیمات کا مستدل قرآن وسنت ہے اور وہ اہلسنّت وجماعت کے متفق علیہ مُقتدیٰ ہیں۔

(۷)کتاب کی بے پناہ افادیت کے پیشِ نظر اہلسنّت وجماعت کی مرجع خلائق شخصیات (مشائخ عظام وعلمائے کرام) کو چاہیے کہ اس کتاب کو اپنے منتسبین اور تلامذہ کو لازمی مطالعہ کرائیں، کیونکہ یہی لوگ مستقبل میں شریعت وطریقت کے میدان میں اپنے اکابر کے جانشین اور اُن کی علمی اور روحانی ورثے کے امین اور مُبلغ ہوں گے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ ''الجامعۃ صفۃ الاسلام'' کے طلبہ کرام کے لیے اس کتاب کو لازمی مطالعہ کا حصہ قرار دے گا، اساتذہ کی نگرانی میں کتاب کے مندرجات ذہن نشین کرائے جائیں گے تاکہ اُن میں عقائدواعمال میں درآنے والے فتنوں کے ادراک اور اُن سے نبردآزما ہونے کی صلاحیت پیدا ہو۔ مجھے کامل اُمید ہے کہ

اکابر مشائخ عظام اور علمائے کرام کی تائیدات وتصدیقات اور توثیقات کے بعد وہ مسلک کے نام پر بلیک میل کرنے والوں کے جال میں نہیں پھنسیں گے، بلکہ پوری استقامت کے ساتھ اِن بدعات وخرافات کا سَدِّ باب کریں گے۔

استدعا:

حضرت ممدوح گرامی قدر سے استدعا ہے کہ اہلسنّت کے حالِ زار پر مزید ترحم فرمائیں، اصلاحِ عقائد واعمال کی بقیہ ضروری ابحاث پر بھی قلم اٹھائیں تاکہ ان فتنوں سے نجات ملے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی اس سعیِ جمیل کو اپنی بارگاہ میں مشکور وماجور فرمائے، خواص وعوامِ اہلسنّت میں قبولِ عام عطا فرمائے اور اِحقاقِ حق اور اِبطالِ باطل کے اس مشن میں تمام مشائخ عظام وعلمائے کرام اور دین کا درد رکھنے والے طبقات کو دل وجان سے ان کا دست وبازو بننے کی توفیق مرحمت فرمائے۔



حضرت علامہ محمد نظام الدین القادری المصباحی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ
فاضل الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، انڈیا
صدر مدرس جامعہ غوثیہ، بلیک برن، یوکے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محقق اہلسنّت، مفتی اسلام، ناشر مسلک امام احمد رضا قادری قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز حضرت علامہ پروفیسر مفتی منیب الرحمن مدظلہ کی تالیف جلیل ''اصلاح عقائدواعمال'' کے مطالعہ سے فارغ ہوا، کتاب موضوع کے اعتبار سے کافی معلوماتی اور سنی بریلوی حضرات کی موجودہ حالت زار کی عکاس ہے، نیز خرافات وبدعات کی اصلاح کلام رضا کی روشنی میں ایک عمدہ سعی ہے۔ امید ہے ارباب حل وعقد اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے کے ساتھ ساتھ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حتی الوسع سعی کریں گے۔

معمولات اہلسنّت میں بعض احباب و جماعتوں نے جو دانستہ یا نادانستہ طور پر جن بدعات وخرافات کو شامل کیا اور پھر اپنی دنیا سنوارنے کے لیے ان کو شدّ ومد کے ساتھ فروغ دیا، مفتی منیب الرحمن حفظہ اللہ تعالی نے ان تمام امور کا بنظر عمیق جائزہ لیا اور خوب تحقیق ومطالعہ کے بعد ایک مصلح امت ہونے کی حیثیت قرآن وحدیث، اقوال ائمہ بالخصوص امام اہلسنّت امام احمد رضا محدث بریلی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز کی تصریحات وتعلیمات کی روشنی میں مدلّل حل پیش کیا۔ اس عظیم دینی اور مسلکی خدمت پر قبلہ مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب لائق مبارکباد ہیں اور اب یہ تصنیفِ جلیل اہلسنّت وجماعت کے لیے نعمتِ غیر مترقّبہ اور وقت کی ضرورت ہے۔

اب حاملینِ مسلک رضا کی یہ دینی، شرعی اور مسلکی ذمہ داری ہے کہ اس کتاب ''اصلاح عقائدواعمال'' میں پیش کیے گئے اصلاحی امور کو نہ صرف قبول کریں

بلکہ دینی اور ملّی جذبے کے تحت اسے عملی جامہ پہنائیں تاکہ دنیا کے سامنے سنیت کا وہ نورانی چہرہ جس کو امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز دیکھنا چاہتے تھے، اسے دیکھ کر آپ کی روح کو عالم ارواح میں راحت وسکون ملے اور اہلسنّت کے معاندین کے باطل پروپیگنڈے کا ردہو۔

میری دعا ہے: اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کو صحت سلامتی کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے اور آپ کی دینی اور آفاقی خدمات کو آنے والی نسلوں کے مشعل راہ بنائے، آمین۔



حضرت علامہ مفتی محمد انصر القادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ

جمعیت تبلیغ الاسلام

بریڈفورڈ، انگلینڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ!

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہ ! حضرت مفتی صاحب دَامَ ظِلُّہٗ کی یہ تحریر نہ صرف کسی خاص طبقے بلکہ امت کے جمیع افراد کے لیے انتہائی کارآمد، نفع بخش اور سودمند ہے۔ خواہ ان کا تعلق معاشرے کے کسی بھی طبقے سے ہو، مشائخ عظام، علمائے کرام، مدرسین کرام، واعظین کرام، طلبہ، الغرض عوام وخواص سب کے لیے یکساں مفید ہے۔ یہ تالیف اَلیف جہالت کے اس دور میں روشنی کا چراغ ہے، گم گشتۂ راہ کو ساحلِ مراد تک پہنچانے کے لیے ایک مربّی اور مرشد کا کام دینے والی ہے۔ لَارَیۡب ''اصلاحِ عقائد واعمال'' اسم بامسمّیٰ ہے۔ تحریر میں نام کی معنویت کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے، یہ مفتی صاحب کی فراستِ مومنانہ، جرأتِ رندانہ اور ہمتِ مردانہ کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ نے ''اصلاح عقائد واعمال'' لکھ کر مسلم معاشرے میں جنم لینے والی عقیدہ واعمال کی خامیوں اور برپا ہونے والے فتنوں کا قلع قمع کرنے کا کَمَاحَقّہٗ اہتمام کیا ہے۔ آپ نے اُس ضرورت کو پورا کیا جس کی کمی دین کا درد رکھنے والا ہر باشعور شخص نہایت شدت سے محسوس کر رہا تھا، نگاہیں منتظر تھیں کہ دینی حمیت سے معمور کوئی ایسی جامع تحریر منصّۂ شہود پر آئے، جو اہلسنّت وجماعت میں نفوذ کرنے والی خرافات کا سدِّ باب کر سکے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ! اس تحریر نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے، عربی شاعر

نے درست کہا ہے:

فَاِنَّ فَقِیۡھًا وَاحِدًا مُتَوَرِّعاً

عَلٰی اَلۡفِ ذِیۡ زُھۡدٍ تَفَضُّلُ وَاعۡتَلٰی

ترجمہ: ''ایک صاحبِ تقویٰ فقیہ ہزار زاہدوں پر فضیلت اور بلندی رکھتا ہے''۔

حضرت مفتئ اسلام مفتی پاکستان نے قائدانہ کردار ادا کیا ہے، ان کی اس مختصر مگر جامع تجدیدی تحریر سے اسلاف کے کردار کی جھلک نظر آتی ہے اور انداز ایسا دلنشیں ہے کہ زخم پر نمک نہیں چھڑکتے، بلکہ مرہم رکھتے ہیں، واویلا اور شوروغوغا نہیں کرتے بلکہ علاج مہیا کرتے ہیں، اس کا قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

امیر المومنین، امام المسلمین، اسد اللہ الغالب حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم کا یہ فرمان کتنا دلنشین ہے:

مَا الۡفَضۡلُ اِلَّا لِاَھۡلِ الۡعِلۡمِ اِنَّھُمۡ

عَلَی الۡھُدٰی لِمَنِ اسۡتَھۡدٰی اَدِلَّاءُ

وَوَزۡنُ کُلِّ امۡرِیءٍ مَا کَانَ یُحۡسِنُہٗ

وَالۡجَاھِلُوۡنَ لِاَھۡلِ الۡعِلۡمِ اَعۡدَاءُ

فَفُزۡ بِعِلۡمٍ وَلَا تَجۡھَلۡ بِہٖ اَبَدًا

اَلنَّاسُ مَوۡتٰی وَاَھۡلُ الۡعِلۡمِ اَحۡیَاءُ

ترجمہ: ''فضیلت تو صرف اہلِ علم کے لیے ہے، وہ خود بھی ہدایت پر ہیں اور دوسروں کی ہدایت کا وسیلہ بھی بنتے ہیں۔ ہر شخص کی قدر ومنزلت کا مدار اس کے حسنِ عمل پر ہوتا ہے اور جاہل لوگ اہلِ علم کے دشمن ہوتے ہیں۔ پس تو علم سے کامیابی حاصل کر اور جہالت سے ہمیشہ کنارہ کش رہ، اس لیے کہ علم والے ابدی زندگی پاتے ہیں اور

جاہل زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ ہوتے ہیں، یعنی وہ صحتِ عقیدہ اور حسنِ عمل کی سعادت سے بہرہ ور نہیں ہوتے۔

حضرت مفتی صاحب کی یہ مساعی جمیلہ جویانِ حق کے لیے نہ صرف قابل تقلید ہیں بلکہ واجب التقلید ہیں، مرزا اسداللہ خاں غالب نے کیا خوب کہا ہے:

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے
ادائے خاص سے غالب ہوا نکتہ سرا
صَلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتھم العالیہ والقدسیہ کا سایہ درازتر فرمائے اور آپ کی اس سعی کامل سے ہم سب کو فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے، ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد۔



حضرت علامہ قاری محمد طیب دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِيَة

مہتمم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر، مانچسٹر، یوکے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداً ومصلیاً!

مجھے مفتی اسلام مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد منیب الرحمن حفظہُ اللہُ المنّان عن شرورِ اھل الزمان کی تصنیف کردہ کتاب ''اصلاحِ عقائد واعمال'' بذریعہ ای میل موصول ہوئی، جسے میں نے طائرانہ نظر سے پڑھا ہے۔ مفتی صاحب قبلہ نے اصلاحِ عقائد واعمال کے لیے مجاہدانہ اقدام فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم سے نوازے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعتِ کبریٰ سے بہرہ ور فرمائے۔

عقائد کے حوالہ سے آپ نے درج ذیل امور کی وضاحت واصلاح فرمائی ہے:

(۱) شریعت وطریقت کو باہم متضاد سمجھنے کا رد

(۲) کفر لزومی والتزامی میں واقع لطیف فرق کو واضح کرنا کہ اس فرق کو سمجھے بغیر بعض غیر محقق علماء تکفیر بازی کر کے فساد بپا کرتے ہیں۔

(۳) کن اصول سے انحراف کرتے ہوئے کوئی شخص اہلسنّت سے خارج ہوتا ہے، اس کی وضاحت

(۴) یہ وضاحت کہ تفضیلی فرقہ اہلسنّت سے خارج ہے

(۵) صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے مراتب کے بیان میں اعتدال کی اہمیت

(۶) شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بعض ناپختہ واعظین کا یوں بیان کرنا کہ گویا سب گناہوں کی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے، اس کا رد۔

اصلاح اعمال کے حوالے سے قبلہ مفتی محمد منیب الرحمن مدظلہ نے مروّجہ طریقے پر محافل میلاد ونعت خوانی کی مجالس میں نفوذ کرنے والی بعض خرابیوں کی

درست نشاندہی فرمائی ہے، جیسے:

(۱) گانوں کی طرز پر پڑھی جانے والی نعتوں کارواج

(۲) پیشہ ور خطباء اور نعت خوانوں کا عشقِ مصطفیٰ ﷺ کو اپنے دنیا سنوارنے کے لیے کاروبار بنالینا، یہ آیات اللہ کا ثمن قلیل سے اشتراء کے مثل ہے، گاہک کی تجوری بھاری ہو تو عشقِ مصطفیٰ مہنگے داموں بکتا ہے، ہلکی ہو تو سستا سودا ہوجاتا ہے۔

(۳) میلادالنبی ﷺ کے جلسہ وجلوس کے لیے پیشگی منصوبہ بندی کے بغیر راستے بند کردینا، مردوزن کا اختلاط، کعبۃ اللہ اور روضۂ رسول کی شبیہیں بنا کر لوگوں کی عقیدت کا استحصال کرنا اور نذرانے جمع کرنا۔

(۴) نقابت ایک پیشہ بن گیا ہے، بعض نقیبانِ محفل خلافِ شرع وجاہلانہ تک بندیاں کرتے اور اہلِ مجلس کا اکثر وقت ضائع کرتے ہیں، اس کی قباحت۔

مفتی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے پیری مریدی کے مروجہ طریقہ کی قباحتوں کو بھی کھول کر بیان فرمایا ہے اور شیخ طریقت کی شرائط پر روشنی ڈالی ہے اور مزارات پر ہونے والی خرافات کا رد لکھا ہے، آپ نے رمضان المبارک میں ٹی وی چینلز پر بپا کی گئی قباحتوں کی بھی خوب نشاندہی فرمائی ہے۔

اللہ رب العزت قبلہ مفتی صاحب دام اقبالہ اور آپ کے مخلص رفیق کار حضرت علامہ مفتی وسیم اختر مدنی اور دیگر معاون مفتیان کرام کو جزائے جزیل وانعامِ عمیم عطا فرمائے: ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

نوٹ: عرض ہے کہ مفتی صاحب قبلہ یہ بات بھی شامل فرمادیں کہ صحیح تلفظ کے ساتھ قرأتِ قرآن خصوصاً امام کے لیے کس قدر اہم ہے، ہمارے ائمہ کرام کی ایک بڑی اکثریت مخارج وصفات لازمہ میں لحن جلی کی مرتکب ہے حتیٰ کہ معانی تک بدل جاتے ہیں اور نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ ائمہ کرام اس سارے بوجھ کو سر پر لیتے ہیں، اسی طرح خشخشی ڈاڑھی والے ائمہ بھی میدان میں آگئے ہیں، اس کی حوصلہ شکنی پر بھی آواز اٹھنی چاہیے۔

حضرت علامہ غلام ربانی افغانی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَة

بانی فیضان اسلام انٹرنیشنل، برطانیہ

ترجمان جماعت اہلسنّت برطانیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اسلام دینِ فطرت اور صبحِ قیامت تک ہر دور، ہر قریہ اور ہر رنگ ونسل سے وابستہ بنی نوع انسان کے لیے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ فکر ونظر سے لے کر قلب وروح تک کے لیے عقائد واعمال کا ایسا شجرِ ثمر بار ہے، جس کی ہر کلی مشامِ جاں کے لیے عطر افشاں اور ہر خوشہ جسم وروح کے لیے تسکین وراحت کا سامان لیے ہوئے ہے۔

ابلیس کو حضرت آدم کی جنت کی سکونت گوارا نہ تھی، وہ بھلا کیسے اولادِ آدم کو دخولِ جنت اور حصولِ رضوان کی اس راہ مستقیم پر گامزن رہنا گوارا کرسکتا تھا، سوذریت آدم کو جادۂ حق سے بہکا کر افراط وتفریط کے گہرے اور گدلے سمندر میں غوطہ زن کرنے کی مشق میں ہمہ وقت مصروف ومشغول ہے۔

مفتی اعظم پاکستان استاذی المکرم پروفیسر مفتی منیب الرحمن دامت برکاتہم العالیہ کی تدریسی، تقریری، تحریری اور تنظیمی صلاحیتوں کے اپنے پرائے سب معترف ہیں۔ بطورِ خاص اس پرفتن دور میں حال ومستقبل کے خطرات کا ادراک کرتے ہوئے بلاخوفِ لومۃ لائم بصیرت افروز اور مدبرانہ انداز سے سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت کی ''اصلاحِ عقائدواعمال'' کے عنوان سے رہنمائی فرمائی ہے، وہ آپ ہی کا حصہ ہے:

ایں سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشند خدائے بخشندہ

انتہائی اہم موضوعات پر اس قدر اچھوتا اور دلکش انداز کہ فقیر نے از اول تا

آخر پڑھ کر ہی دم لیا،اس میں دلیل واستدلال کا ایسا انداز اور ملّت کا ایسا درد ہے جو قاری کو اپنا اسیر بنالیتا ہےاور’’ازدل خیزد بردل ریزد‘‘ کے مصداق بات دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لِلّٰہیّت اوراخلاص پر مبنی اس کاوش کوعلومِ نبوت اورائمۂ دین وسلَف صالحین کے علمی وروحانی فیضان کی ایسی مصباح بنائے ، جو اہلِ ایمان واہلسنّت وجماعت کے قلوب واذہان میں مشکوٰۃ کی طرح انوارِ ہدایت کی تجلیات فروزاں کرے۔اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ اہلسنّت اوراہل اسلام پرتادیرقائم فرمائے۔



حضرت علامہ محمد نصیراللہ نقشبندی زِیْدَ مَجْدُھُمْ

خطیب مدینہ مسجد بولٹن، یوکے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدللہ رب العالمین! آج مفتی اعظم پاکستان فقیہ ملت استاذالعلماء سیّدی واستاذی حضرت علامہ پروفیسر مفتی منیب الرحمن صاحب دامت برکاتہم کی تصنیف جلیل ’’اصلاح عقائدواعمال‘‘ کے مطالعہ سے فارغ ہوا۔مفتی صاحب قبلہ نے دورحاضر میں ہمارے معاشرے میں بالعموم اوراہلسنّت وجماعت کی بعض محافل میں بالخصوص پائی جانے والی بدعات ومنکرات کی نہ صرف نشاندہی فرمائی بلکہ اس کا حل بھی اپنے اکابر کے مستند حوالہ جات کے ساتھ پیش کیا۔یہ کتاب موضوع کےاعتبار سے جامع ، معلوماتی اوراہلسنّت وجماعت کی موجودہ حالت زار کی عکاس ہے، نیز خرافات وبدعات کی اصلاح قرآن وحدیث ،عبارات ائمہ دین متین اورفتاویٰ رضویہ کی روشنی میں ایک سعیِ جمیل ہے۔امید ہے کہ مشائخ عظام ،علماء وخطبائے کرام اوردین کا درد رکھنے والے اہلسنّت اس کوقدر کی نگاہ سے دیکھیں گےاوراس پیغام کی ترویج واشاعت اورابلاغ میں اپنا مثبت کرداراداکریں گے۔

مفتی اعظم پاکستان نے اپنی دینی اورشرعی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اِحقاقِ حق اور اِبطال باطل کیا ہے۔میں اِس تصنیف جلیل پر مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن حفظہ اللہ تعالی کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔اس کتاب کے منظرعام پر آنے کے بعد بہت سے لوگوں کے مفادات پہ زد پڑے گی اور بلیک میل کرنے کی کوشش کریں گے،لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کا پروپیگنڈا قرآنِ کریم کےکلماتِ مبارکہ کے مطابق’’جُفٰاء‘‘اور’’ھَبَاءً مَّنْثُوْراً‘‘ ثابت ہوگااور یہ کتاب قرآنِ کریم کی اس

بشارت کا مصداق بنے گی: ''وَاَمَّامَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ''۔

(ترجمہ:) ''اور جو چیز لوگوں کے لیے نفع رساں ہے، وہ زمین میں قرار پاتی ہے، (الرعد:۱۷)''۔

مفتی اعظم پاکستان اسلام اور اہلسنّت کی آبرو ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کو ہمیشہ سلامت رکھے، معاندین کے شر اور حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھے۔ میں اس موقع پر اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین ملت امام احمد رضا محدث بریلی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا یہ شعر قبلہ مفتی اعظم کی نذر کرتا ہوں:

خوف نہ رکھ رضا ذرا ، تو تو ہے عبد مصطفیٰ

تیرے لیے امان ہے، تیرے لیے امان ہے



حضرت علامہ مفتی محمد قمرالحسن قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ

مدرس وامام وخطیب جامع مسجد النور

النوراسلامک سنٹر آف گریٹر ہیوسٹن

چیئرمین رویت ہلال کمیٹی آف نارتھ امریکا

ہیوسٹن، امریکا

اصلاح عقائدواعمال وقت کی اہم ترین ضرورت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب مدظلہ العالی کی تازہ ترین تصنیف ''اصلاحِ عقائدواعمال'' کا سرسری طور پر مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ اہلسنّت وجماعت کی تنقیح کی ضرورت برسوں سے محسوس کی جارہی تھی۔ بعض وہ امور جوعوام اہلسنّت میں شعوری یا لاشعوری طور پر درآئے تھے اور ان سے مسلکی تشخص مجروح ہورہا تھا، ان کے تزکیہ کی ضرورت تھی۔ مستحب اور باعث برکات ہوتے ہیں مگر فرائض وواجبات سے صرفِ نظر کرکے مستحبات کوحرزِ جان بنانا یہ کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح ضروریات دینیہ میں نرم گوشے تلاش کرنا یہ بھی ہلاکت کا موجب ہے۔ ایک عرصے سے ان امور کی اصلاح کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ علماءِ حق اپنی دینی ذمے داری سے عہدہ برآ ہوں اور اپنے عہد کے لوگوں پر حجت قائم کریں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! حضرت مفتی صاحب نے اس ضرورت کواحسن طریقے سے پورا کرکے علمائے اہلسنّت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔

آپ کے خطابات یا نجی مجلسوں میں اس درد کومحسوس کیا جاسکتا تھا۔ امریکا جب بھی آپ تشریف لائے تو اپنے خطابات میں اس کا برملا اظہار کیا اور نجی مجلسوں میں بھی اس پر اظہار خیال فرمایا۔ آپ کی گفتگو سے ملت کا درد وکرب ظاہر ہوتا ہے۔

مذکورہ کتاب کو سنگ میل کا درجہ حاصل ہے۔ آپ جو بات کہتے ہیں صرف دعویٰ ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کو قرآن وسنت اور اقوال سلف سے مدلل بھی فرماتے ہیں۔ آپ کے فتاویٰ علماء وعوام دونوں میں یکساں مقبول ہیں۔ زبان عام فہم، رواں اور شستہ استعمال فرماتے ہیں۔ جو بھی بات کہتے ہیں انتہائی سلیقہ اور ثقاہت سے کہتے ہیں۔

اس کتاب میں بھی یہ ساری خوبیاں مذکور ہیں۔ میں نے بالاستیعاب تونہیں بلکہ سرسری طور پر دیکھا تو کتاب کو انتہائی مفید پایا۔ اس کو زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے۔ مجموعی طور پر کتاب لائق تبریک ہے مگر فہرست مضامین نہ ہونے کا احساس ہوا۔ اگر اس میں تفصیلی نہ سہی اجمالی فہرست بھی شامل کردی جائے تو قاری کے لیے آسان ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اور عوام کی اصلاح میں یہ کتاب مفید تر ثابت ہو۔ آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔



حضرت علامہ منظر الاسلام ازہری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ
اسلامک سینٹر آف کیری، نارتھ کیرولینا، امریکا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقدیم علیٰ کتاب ''اصلاح عقائدواعمال''

مسلمان بالعموم اور برصغیر کے سنی بریلوی مسلمان خاص طور پر جس پستی، ذلت اور علمی تنزلی کا شکار ہیں، اس کا حال سب کے سامنے ہے۔ ترقی کے اسباب میں سب سے اہم علمی برتری اور فکری بالیدگی کا کردار ہے۔ برصغیر کی اس جماعت کا سطحی جائزہ بھی یہی ثابت کرتا ہے کہ یہ جماعت علمی اور فکری تنزلی میں کسی بھی جماعت سے آگے ہے۔ اس جماعت کے ایک گروہ نے مدرسہ سے سند فراغت کو سند علم سمجھ لیا ہے، خطابت اور چرب زبانی کو قابل فخر صلاحیت تصور کرلیا ہے، قرآن وسنت کی من مانی تشریح کو نکتہ آفرینی بتا کر عوام سے داد و دہش وصول کرنا اپنا شعار بنالیا ہے۔ جھوٹی اور من گھڑت روایتیں بیان کر کے علامۂ زماں اور امام وقت کا خطاب حاصل کرنا اپنا محبوب مشغلہ بنالیا ہے۔ ڈھونگی کا روپ بنا کر صوفی اور روحانی پیشوا بن جانے کا بلند و بانگ دعوی کرنا اپنے اور عوام کے لئے اُخروی نجات کا ذریعہ بنالیا ہے۔ ان تمام جاہلانہ اوصاف کے ساتھ ساتھ انہوں نے علم وتحقیق سے خالی فتوی نویسی کو ''مسلک'' کی خدمت اور دین کی روح سمجھ رکھا ہے۔ اگر کوئی صاحب علم ان کی خامیوں کو اجاگر کر کے اصلاح کی بات کرے، تو ان کے جاہلانہ فتووں کی زد میں آجاتا ہے اور ان فتووں کو بنیادی دین سمجھ کر ایسے صاحبانِ علم وفکر کے خلاف عوام کو اس حد تک ورغلایا جاتا ہے کہ آپس میں قتل وغارت تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ حال ہی میں ہندوستان کی دوخانقاہوں کے ماننے والوں کے درمیان اور دومفتیانِ کرام کے حامیوں میں تلخ کلامی

اس حد تک بڑھی کہ معاملہ ایک مسلمان کے قتلِ ناحق پر منتج ہوا، وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالیٰ۔

اہلسنّت و جماعت (بریلوی) کا شیرازہ اس طرح بکھر چکا ہے کہ کوئی اس جماعت کا والی و وارث نظر نہیں آتا۔ آپس کے نزاع اور فتوے بازی نے ہر ایک کی شخصیت مجروح کردی ہے۔ اس پُرفتن ماحول میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب مدظلہ العالی قابل مبارک باد ہیں، کہ انہوں نے ''اصلاح عقائدواعمال'' کتاب لکھ کر اپنی قائدانہ ذمہ داری نبھائی ہے۔ یہ منصب انہیں کا تھا اور انہوں نے اس کا استعمال بھی ایسے وقت پر کیا ہے جب سب زبانیں خاموش، قلم خشک، اور فکر بانجھ ہوچکی ہے۔ اکیسویں صدی میں اہلسنّت و جماعت کے درمیان یہ خرابیاں جوناسور کی شکل اختیار کرچکی ہیں، حضرت مفتی اعظم صاحب نے نہایت حکیمانہ انداز میں اصلاح کی کوشش کی ہے۔ میری نگاہ میں اس کتاب کی اہمیت کے چار اہم پہلو ہیں:

(۱): برصغیر کے اہلسنّت و جماعت کی فکری کج روی عیاں ہوچکی ہے، اس کتاب میں اس کا بھرپور بیان اور مسلک کی صحیح ترجمانی کی گئی ہے۔

(۲): عام طرز تحریر سے ہٹ کر ان کی کتاب کا اندازِ بیان نہایت عمدہ اور سادہ ہے، اس سادگی میں علمی تحقیق اور فکری جولانیت اپنے عروج پر ہے۔ موجودہ حالات میں برصغیر کے اہلسنّت و جماعت کے درمیان نفوذ کرنے والی خرابیوں پر صرف تنقید ہی نہیں کی، بلکہ مخلصانہ مشورہ اور اصلاحی پہلو کو بھی اجاگر کیا ہے۔ بعض ایسے مسائل، جن کا تعلق مغربی دنیا کے مسلمانوں سے ہے اور ان میں بھی اعتدال کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا، کی نہ صرف نشاندہی کی گئی ہے بلکہ ان کا حل بھی پیش کیا ہے۔

(۳): کتاب کی ترتیب بھی نہایت خوبصورت ہے۔ شروع میں عقیدہ کا مفہوم، ضروریات دین، ضروریات اہلسنّت و جماعت، کفر اور کسی کو کافر کہنے کے اصول، کفری عقائد، کفر لزومی اور التزامی، مفتی کی ذمہ داری اور مفتی کا منصب ایسے پیچیدہ مسائل کو

نہایت خوبصورتی کے ساتھ آسان اور سہل انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ ایسے علمی مسائل ہیں جن کو سمجھنے میں بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مگر مفتی اعظم پاکستان نے نہایت عام فہم انداز میں ان کو بیان کردیا ہے۔

(۴): ان سب کے ساتھ ساتھ حوالہ اور مصادر میں خاص طور پر یہ التزام کیا ہے کہ جو طبقہ مخاطب ہے، ان کے نزدیک مستند اور قابل اعتماد علماء کے حوالہ جات سے اپنے موقف کو مدلّل کیا ہے، مثلاً: نعت خواں اور مقررین کے جس طبقہ سے گفتگو کی جارہی ہے، ان پر صرف امام احمد رضا فاضل بریلوی ہی کی بات حجت ہے، اس لئے مفتی صاحب نے حوالہ میں جگہ جگہ امام احمد رضا فاضل بریلوی ہی کی توضیح وتشریح کا حوالہ دیا ہے۔ اسی طرح صوفیہ اور خانقاہی گروہ سے خطاب کے ضمن میں خاص طور پر تمام معروف سلاسل کے بانی مشائخ کے اقوال کو نقل کیا ہے تاکہ آج کے نام نہاد صوفی کو کوئی گریز کا راستہ نہ مل سکے۔ الغرض کتاب میں موجود مسائل، کتاب کی ترتیب اور اس کے مصادر وماخذ میں بڑی حکمت اور حسن نظر آتا ہے۔

''خانقاہ اور آستانوں کی بابت شرعی اصلاح'' کے ضمن میں پیشوایانِ سلاسل کے حوالوں کے ساتھ بات کی ہے، جو عام قاری کے لئے سکون اور اعتماد کا باعث ہے، مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر اس طبقہ کو پڑھنے لکھنے سے کچھ بھی تعلق ہوتا تو شاید حضرت مفتی صاحب قبلہ کو یہ کتاب لکھنے کی ضرورت بھی پیش نہ آتی، فَیَا لَلْعَجَب!

تمام مسائل کی طرح ''قضائے عمری'' پر بھی بڑی نفیس اور تحقیقی گفتگو کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی معقول شرعی عذر کے سبب وقت پر نماز نہیں پڑھ سکا تو جب یاد آئے، اس کی قضا کرلے۔ مگر میری کوتاہ نظر میں یہ مسئلہ تشنہ رہ گیا ہے کہ اگر کوئی شخص دس یا بیس سال یا ایک عرصہ گذر جانے کے بعد اپنی نمازوں کا قضا کرنا چاہتا ہے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہونا چاہئے۔ اگر دس یا بیس سال بعد قضا کرنا جائز ہے تو اس کے ادا

کرنے کا صحیح شرعی طریقہ کیا ہونا چاہئے، یہ رہنمائی بھی کردی جائے تو مسئلہ کی جامعیت اور بھی واضح ہوجائے گی۔

الغرض مفتی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر اپنے عہد کے لوگوں پر حجت قائم کی ہے اور وقت کی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس کتاب میں اہلسنّت و جماعت کے عقائد کو نہایت شفاف شکل میں پیش کردیا گیا ہے، اس میں اہل دانش کے لئے علمی مواد، عوام کے لئے مشعلِ راہ اور نئی نسل کے لئے دین اسلام کا منہاج موجود ہے، اس کو عام کرنا برصغیر کے مسلمانوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

''اصلاح عقائد واعمال'' پر کچھ بھی اظہار خیال کرنا میں اپنی سعادتمندی سمجھتا ہوں۔ اس پر اظہار خیال میرا منصب نہیں ہے، کیونکہ کتاب کے مؤلف اپنے وقت کے معزز ترین عالم دین اور پاکستان کے مفتی اعظم ہیں اور میری لیاقت نہ ہونے پر میری علمی کم مائیگی اور بے بضاعتی سب سے بڑی دلیل ہے، مگر حضرت مفتی اعظم پاکستان کا حکم تھا، جس سے انکار کی کوئی گنجائش نہ تھی، اس لئے اس کارِ خیر میں اپنا حصہ ڈال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کے نفع کو زیادہ سے زیادہ عام فرمائے۔



حضرت علامہ فیضان المصطفیٰ قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ

نبیرۂ صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی
پرنسپل النورانسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سائنسز
النوراسلامک سنٹرآف گریٹر ہیوسٹن امریکا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ

حضرت مفتی منیب الرحمن صاحب قبلہ کی تصنیف لطیف ’’اصلاح عقائدواعمال‘‘ پیش نظر ہے، جسے اصلاح کی ایک مخلصانہ کوشش کے طور پر پیش کیا گیا ہے، مفتی صاحب کی تقریر وتحریر کا مطمحِ نظر کلی طور پر اصلاح ہی رہتا ہے، لیکن خاص بات یہ ہے کہ موصوف ان مسائل پر بھی کھل کر لکھتے اور بولتے ہیں جن پر بولنے اور لکھنے کی ہر ایک کو ہمت نہیں ہوتی، اس کے لیے جرأت، حق گوئی، بے باکی، اور انذار وتبشیر میں جوتوازن درکار ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کواس دولت سے مالا مال فرمایا ہے۔

مفتی صاحب نے اِس رسالہ میں اُن خرابیوں کی طرف توجہ دلائی ہے جو اہلسنّت وجماعت میں معمولاتِ اہل سنت کے عنوان سے درآئی ہیں اور اُن خرابیوں کو خوب واضح کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مفتی صاحب کو استدلالی کلام کرنے کی جو مہارت عطا فرمائی ہے، وہ آپ کی انفرادی شان ہے۔ دعوت وارشاد کا اپنا ایک فطری اسلوب ہوتا ہے، جس کی بنا پر مخاطَب داعی کی بات پر غور کرنے کے لیے آمادہ ہوتا ہے، ورنہ اِس دور میں بہت بڑے طبقے نے واعظین اور علماء کی باتوں سے اپنے کانوں کو بند کرلیا ہے، اگرچہ اِس کی وجوہ کئی ہوسکتی ہیں، لیکن حق بات یہ ہے کہ استدلال میں متانت اور اسلوب میں کشش ہوتو آج بھی دلوں کے بند دریچے کھل سکتے ہیں۔ اس

رسالہ کی شان بان یہی ہے کہ جس مسئلہ کو بھی موضوعِ بحث بنایا ہے، اس کے تمام لازمی عناصر کے ساتھ ساتھ اس کے دعوتِ اسلوب کا بھرپور لحاظ رکھا ہے۔ ہر بات کو مستند حوالوں سے آراستہ کرکے اس قدر مدلل اور متین فرمادیا ہے کہ اس پر حذف واضافہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ اب ضرورت ہے کہ ہم اسے باقاعدہ ایک تحریک کی صورت دے کر اخلاص کے ساتھ نافذ کرنے کی کوشش کریں۔

ہماری زبوں حالی کی ایک تصویر یہ ہے کہ لوگ بھی اپنی اپنی پسند کے علماء سے جڑ گئے ہیں، جس کی بنا پر وہ کارِ خیر میں تعاون سے اس لیے محروم رہ جاتے ہیں کہ یہ فلاں عالم کی طرف سے ہے، فلاں کی طرف سے نہیں ہے، یہ ایک طرح کی عصبیت ہے، انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ پسند وناپسند کا مدار شخصی وابستگی پر نہیں، بلکہ دلیلِ حق پر ہونا چاہیے اور حق قبول کرنے کے لیے اپنے دل ودماغ کے دریچے کھلے رکھنے چاہییں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا، (سورہ محمد: ۷)‘‘، مدد کرنے کا رہنما اصول یہ ہے: ’’نیکی اور پرہیزگاری کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کام میں ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو، (مائدہ: ۲)‘‘۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر مفتی منیب الرحمن صاحب قبلہ کی اس دعوتِ خیر پر ہم سب لوگ ہم آواز اور ہم آہنگ ہوجائیں، تو جلد اس کے بہ سے بہتر نتائج برآمد ہوں گے، ورنہ اس کوشش پر مفتی صاحب اور ان کے اعوان وانصار کے لیے جو اجر بارگاہ رب العزت میں مقدر ہے، وہ ان کو مل کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہر عمل خیر میں داعئ حق کے دل وجان سے معاون بنیں اور ہر برے کام کے آگے سدِّ راہ بنیں، آمین بجاہ حبیبہ سیّدالمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔



حضرت علامہ مقصوداحمد قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ

ناظمِ اعلیٰ جماعتِ اہلسنّت ، نارتھ امریکا

خطیب جامع مسجد السلام، نیوجرسی ، امریکا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مصلحِ امت ، نبّاضِ ملت ، مفکرِ اسلام ، استاذ العلماء والفضلاء ، مبلغِ اسلام ، محقق اہلسنّت ، پاسبانِ مسلکِ رضا ، فقیہِ عصر ، یادگارِ اسلاف ، عالمِ ربانی ، مخدومِ اہلسنّت ، پیکرِ اخلاص مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ مفتی منیب الرحمن مُدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی کی تصنیف ''اصلاحِ عقائدواعمال'' کا بغور مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا، صرف عقیدت کی نظر سے نہیں، بلکہ بعض مقامات کو تنقیدی نظر سے بھی پڑھا۔

اس پُرفتن ، مادّہ پرست ، مصلحت اندیش ، مبالغہ خیز ، افراط وتفریط سے لبریز ، صلحِ کلّیت اور بے عملی کے دور میں سوادِ اہلسنّت و جماعت کا شیرازہ بکھرتا جارہا ہے۔ بعض مفاد پرست ائمہ ومشائخ ، خودغرض واعظین وخطباء ، موقع پرست قائدین ، دین فروش قصیدہ خواں اور نقیب اسلامی تعلیمات اور معمولاتِ اہلسنّت میں خود ساختہ تشریحات وایجادات ، من مانی تاویلات ، بدعات وخرافات ، غلوفی الدین ، نت نئی خرافات اور افراط وتفریط کے نشے میں مست اور مخمور ہیں۔ ان وجوہات کی بنا پر دین اور مسلک سے بیزاری پروان چڑھ رہی ہے۔ بعض اہلِ فکر ونظر کے دل خون کے آنسو رو رہے ہیں ، ان مخلصین کے خلوص سے نکلنے والی آہیں اور دعائیں مکینِ گنبدِ خضریٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے توسُّل سے مستجاب اور مقبول ہوئیں اور قادرِ مطلق نے اس بارِ عظیم اور خدمتِ جلیلہ کے لیے مفتی منیب الرحمن کو یہ عظیم سعادت عطا فرمائی۔

آپ کا وجود اہلسنّت کے لیے باعثِ افتخار اور لائقِ تشکُّر ہے۔ خالقِ کائنات

نے آپ کو علم وعمل ، اَخلاقِ حسنہ ، اَفکارِ عالیہ ، صبر واستقامت ، حق گوئی وبے باکی ، وسعتِ قلبی ودور اندیشی ، تعلیم وتدریس ، تحریر وتقریر ، تذکیر ونصیحت ، فصاحت وبلاغت ، ذوقِ تحقیق ، فتاویٰ اور کالم نویسی ، تفقُّہ فی الدین ، تعمُّق فی المسائل ، تبیینِ حق ، دینی وقار ، شخصی وجاہت ، فکرِامت ، استحضارِ علمی اور ابلاغِ مبین کی صفات سے موصوف فرمایا ہے۔ آپ نے نہ صرف امراض کی صحیح تشخیص کی ہے، بلکہ مکمل علاج بھی تجویز فرمایا ہے۔

کتاب کا ایک ایک حرف محبت ، خلوص اور اصلاح کے جذبے سے سرشار ہے ، ہر بات دل میں اترتی چلی جاتی ہے ، شاعر نے بجا طور پر کہا ہے:

دل سے جو بات نکلتی ہے ، اثر رکھتی ہے
پر نہیں ، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

مفتی صاحب اس قدر قادر الکلام اور خوش اَخلاق ہیں کہ سخت سے سخت بات کو بڑے دلنشیں انداز اور محبت وشفقت آمیز لہجے میں بیان کرتے ہیں۔ نصیرِ ملّت علامہ صاحبزادہ پیر سیّد نصیرالدین نصیر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اصلاحِ امت کے لیے ان الفاظ میں جھنجھوڑا تھا:

چل جادۂ مصطفیٰ پہ ، گمراہ نہ بن
محتاج ہے خِلقتہٗ ، شہنشاہ نہ بن
آئینِ شریعت میں ، نہ لا تبدیلی
ارے تو بندۂ اللہ بن ، اللہ نہ بن

مفتی صاحب نے کلمۂ حق بلند کردیا ہے ، ابلاغِ مبین ، تبیینِ حقائق ، اِعلاءِ کلمۃ الحق اور اِتمامِ حُجت کا حق ادا کردیا ہے ، اس پر لبیک کہنا ہر ذی شعور سنی کی ذمے داری ہے۔ بحرِ ظلمات وبدعات ، صحرائے غفلت وتساہل اور وادیٔ جہالت وظلمت میں چراغِ حق روشن کردیا ہے۔ اذانِ حق وصداقت اور اِعلاءِ کلمۃ الحق کا منظّم آغاز کردیا ہے۔ اب ہماری ذمے داری ہے کہ مفتی صاحب کے دست وبازو بن کر اس کتاب کو عام

کریں۔ محققین مفتیانِ کرام اور اربابِ علم ودانش سے گزارش ہے کہ اپنی سفارشات، تجاویز اور تحفظات (اگر کوئی ہوں) تحریری طور پر براہِ راست مفتی صاحب کو پیش فرمائیں تاکہ یہ سلسلہ جاری وساری رہے۔

اسلامی تنظیموں، دینی اداروں، جامعات اور مخیر حضرات کو بڑھ چڑھ کر اس کتاب کی نشر واشاعت میں حصہ لینا چاہیے۔ راقم الحروف بارہ سو کتابوں کی مفت تقسیم کے لیے اخراجات برداشت کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اس کتاب کو عربی اور انگریزی زبانوں میں بھی شائع کرنے کو ترجیحات میں شامل کیا جائے۔

اس کتاب میں مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعالیٰ کے مسلک کی باحوالہ ترجمانی کی گئی ہے۔ توازن واعتدال، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، امتِ وَسَط اور خیرِ امت کا حسین امتزاج ہر صفحے سے عیاں وروشن ہے، شاعر نے کہا ہے:

کشتیٔ حق کا زمانے میں سہارا تو ہے
عصرِ نورات ہے، دھندلا سا ستارا تو ہے

آئیے! ہم سب مل کر اپنے اپنے حصے کا چراغ جلائیں اور منظّم ومتحد ہو کر اصلاحِ امت کی اس خالص دینی اور غیر سیاسی تحریک کے فروغ کے لیے مُمِدّ ومعاون بنیں، احمد فراز نے کہا تھا:

شکوۂ ظلمتِ شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کا کوئی چراغ جلاتے جاتے

دعا ہے: اللہ کریم مفتی صاحب کے علوم وفیوض اور عمر وصحت میں برکتیں عطا فرمائے، ان کے اور ان کے معاونین کی اس کاوش کو قبولِ عام عطا فرمائے، آمین۔



حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر غلام زرقانی قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ

خَلَفِ ارشد رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعالیٰ
چیئر مین حجاز فاؤنڈیشن
ہیوسٹن، امریکا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن چیئر مین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کی فکر انگیز تصنیف ''اصلاح عقائد واعمال'' پر سرسری نگاہ ڈالنے کے بعد، میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ گو یہ افکار وخیالات موصوف کے ہوں، تاہم حقیقت یہ ہے کہ صرف الفاظ وبیانات ان کے ہیں، آواز اہل سنت وجماعت کے ہر فرد کی ہے اور کہنے دیا جائے کہ کسی بھی فکری کاوش کے حوالے سے یہ اعزاز بہت ہی قیمتی بھی ہے، وقیع بھی اور قبولیت عام کی سند بھی۔

مفکر ملت حضرت مفتی منیب الرحمن صاحب نے پیش نگاہ کتاب میں تخمینی اعداد وشمار اور تصوراتی حالات وواقعات پر اپنی بات کی بنیاد نہیں رکھی ہے، بلکہ انہوں نے معاشرے میں پروان چڑھتے رسم ورواج کا باریک بینی سے مشاہدہ کیا ہے اور یہ اصلاح احوال کے لیے ایک سلجھی ہوئی کوشش کی ہے۔ یہاں یہ امر واضح رہے کہ یہ سارے رسم ورواج بنام ''اسلام'' ہو رہے ہیں، ظاہر ہے کہ انہیں یوں ہی رہنے دیا جائے تو عجب نہیں کہ مستقبل بعید میں دین اسلام کی درست تصویر کی نشاندہی مشکل ہو جائے۔

مجھے یاد آیا کہ علمائے کرام نے مستحبات اعمال کے حوالے سے حد درجہ احتیاط سے کام لیا ہے۔ فرض نمازوں کے بعد دعا مانگنے کے لیے رخ تبدیل کرلیا جائے،

اذان واقامت سے پہلے 'الصلواۃ والسلام' کی صدا لگانے کے لیے لب ولہجہ تبدیل کرلیا جائے، نماز جنازہ کے بعد دعا مانگتے وقت صفوں کی ہیئت نماز کی سی نہ رہے، وغیرہ دسیوں ایسے مسائل ہیں، جن کے بارے میں علمائے کرام نے کوشش کی ہے کہ شرعی ضابطہ مستحبات سے ہمیشہ ممتاز رہے اور کسی بھی وقت لوگوں کو دونوں کے درمیان تمیز کرنے میں چنداں دشواری نہ ہو۔

تاہم یہ امر دوپہر کی دھوپ کی طرح عیاں ہے کہ عہد حاضر میں مباحات کو ''اظہار محبت وعقیدت'' سے کچھ اس طرح جوڑ دیا گیا ہے کہ دین کے نام پر دنیاوی مفادات زیادہ سے زیادہ حاصل ہوسکیں۔ گفتگو کی اس منزل پر پہنچ کر مجھے یہ کہنے سے کوئی نہیں روک سکتا کہ بنام دین، دنیا حاصل کرنے کی کوشش، دنیا کے نام پر دنیا حاصل کرنے سے کہیں زیادہ تکلیف دہ، قابل مذمت اور باعث ننگ وعار ہے۔

کان قریب کریں تو عرض کروں کہ مفتی صاحب قبلہ نے جو گفتگو کی ہے، اس سے مجھے توقع نہیں کہ عام لوگ فیضاب ہوسکیں، تاہم یہ امید ضرور ہے کہ مفتیان کرام، علمائے عظام اور ارباب علم ودانش توجہ دیں تو واقعی معاشرے میں انقلابی تبدیلی آسکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں اب ہماری ذمہ داری پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ اس لیے آیئے ہم سب عہد کریں کہ متذکرہ اصلاحی تحریک کے دست وبازو بن کر اسے کامیابیوں سے ہمکنار کریں گے۔



حضرت علامہ (مفتی) محمد منظر مصطفی نازؔ صدیقی اشرفی
خطیب جامع البیت المکرم مسجد
صدر مدرس سنی مدرسہ نور محمدی
بوناکے، ماریشس، افریقا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آفاقی وہمہ گیر مذہب کا نام اسلام، اس کے ماننے والوں کا نام مسلمان، قومِ مسلم کی مذہبی زندگی، معاشی زندگی، معاشرتی زندگی، سماجی زندگی اور سیاسی زندگی کا دستور وقانون اور مآخذِ اصلیہ قرآن وحدیث ہیں۔ دنیا کے جملہ علوم وفنون اسی بحر ناپیدا کنار کا فیضان ہیں۔ اعلانِ عام ہے ''تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ''، لیکن اس معجز ومقدس قرآن کے معانی اور مطالب تک رسائی ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس بحر بیکراں کا مشاق غوطہ زن بھی اپنی علمی اور فکری بساط کے مطابق ہی اس میں سے کچھ نکال پاتا ہے، یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر نتیجۂ فکر درست ہی ہو، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''یُضِلُّ بِہٖ کَثِیۡرًا وَّ یَہۡدِیۡ بِہٖ کَثِیۡرًا''۔

احادیث رسول میں بھی یہی معاملہ ہے کہ صحاح، ضعاف، موضوعات، مقبول ومردود اور ناسخ ومنسوخ کے بارے میں کماحقہٗ آگہی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح مفاہیم اخذ کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں:

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر اور احادیثِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متون، تراجم وشروح اس دور میں یقیناً دستیاب ہیں، لیکن ان سے کماحقہٗ استفادہ کرنے اور مسائل کا

استنباط کرنے کے لیے مطلوبہ مہارت لازمی ہے اور پھر اپنے عہد کے جدید مسائل کا بھی ادراک ضروری ہے۔محض عربی دانی کافی نہیں ہے،اسی مطلوبہ علمی قابلیت اور اجتہادی صلاحیت کے فُقدان کے باعث رافضی ،خارجی ،قدری، جبری ،معتزلی جیسے گمراہ فرقے وجود میں آئے اوران کی عقلیت پر مبنی حجت بازی نے اسلام کونقصان پہنچایا،لیکن ہر دور میں علمائے حق نے ان فتنوں کا سدِّ باب کیا اوراسلام کے روشن چہرے کو ہمیشہ درخشاں،تاباں اورفروزاں رکھا۔

آج کے اس پرفتن ماحول میں بھی اگرچہ افکار میں تعصب اورتشدد سکّۂ رائج الوقت بن گیا ہے،لیکن الحمد للہ! شریعت وطریقت کے اصولوں کے شناور بھی موجود ہیں۔اسی طرح اگرچہ دورِحاضر میں تعلیمی انحطاط اورعملی بے راہ روی کے سبب باکمال اساتذہ اورمدرسین کا فقدان ہے،تبلیغِ دین کے لیے رضائے الٰہی کا جذبہ رکھنے والے خطبائے کرام کی تعداد بھی تشویشناک حد تک کم ہے،لیکن ایسا بھی نہیں کہ علمائے ربّانیین کا بالکل قحط ہواورعلم کا میدان ہوس کے پجاریوں کے حوالے کردیا جائے۔

اس تناظر میں ایسی جامع اورمختصر کتاب کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی ،جس سے کم علم اورمتوسط علم رکھنے والے دیندار طبقات خودبھی فائدہ اٹھا سکیں اورقومِ مسلم کوصراطِ مستقیم پرقائم گامزن کرتے رہیں۔

اس ضرورت کومحسوس کرتے ہوئے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے عزم وشجاعت اورعلمی وقار کے ساتھ ’’اصلاحِ عقائد واعمال‘‘ کی صورت میں یہ حسین وجمیل گلدستہ مرتّب کیا ہے۔

معمارِقوم،نباضِ ملت ،مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی منیب الرحمن صاحب قبلہ مدظلہ العالی بلاشبہ عصر حاضر کے ایک عظیم فقیہ، جید عالم دین ،سچے عاشق رسول اورسوادِ اعظم مسلک اہلسنت وجماعت کے حقیقی رہنما ہیں،جو خدمت دین و

خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہیں۔

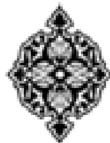
مفتی صاحب قبلہ نے اس کتاب میں دورحاضر میں ہمارے معاشرے میں بعض محافل میں پائی جانے والی بدعات ومنکرات کی نشاندہی فرماکراسکا حل بھی بتایا۔ کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے بعد قاری اس بات کوتسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ یہ کتاب موضوع کے اعتبار سے جامع ،مدلّل اورمفید معلومات کی حامل ہے، اہلسنت وجماعت کے حالات کی صحیح عکاس ہےاورمستندحوالہ جات سے مزین ہے۔

میں مفتی صاحب کواس سعی جمیل پرتہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، نیز دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی اس سعی جمیل کومقبول وماجور فرمائے ،مفتی صاحب کو ہمیشہ سلامت رکھےاوردارین کی سعادتوں سے مالامال فرماتے ہوئے مزید دینی خدمات کرنے کی توفیق عطافرمائے،آمین بجاہ سیّدالمرسلین ﷺ۔



تائیدات وتصدیقات

نمبر شمار	اسمائے گرامی مفتیانِ کرام	ادارہ
1	علامہ مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی	مہتمم جامعہ نضرۃ العلوم، کراچی
2	علامہ مفتی محمد رحیم سکندری	شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ، کراچی
3	علامہ مفتی محمد جان نعیمی	شیخ الحدیث دار العلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی
4	علامہ مفتی محمد ابوبکر صدیق شاذلی	استاذ درجہ تخصص فی الفقہ والافتاء جامعہ نعیمیہ، کراچی
5	علامہ رضوان احمد نقشبندی	مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ انوار القرآن، کراچی
6	علامہ مفتی محمد اکمل مدنی	مہتمم وشیخ الحدیث الفرقان اسکالرز اکیڈمی، کراچی
7	علامہ مفتی محمد اسماعیل نورانی	مفتی واستاذ الحدیث جامعہ انوار القرآن، کراچی
8	علامہ ڈاکٹر سید جمیل الرحمٰن شاہ	پیر آف کامونکی شریف
9	علامہ احمد علی سعیدی	شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ کراچی
10	علامہ مفتی محمد وسیم اختر مدنی	استاذ درجہ تخصص فی الفقہ والافتاء جامعہ نعیمیہ کراچی
11	علامہ مفتی خالد کمال	استاذ درجہ تخصص فی الفقہ والافتاء جامعہ نعیمیہ کراچی
12	علامہ مفتی محمد عمران شامی	استاذ درجہ تخصص فی الفقہ والافتاء جامعہ نعیمیہ کراچی
13	علامہ سیّد نذیر حسین شاہ	استاذ الحدیث، جامعہ نعیمیہ، کراچی
14	حضرت علامہ مفتی سیّد صابر حسین	استاذ التخصص فی الفقہ والافتاء جامعہ نعیمیہ لاہور شریعہ ایڈوائزر رایم سی بی اسلامک بینک
15	علامہ غلام جیلانی اشرفی	شیخ الحدیث جامعہ نضرۃ العلوم، کراچی
16	علامہ لیاقت حسین اظہری	خطیب جامع مسجد اقصیٰ محمد علی سوسائٹی، کراچی
17	علامہ مفتی سہیل رضا امجدی	خطیب جامع مسجد عیدگاہ ایم۔اے جناح روڈ کراچی
18	علامہ حافظ محمد عبداللہ	استاذ حدیث جامعہ نعیمیہ، کراچی
19	علامہ مفتی محمد احسن اویسی	مفتی دار العلوم حنفیہ غوثیہ، کراچی
20	علامہ مفتی سیف اللہ باروی	استاذ الحدیث دار العلوم حنفیہ غوثیہ، کراچی
21	علامہ مفتی عبدالرزاق نقشبندی	دارالافتاء دار العلوم نعیمیہ، کراچی
22	مولانا مفتی بختیار علی	دارالافتاء دار العلوم نعیمیہ، کراچی
23	مولانا علی عمران صدیقی	استاذ درجات عالیہ دار العلوم نعیمیہ، کراچی



ضروری یادداشت